نصرٌ من الله و فتحٌ قریب

الحمد لله که یهه کتاب مستطاب بیان شهادتین مسمّی به

مخزن [illegible]
سنه ۱۲۶[illegible]

[illegible] خان متخلص بوصال [illegible] از تصنیفات افضل [illegible]

دهلی اردو اخبار پریس مین

بتصحیح مالکان مطبع مطبوع هوئی

الله

ہو العلی الاکبر

بسم الله الرحمن الرحیم

شکر و سپاس خداے بے نیاز کو کہ اوسنے عرش و کرسی اور لوح و قلم اور زمین و آسمان اور جن اور آدم واسطے ذات پاک صاحب لولاک کے موجود کئے اور آل و اصحاب اوس پیغمبر عالیجناب کے سبب خلق الله مین مسعود کئے اور درود و سلام رسول مقبول پر کہ محمد صلے الله علیہ وسلم اونکا نام ہی اور سارے انبیا اور مرسلین سے اور ملایک مقربین بر تر اونکا مقام ہی اور اونکے آل و اصحاب پر کہ وہ پیشواے دین ہین اور رہنماے یقین ہین اما بعد حمد و صلوۃ کے کہتا ہی حقیر پر تقصیر سراپا جرم و عصیان نصر الله ابن حکیم ثناء الله خان علیہما الرحمۃ والغفران بفضل رب الانس والجان کہ محبت آل نبی کی صلی الله علیہ وسلم عین ایمان ہی اور نفس عرفان ہی چنانچہ فرمایا حق تعالے نے بیچ قرآن شریف کے قُل لَا اَسئَلُکُم عَلَیہِ اَجراً اِلَّا المَوَدَّۃَ فِی القُربیٰ یعنی کہہ تو ای محمد صلے الله علیہ وسلم اپنی امت سے کہ نہین طلب کرتا مین تمسے اوپر ابلاغ اور ارشاد کے کچھ اجر اور عوض یعنے مین جو تمکو ارشاد کرتا ہون

ہون اور ہدایت کرتا ہون اور نیک راہ دکھاتا ہون اس پر کچھ اجور اور
عوض نہین چاہتا ہون تمسی مگر دوستی بیچ قرابتیون میرے کے یعنی مگر یہہ چاہتا
ہون کہ میرے قرابتیون سے محبت اور دوستی رکھو اور رکھنا روایت
ابن عباس سے ہی کہ جب یہہ آیت نازل ہوئی لوگون نے پوچھا یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وہ قرابتی تیرے کون ہین کہ جنکی دوستی ہمپر واجب
ہوئی آپنے فرمایا وہ علی اور فاطمہ اور دونو اوسکے فرزند یعنی حسن اور
حسین ہین فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ نے کہ بندہ خدا کا مسلمان جب ہوتا ہی
کہ مجکو دوست زیادہ رکھے اپنی جانسے اور میرے اہل وعیال کو دوست زیادہ
رکھے اپنے اہل وعیال سے اور ہووے ذات میری دوست اور عزیز زیادہ
نزدیک اوسکے ذات اپنی سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکہاؤ
اولاد اپنے کو تین خصلتین ایک تو محبت نبی اپنے کی دوسرے محبت اوسکے اہل
بیت کی تیسرے پڑہنا قرآن کا فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت
کیطرف خطاب کرکر کہ قسم اوس شخص کی کہ جان میری اوسکے ہات مین ہی
یعنی خداتعالے کی کہ آدمی بہشت مین جب داخل ہونگے کہ مسلمان ہونگے
اور مسلمان خب ہونگے کہ جب تم کو دوست رکھینگے اور تمسے محبت کرینگے
واسطے خدا کے اور واسطے رسول خدا کے صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ دوست رکھیگا مجکو اور ان دونو کو یعنی
حسن اور حسین اور اونکے باپ کو اور اونکی ماکو وہ ہوگا ساتھہ میرے بہشت
بیچ میرے درجہ مین یعنی باعتبار رفع حجابات کے لیکن چاہیے جاننا کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فقط دوستی کے واسطے نہین فرمایا ہی

بلکہ غرض یہہ ہی کہ اونکی دوستی کرو اور اونکے عملون کی اور خوبیون کی پیروی کرو
اور سچی دوستی وہ ہی ہی کہ دوست دوست کا پیرو ہووے اور اوسیکے
طریقہ پر چلے ایسا ہی لکھا ہی علماء نیک دین نے اور فضلاء خوش یقین نے
فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے قسم اوس شخص کی کہ جان میری بیچ
ہات اوسیکے کے ہی جو شخص کہ بغض رکھیگا ایک شخص سے ہی کہ وہ شخص
میرے اہل بیت مین سے ہوگا مقرر داخل کرے گا اوس بغض رکھنے والے
کو حق تعالی بیچ آتش دوزخ کے اور فرمایا جو کہ بغض رکھے گا اہل بیت سے
پس وہ منافق ہی اور فرمایا خطاب کر کر حضرت فاطمہؑ کیطرف سلام اللہ علی
النبی وعلیہا کہ یا فاطمہ تحقیق ہی یہہ بات کہ اللہ تعالے غضب ہوتا ہی اور غصہ
مین آتا ہی بسبب غضب اور غصہ تیرے کے یعنی جس سے کہ تو ناخوش اور
ناراضی ہووے تو اوسپر غضب خدا کا ہوتا ہی اور حق تعالے راضی ہوتا
ہی ساتھہ رضا اور خوشی تیری کے یعنی جس سے کہ تو راضی اور خوش ہووے
اوس سے حق تعالے راضی اور خوش ہووے پس جو شخص کہ اذیت دیگا
ایک شخص کو بہی اولاد فاطمہ مین سے پس وہ اس خطرہ عظیم مین پڑیگا یعنی
غضب الہی مین گرفتار ہوگا اسواسطے کہ یہہ اذیت ناخوش کرنے کی فاطمہؑ
کو اور جو شخص کہ دوست رکھے گا اولاد فاطمہؑ کو وہ حق تعالے کی رضامندی
اور خوشی کی بشارت مین داخل ہوگا بسبب رضامندی فاطمہؑ کے علی النبی
وعلیہا السلام روایت ہی دارقطنی سے کہ آئے حضرت امام حسن درحالیکہ
طفل اور لڑکے تھے مسجد نبوی مین اور اوسوقت حضرت ابو بکر صدیق رضی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے منبر پر خطبہ پڑہ رہے تھے کہ حضرت

حضرت ابوبکرؓ سے او تو میرے باپ کے مقام پر ہے پس کہا حضرت ابوبکرؓ
نے کہ سچا ہے تو قسم خدا کی یہہ تحقیق مقام تیرے نانا کا ہی پہر حضرت امام حسینؓ کو
اوٹہا کر اپنی گودی مین بٹہایا اور جوش محبت اہل بیت سے بہت روئے
اور حضرت امام حسینؓ نے بہی یہہ معاملہ کیا تہا حضرت عمرؓ سے اور حضرت عمرؓ
نے بہی حضرت امام حسینؓ کو کہ طفل صغیر تہے اوٹہا کر اپنی پہلو مین بٹہایا تہا اور
کہا تہا کہ ہمارے سرون پر بال تیرے باپ ہی کے اوگائے ہوئے ہین
یعنی ہمکو عزت اور رفعت اور شرف تیرے باپ ہی کے سبب سے ہی آلغرض
اہل بیت کی قدر اصحاب جانتے تہے اور اصحاب کی قدر اہل بیت جانتے تہے
نقل مشہور ہی مولی زاولی ہیشناسد مولا اونکے اور کون جان سکہتا ہی
اور بزرگیان اونکی کون بیان کر سکتا ہی نظم ہندی مثنوی آل احمد
کی شان بس ہی بلند حق تعالے نے وہ کئے ہین پسند واسطے اونکے سب
زمین و زمان ذات رب نے بنائے ہین یاران جنت و حور و روضہ و رضوان
روح و ریحان و کوثر و غلمان عرش و کرسی و انجم و افلاک آتش و باد و آب
و خطۂ خاک سب ہین یہہ ذات مصطفیٰ کے لئے اور اولادِ مرتضیٰ کے لئے
برگزیدہ خدا کے ہین وہ سب رب سے وہ خوش ہین اونسے خوش ہی رب
دوستی اونکی فرض حق نے کی ہمکو ایمان کی نشانی دی یعنی جو ہی محب
آل رسول وہ ہی مومن ہی اور ہی مقبول دشمن اہل بیت ہی مردود رو سیہ
دو جہان مین مطرود عشق آل نبی خدا دیوے ہمکو اور حب مصطفیٰ دیوے
ای رجعلی محب آل نبی خادم و دوست عیال نبی حق سے کیجو دعا یہی ہر بار
ہو مجھے عشق حیدر کرار ہی حیدر سے مین رہون مخمور بہرہ و کوثر مین نعم

وهم ور فرمایا رسول صلی اللہ علیه وسلم نے جو شخص که کچهه معامله کریگا اولاد عبد المطلب سے یعنی اہل بیت سے پس اوپر میرے ہی جزا دینی اوسکی جب که مجھسے ملاقات کریگا یعنی قیامت کو اور فرمایا جو که رنج دیگا میرے ایک بال کو پس تحقیق اذیت دیگا مجکو اور جو که مجکو اذیت دیگا پس تحقیق خدا کو اذیت دیگا اور فرمایا تحقیق مثل اہل بیت میرے کی تم مین مثل نوح کی کشتی کی ہی جو اوس مین سوار ہوا اوسنے نجات پائی اور جو سوار نه ہوا وہ ہلاک ہوا یعنی ڈوبا یعنی محب اور پیرو آل نبی کے نجات پانے والے ہین گویا کشتی مین نوح کی سوار ہین اور دشمن اہل بیت کے طوفان عذاب مین غرق ہونے والے ہین که وہ دو جہان مین ذلیل اور خوار ہین فرد فارسی: چه غم دیوار امت را که باشد چون تو پشتی بان چه باک از موج بحر آن را که باشد نوح کشتی بان قطعه ہندی اپنی دیوار کو نہین خطرہ که نبی و علی ہین پشتی بان موج طوفان سے ڈرین کیون ہم نوح خود اس جگهه ہی کشتی بان فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم نے بہت ثابت رہنے والا تم مین سے اوپر صراط کے وہ شخص ہوگا که جسکو تم مین سے شدت سے اور افراط سے محبت ہوگی میرے اہل بیت کے ساتهه اور میرے اصحاب کے ساتهه اور فرمایا حضرت حسنینؓ کے حق مین که یہه دونو فرزند ہین میرے اور میری بیٹی یعنی فاطمہؓ کے ہین خدایا تحقیق مین دوست رکہتا ہون ان دونو کو تو بہی دوست رکهه ان دونو کو اور دوست رکهه اوس شخص کو که ان دونو کو دوست رکہے اور ذکر آل عبا کا اور اولاد مصطفے کا صلی اللہ علیه وسلم اور بیان کرنا مناقب اور فضایل اور محامد و فواضل اُنکے کا افضل عبادت ہی اور موجب سعادت ہی اسواسطے

اسواسطے کہ ایک تو اسمین بجالانا فرمان برداری حضرت باری کا ہی کہ حق تعالی
نے کلام اللہ مین فرمایا ہی وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ یعنی امی پر نعمت پروردگار
اپنے کا پس ذکر کر تو حاصل یہہ ہی کہ نعمت کا ذکر کرنا اور اوسکی خوبی کا بیان کرنا
یہہ ہی شکر کرنا ہی اور وجود جناب مصطفے کا صلی اللہ علیہ وسلم اور ظہور اولاد امجاد
الابرار کا رحمت شامل اور نعمت کامل ہی پس اس نعمت عظمی کے اور اس عطیہ کبری
کے مناقب اور فضایل کا بیان کرنا گویا شکر بجالانا ہی اور دوسرے سنا ان
بزرگون کے اخبار کا اور دریافت کرنا ان جنابون کے آثار کا تاثیر عظیم رکھتا
ہی بیچ زایل کرنے زنگ عصیان کے آئینۂ دل و جان سے اور بیچ حاصل کرنے
نور ایمان اور عرفان کے اور ان مقربان درگاہ ذی الجلال سنتے عبادت
اور ریاضت اور استقامت اور دینت اور صبر اور شکر کا معلوم کرنا موجب توفیق و ہدایت
کا اور سبب رغبت اور ہمت کا ہوتا ہی واسطے طالب کے پس ذکر خیر ان ذوات
عالی صفات کا بمنزلہ صحبت بابرکت کے ہی اور تیرے ذکر کو تا محبوبان آلہ کا اور
محبان درگاہ کا باعث نزول رحمت کا اور سبب وصول قربت کا ہی تنزل
الرحمۃ عند ذکر الاخیار یعنی نازل ہوتی ہی رحمت نزدیک ذکر احوال نیک
بختون نیک کارون کے فرمایا آنحضرت نے صلی اللہ علیہ وسلم ذکر علی
عبادۃ ذکر کرنا علی کا عبادت ہی پس ذکر کرنا نبی کا صلی اللہ علیہ وسلم
اور آپ کی اولاد کا کہ وہ جز ہین آپکے بطریق اولے عبادت ہی اور چونکہ
یہہ ذکر خیر خالی قرارہ درود اور آیات کلام اللہ سے نہین کہ جابجا اس بیان
مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آتا ہی اور درود پڑھے جاتے ہین اور
اکثر جا آیتین کلام اللہ کی مذکور ہوتی ہین اور یہہ ظاہر ہی کہ پڑھنا آیات کلام

اللہ کا اور درود کا بڑی عبادت ہی الغرض اس ذکر مین فوائد دینی و دنیوی بھرے ہوئے ہین ساتھہ ادنی تامل کے معلوم ہوتے ہین اور رونا اور غمگین ہونا اوپر وفات سید الکائنات اشرف المخلوقات کے صلی اللہ علیہ و سلم اور اوپر شہادت اہل بیت والاصفات کے موجب ثواب کا اور ترقی درجات کا اور باعث کفارۂ سیات کا ہی اور علامت رحمت کی اور دلیل شفقت کی ہی روایت ہی حضرت بلال سے جو آنکھہ کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم پر روویگی وہ آنکھہ دوزخ کی آگ نہ دیکھے گی اور صحاح احادیث سے ثابت ہی کہ مسلمان کے گناہ بسبب اندوہ اور غم کے کہ اوسکو لاحق ہوتا ہی جھڑ جاتے ہین اور اوسکی بخشش ہوتی ہی پس غم اہل بیت کا کہ انسان کو ہووے سب غمون سے زیادہ ترجیح سبب ہونے کے واسطے کفارۂ سیات کے اور واسطے حصول ثواب و نجات کے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے البکاء من الرحمۃ والصراخ من الشیطان رونا اثر رحمت کا ہی اور نوحہ اور چلانا شیطان کیطرف سے ہی اور فرمایا آنسو آنکھہ کے اثر رحمت کا ہی اور جو کہ رحم نہ کرے اور رحم دل مین نہ رکھتا ہو اوس شخص پر رحم نہین کیا جاتا یعنی خدای تعالی اوس پر رحم نہین کرتا اور فرمایا وہ چیز کہ ہو دل سے اور آنکھہ سے پس وہ خدا سے ہی یعنی غم کرنے سے اور رونے سے حق تعالی راضی ہوتا ہی اور وہ کہ ہو زبان سے اور ہات سے پس وہ شیطان سے ہی یعنی چلانے سے اور بیان کرنے سے اور ماتم کرنے سے اور پیٹنی سے شیطان خوش ہوتا ہی کہ انسان گنہ گار ہوتا ہی اور یہہ بات خورد و کلان اور دانا اور نادان کو سب کو معلوم ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غم حسین سے دنیا مین اپنی زندگی

زندگی مین روئے ہین جب کہ حق تعالی نے آپ کو شہادت حضرت امام
حسین کی سے خبر دی ہی اور بعد آپ کی وفات کے جب کہ حضرت امام
حسین کی شہادت ہوئی ہی تو حضرت اُم سلمہ نے اور حضرت عبد اللہ بن
عباس نے انکو خواب مین دیکھا کہ آپ کا حال پریشان ہی اور چشم گریان ہی پس
رونا غم اہل بیت مین پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی اور نشانی محبت
جناب مصطفوی کی ہی کہ وہ عین ایمان ہی اور شہادت حضرت امام حسین کی وہ
امر ہی کہ آسمان و زمین اور جن و انسان سب اوسپر روئے ہین الغرض رونا غمِ حسینؑ
مین موجب ثواب بیحساب کا ہی فرد آخر ہر گریہ آخر خندہ ایست مرد آخر بین
مبارک بندہ ایست فرد ہندی نہ کہہ تو مجکو ای ناصح کہ رونا تجکو زحمت ہی یہہ
گریہ حق مین اس عاصی کے تو باران رحمت ہی پس ان امور کو ملحوظ خاطر فاتر کر کر
دل مین اس خاکپای محبان آلِ عبا نے اور قطرۂ دریاے اہل صفا نے یہہ ارادہ
کیا ہی کہ ایک کتاب مختصر بیچ ذکر مناقب اہل بیت نبوی کی اور بیان شہادت
اولادِ مرتضوی کے اس ترتیب سے تالیف کیجاوے کہ احوال سب سہل ہووے
اور بیان مین باعتبار تقدیم و تاخیر کے نہ کچہہ خلل ہووے اور احوال آل عبا کے اصل
و فرع کا اونمین تہوڑا تہوڑا سب ہو تو قصۂ مختصر شہادت عظمی کا ساتہہ انتظام
کے مرتب ہو اور غایت اور غرض اس کتاب کی سے یہہ ہی کہ مسلمان اسکو پڑہکر
اور سنکر یہہ حاصل کرنے بکمال محبت اہل بیت کی مشغول ہووین تو خدا تعالے اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبول ہووین اور بادۂ حب آل نبی سے صلی
اللہ علیہ وسلم سرشار رہین اور اونکی غم اور درد مین گرفتار رہین از غم حسین
مین زار زار رووین اور نامۂ اعمال اپنا اشک چشم سے دہووین نہ کہ

گناہون سے پاک ہووین اور پسندیدۂ صاحب لولاک ہووین اور اس
گنہگار کو بہی اجر عظیم ہو اور مہربان اس پر حضرت کریم ہو تس اس بندۂ
خاکسار ذی الجلال نے یعنی نصر اللہ متخلص بوصال نے کتابین معتبرہ
جمع کر کر اور اونہین سے احوال تہوڑا سا چنکر اس چہوٹی سی کتاب کو مرتب
کیا اور وہ کتابین کہ جنسے یہہ احوال لکہا ہی یہہ ہین مشکوۃ شریف ترجمۂ مشکوۃ
کہ شیخ عبد الحق محدث نے لکہا ہی رحمۃ اللہ علیہ مفتاح النجا نزل الابرار تحفۃ
المحبین صواعق محرقہ تہذیب التہذیب ریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ معارج
العلی فی مناقب المرتضی شواہد النبوت مدارج النبوت معارج النبوت
روضۃ الاحباب روضۃ الصفا فصل الخطاب اور تواریخ کی کتابون مین کہ
روایات ضعیف ہین بندۂ درگاہ نے غالب یہہ ہی کہ اونکو نہین تحریر کیا اور اکثر
روایات صحیح اور قوی کو ہی لکہا اور روضۃ الاحباب کی جلد ثانی مین اور
روضۃ الصفا مین کہ روایتین صحیح اور غیر صحیح اور ضعیف اور قوی مین اور رطب
و یابس بہت کچہہ لکہا ہی اس ذرۂ بمقدار تربیت یافتہ علماء نامدار نے ان
دو کتابون مذکور مین سے حتی المقدور اکثر اور اغلب صحیح اور قوی روایتون
کو استخراج اور انتخاب کیا ہی اور وہ روایتین کہ مخالف مذہب اہل حق کے
ہین اون مین سے ایک بہی نہین تحریر کی الغرض اس مختصر کے صحیح اور معتبر
ہونے مین اس سراپا قصور نے نہین تقصیر کی اور اس کتاب کو اوپر دس
باب کے کہ ہر ایک کا نام مخزن رکہا ہی مشتمل کیا اور ہر مخزن کو اوپر فصول
اور فواید کے متضمن کیا اور نام اسکا دہ مخزن رکہا امید قوی جناب
ایزدی سے ہی کہ یہہ کتاب مقبول جناب رسول کی ہووے صلی اللہ علیہ

علیہ وسلم اور پسند خاطر اولاد بتول کے ہووے علیہم التحیۃ والرضوان وعلی
مخزن ال
المولف المرحمۃ والغفران **مخزن پہلا** بیچ ذکر خیر جناب رسالت مآب شفیع
المذنبین سید المرسلین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ کے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ارباب سیر اور اصحاب باہنر روایات معتبرہ صحیحہ تو یہ لکھتے ہین کہ حضرت محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ بعد اللہ تعالےٰ کے بزرگی اونپر ختم ہی
عرب کی قوم مین سے ہین اور اولاد حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی سے صلوٰۃ اللہ
علی نبینا وعلیہ اور قریشی ہاشمی ہین اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے داداؤن کے سلسلہ مین ایک شخص ہی کہ نام اوسکا نضر ہی ساتھہ نون
اور ضاد نقطہ دار کے اور لقب اوسکا قریش ہی پس جو کہ اوسکی اولاد مین
ہین اونکو قریش کہتے ہین اور لغت مین قریش ایک جانور کا نام ہی کہ وہ
سمندر مین ہوتا ہی سمندر کے سب جانورون سے بڑا ہی پس جو کہ نضر
بیچ قوم اپنی کے سب سے امتیاز رکھتا تھا بیچ بزرگی کے اور بڑے ہونے
مرتبہ اور قدر کے اور منزلت کے اسواسطے یہ لقب رکھا گیا ساتھہ قریش کے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دادا کے باپ کا نام ہاشم ہی پس اسواسطے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو محمد عربی قریشی ہاشمی کہتے ہین صلے اللہ علیہ وآلہ و
سلم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب اسطرح ہی اسمین کچھہ خلاف نہین کہ حضرت
ابراہیم خلیل اللہ کی اولاد مین سے ایک شخص ہی کہ نام اوسکا ہی عدنان اوسکا
بیٹا معد اوسکا بیٹا نزار اوسکا بیٹا مضر اوسکا بیٹا الیاس اوسکا بیٹا مدرکہ
اوسکا بیٹا خزیمہ اوسکا بیٹا کنانہ اوسکا بیٹا نضر اوسکا بیٹا مالک اوسکا بیٹا
فہر اوسکا بیٹا غالب اوسکا بیٹا لوی اوسکا بیٹا کعب اوسکا بیٹا مرہ

اوسکا بیٹا کلاب اوسکا بیٹا قصی اوسکا بیٹا عبد مناف اور عبد مناف کے
گھر ایک وقت اور ایک ساعت دو لڑکے جوڑوان پیدا ہوئے اور پیشانی
ایک کی دوسرے کی پیشانی سے جوڑی ہوئی تھی اور چمٹی ہوئی تھی ہر چند
جدا کرتے تھے اور چھڑاتے تھے جدا نہوتے تھے اور نہ چھوٹتے تھے آخر کو
اون پیشانیون کو تلوار سے جدا کیا اور ایک کا نام ہاشم اور دوسرے کا
نام عبد شمس رکھا ایک عقلمند نے عرب مین سے یہ ماجرا سنکر کہا کہ لایق
یون تھا کہ پیشانیون کو اور چیز سے جدا کرتے تلوار سے جدا نہ کرتے اب جو
تلوار سے جدا کیا ہی چاہئے کہ ہمیشہ انہین اور انکی اولاد مین تلوار چلتی رہے اور
آپس مین لڑائی اور جھگڑا ہوتا رہے اور جیسا کہ اوس عقلمند نے کہا تھا
خدا تعالے کی قدرت سے ویسا ہی درپیش آیا چنانچہ وہ معاملہ کہ درمیان
حضرت امام حسین علی نبینا و علیہ السلام کے اور یزید مردود کے ہوا گویا اثر
اون پیشانیون کے جدا کرنے کا تھا کہ حضرت امام برحق ہاشم کی اولاد
مین ہین اور یزید بنی اُمیہ سے ہے کہ اُمیہ عبد شمس کی اولاد سے ہے اور عبد مناف
کا بیٹا ہاشم اور اوسکا بیٹا عبد المطلب اور اوسکا بیٹا عبد اللہ پدر بزرگوار
حضرت محمد رسول اللہ کا صلی اللہ علیہ وسلم اور یہہ عبد اللہ مناہتہ کمال حسب
اور جمال نسب کے اور لطف گفتار کے اور حسن کردار کے قریشی جوانون
سے امتیاز رکھتا تھا اور بسبب نور محمدی کے کہ اسکی پیشانی مین جھلکتا تھا
نہایت خوبصورت اور زیبا طلعت تھا کہ اپنے عہد مین یوسف ثانی بلکہ خوشتر
منظر اوس سے بھی زیادہ تر تھا اور عورتین پری چہرہ اور خورشید اور ماہ
وش اور خورشید منظر عرب کی شیفتہ جمال اور طالب وصال اوسکے کی ہوتی

تھین اور اوسکے عشق اور محبت کے دریا مین بے اختیار اپنے تئین ڈبوتی تھین اور
عبد اللہ ساتھہ توفیق ربانی اور تائید سبحانی کے اون شوخ چشمون سے احتراز
کرتا تھا اور دامن پارسائی کو حرام کی پلیدی سے نہ بھرتا تھا القصہ عبد اللہ کا بیاہ
ساتھہ آمنہ کے کہ بغایت خوبصورت اور پاکیزہ طینت تھی ہوا موافق درخواست
وہب بن عبد مناف کے کہ باپ آمنہ کا ہی اور نسب آمنہ کا یہہ ہی کہ وہ بیٹی وہب کی
اور وہ بیٹا عبد مناف ثانی کا اور وہ بیٹا زہرہ کا اور وہ بیٹا کلاب کا پس نسب
اوسکا ساتھہ نسب عبد اللہ کے بیچ کلاب کے جا کر ملتا ہی اور یہہ عروسی اور داماد
بیچ مکہ شریف کے سبب بہت ماتمون کا ہو گئی کہ قریب دو سو عورتون کے افسوس
اور حسرت کہا کر مر گئین اور بہت سی بی بیان شیرین لب اور شکر گفتار سوز
عشق اور محبت عبد اللہ کی سے اور درد جدائی سے بیمار اور زار و نزار ہو گئین
اور عبد اللہ کے نو بھائی اور چھہ بہنین تھین الغرض عبد المطلب کے دس بیٹے
ہین پانچ مشہور ہین ایک عبد اللہ باپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے
حمزہ تیسرے عباس چوتھے ابو طالب پانچوان ابو لہب بڑا کافر ہوا اور
بالاتفاق اوپر کفر کے مُوا **فصل** چاہیئے جانا کہ جس رات بی بی آمنہ کو
حمل رہا اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ کی پیشانی سے جدا ہو کر
آمنہ کے شکم مین جلوہ گر ہوا اوس رات سب آسمانون کے فرشتون کو
فرحت تازہ اور خوشنودی بے اندازہ حاصل ہوئی اور جبرئیل علیہ السلام
اوپر کعبہ کے کوٹھے کے نازل ہوئے اور تخت پر بیٹھے اور تمام زمین کی
طرفون مین بشارت اور خوشخبری بھجوائی کہ نور محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کا بیچ آمنہ کے آیا تو بہترین خلق کا اوس سے پیدا ہوگا اور اوسکی

امت سب امتون سے بہتر ہوگی اور اوس رات تخت شیطان کا اوندھا
ہوگیا اور چالیس رات دن وہ ملعون دریا اور جنگلون مین لوٹتا پیٹتا پہرا
یہان تک کہ سیاہ اور سوختہ ہوگیا پہر وہ ملعون کوہ بوقبیس پر چڑہا اور
چلایا اور بہت اوسنے فریاد کی اور شور مچایا یہانتک کہ تمام اولاد اور
ذریت اوسکی جمع ہوئی اور سب نے اوس سے پوچھا کہ سبب اس فریاد
اور زاری کا کیا ہی اوس مردود نے کہا ای فرزندون یقینی یہہ بات ہی
جانو کہ ہلاکت ہماری ثابت ہوئی اور سب شیاطین ذلیل اور خوار ہوئے
کہ محمد بن عبد اللہ نے صلی اللہ علیہ وسلم بیچ شکم آمنہ کے قرار پکڑا کہ شرف
اولین اور آخرین کا ہی بتون کو توڑیگا بدعتون کو باطل کریگا شراب کو اور
جوئے کو حرام کریگا خبرین آسمان کی ہم پاس آنی موقوف ہو جاوینگی اور
وہ عدل اور انصاف کریگا ظلم کی بنیاد ڈہاویگا زمین کو ساتھ مسجدون کے
زینت دیگا ساری دنیا مین دین توحید کا ظاہر کریگا امت اوسکی سب امتون
سے بہتر ہوگی شرک نہ کریگی اور علی ہذا القیاس کہ اوس ملعون نے کہا
اور بہت افسوس کیا ابن عباس سے روایت ہی اوس رات کہ حقیقت محمدی
صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ ذات آمنہ کے متصل اور ملتی والی ہوئی تمام عرب
کے کاہنون نے کہ غیب سے خبرین کہتے تہے اور اس حال کے مطلع ہو
آپس مین اس بات کے پیغام بہیجے اور اطلاعین کرین اور بیچ شرق اور
غرب کے سب جانور دل پرند اور چرندے اور دریائی اور صحرائی نے
اپنے ہم جنس کو بشارتین دین اور خبرین کرین کہ اب وہ وقت آیا کہ
دنیا ساتھ نور محمد ابو القاسم کے صلی اللہ علیہ وسلم نورانی اور روشن ہوگا

اور جانور قریش کے گویا ہونے اور یہہ بولی بولے کہ ما محمد کی صلی اللہ علیہ وسلم ساتہہ محمد کے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حاملہ ہوئی کہ وہ امانت دار زمین اور چراغ اور روشنی بخشنے والا زمانہ کا ہوگا اور ایک روایت یہہ ہی کہ اوس رات کی صبح کو تمام بت سارے جہان کے سرنگون اور اوندہے ہوگئے تہے اور تخت ابلیس کا اوندہا پڑا تہا اور تخت سب بادشاہوں کے اوندہے ہوگئے تہے اور زبان بادشاہوں کی اور حکم کرنیوالوں سرداروں کی گونگی ہوگئی تہی کہ کلام نکرسکتے تہے القصہ بی آمنہ حاملہ تہین کہ عبد المطلب نے عبد اللہ کو دراثناء حمل کے واسطے تجارت کے ملک شام کی طرف بہیجا عبد اللہ شام سے پہر کر آتے تہے کہ مدینہ مین داخل ہو کر بیمار ہوئے اپنے باپ کے قرابتیون مین چند روز رہکر وفات پائی اور وہین دفن کئے گئے اور وہین اونکی قبر ہوئی یہہ خبر آمنہ کو اور عبد المطلب کو اور سب کنبے قبیلہ کو پہنچی ملال بسیار اور غم بیشمار بیچ خاطر اونکے راہ پانیوالا ہوا اور عمر عبد اللہ کی پچیس برس کے ہوئی تہی کہ موت نے اونکے وجود کے محل کو ڈہایا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہنوز شکم مادر مین تشریف فرما تہے خلوتخانہ شکم سے بیچ صحن سرائے دنیا کے خرامیدہ نہوئے تہے

مثنوی ہندی

ملک دنیا سراسر فانی ہی ہم باطل یہہ زندگانی ہی کوئی دنیا مین خوب صورت ہو گرچہ حور و پری کی مورت ہو موت اوسکا سنگار توڑے ہی جب وہ توڑے تو کون جوڑے ہی گل گلزار ہی گرچہ بہار اوسکے در پر نہی بجز خزان کا خار نہ رہا آہ یوسف کنعان مر گئے اور لاکہہ خوبان نہ کسی کے سہارے ہی باقی نہ محافل نہ مطرب و ساقی اوٹہ گئے یار یادگار رہے

جان اس غم مین بیقرار رہی غم جدائی کا سخت ترہی وصال کرکے ہووے

بیان اسکا حال **فصل** جاہیے جانا کہ بعد وفات عبد اللہ کے تہوڑی مدت

مین نشانیان جننے کی آمنہ کو دریش آئین اور جس روز کہ صبح کو آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اوس رات مین عجائب اور غرائب آمنہ نے دیکھے

اگر وہ سب بیان کئے جاوین تو بہت بڑی ہو جاوے کتاب اسواسطے بعضی بعضی

بات بطریق اختصار کے لکہی جاتی ہی چنانچہ آمنہ نے کہا کہ مین نے اپنے گہر کو روشن

دیکہا اور بوقت تشنگی کی پردۂ غیب سے دودہ ظاہر ہوا اور وہ اوسنے پیا

کہ شہد سے زیادہ میٹہا تہا اور فرشتون کو دیکہا کہ ہوا مین استادہ ہین

اور کہڑے ہین چہاگلین چاندی کی ہاتہون مین لئے ہوئے اور حورونکو

دیکہا اپنے پاس بیٹھے ہوئے اوسکو حیرت تہی کہ یہہ مرد اور عورتین کون

ہین اور کہانسے آئی ہین اور دیکہا کہ حجاب سب اوٹہہ گئے ہین اور مشرق سے

تا مغرب سب معلوم ہوتا ہی اور دیکہا جو وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے

پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا اور ہات آسمان کیطرف اوٹہائے واسطے

دعا کے اور ہاتف غیبی کی ندا آئی کہ ای آمنہ اسکا نام محمد رکہہ صلی اللہ علیہ

وسلم **فایدہ** جاہیے جانا کہ بعضے روایات سے ثابت ہوتا ہی کہ جسکا نام

احمد یا محمود یا محمد ہوتا ہی دوزخ مین وہ نہین پڑتا اور جسکا نام ان تین نامون

سے ہووے یا عبد اللہ ہووے اوسکے گہر مین فقر اور فاقہ نہین آتا اور

جو کہ اپنے فرزند کا نام محمد یا احمد رکہے بحبت دوستی محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کے وہ شخص بہی اور اوسکا فرزند ساتہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیچ

بہشت کے داخل ہوتا ہی اور جو مومن کہ فرزند اپنے کا نام محمد رکہتا ہی اور

اوزاوسکو پکارتا ہی یا محمد کہہ کر تمام فرشتے حامل عرش کے کہتے ہین لبیک یا ولی اللہ
اور بعد اونکے کہتے ہین بشارت ہو تجکو یا ولی اللہ کہ تو ہمارا شریک ہی بیچ طاعات
اور عبادات کے یعنی حق تعالی اوسکو دن قیامت کے ثواب حاملان عرش
کا دیویگا اور جو کہ اپنے فرزند کا نام محمد رکہتا ہی اوس فرزند کی عمر دراز ہوتی ہی
اور اوسکی نسل مین برکت ہوتی ہی اور اوس رات مین عبد المطلب نے اور وقت
ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دائی نے عجائب اور غرائب مشاہدہ کیے
اور دیکہے کہ قلم رقم اونکے سے عاجز ہی القصہ بیالیس برس نوشیروان کی حکومت
کو ہوئے تہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے الغرض نوشیروان کی
عہد حکومت مین آپ متولد ہوئے ہین اور بیچ پیغمبری عیسی علی نبینا وعلیہ السلام کے
اور پیدا ہونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہہ سو برس ہوتے ہین الغرض
جس دن کہ اصحاب فیل کعبہ کے ڈہانے کو فوجین لیکر آئے تہے اور حق تعالی نے
اونکو ابابیل کے ہاتہہ سے ہلاک کیا اوس سے پچاس اور پانچ دن کے بعد آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اور جس وقت کہ پیدا ہوئے تمام عالم مین عجیب عجیب نشانیان
ظاہر ہوئین چنانچہ ایک یہہ ہی کہ نوشیروان کے محل کو شدت سے لرزہ ہوا کہ کنگرہ اوسکے
محل کے گر گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ربیع الاول کی گیارہوین تاریخ دوشنبہ
کی یعنی پیر کی رات کو یا دوشنبہ کی صبح کو پیدا ہوئے اور وہ گہر کہ جس مین پیدا ہوئے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیچ مکہ کے ساتہہ سرای محمد بن یوسف کے مشہور ہی
زقاق المولد کے کوچہ مین بیچ محلہ بنی ہاشم کے اور لوگ اوس گہر کے زیارت کرتے
ہین اور اوس سے برکت لیتے ہین القصہ جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے
آمنہ نے شیر اپنا پلایا پہر ثوبیہ نے پلایا پہر حلیمہ پلاتی رہی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کی دو دایہ ہین ثوبیہ اور حلیمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیر عاطفت
عبد المطلب کے کہ دادا آپ کے ہین اور آمنہ کے کہ والدہ آپکی ہین پرورش پائی
یہانتک کہ چھہ برس کی عمر کو پہنچے اور ان چھہ برس مین بیشمار کرامتین اور عجائب
باتین وجود مبارک سے ظاہر ہوتی رہین کہ اکثر تاریخ کی کتابوںمین لکھی ہین الغرض
چہٹا برس تہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کا کہ آمنہ اوس خلاصۂ آسمان وزمین
کو اور نقاوۂ مکان ومکین کو یعنی سید المرسلین شفیع المجرمین کو صلی اللہ علیہ وسلم ساتھہ
اپنے لیکر واسطے ملنے خویش وقبیلہ کے بیچ مدینہ کی آئی بعد چند مدت کے مدینہ سے مکہ
کو چلی اثناء راہ مین جب کہ منزل ابوا مین پہنچے بیمار ہوئی اور جان اپنی خدا کریم کے
حوالہ کی اور وہین دفن کی گئی اور اوسی جا اوسکی قبر ہوئی پس بی بی ام ایمن اوس
اوس دُرّ یتیم کو یعنی رسول کریم کو مکہ مین لائی اور عبد المطلب کے سپرد کیا عبد المطلب
بیچ تربیت اور تعظیم اور تبجیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ودل سے رات دن
مشغول رہتا تہا جب کہ عمر حضرت خیر البشر سرور بحر وبر کی آٹھہ برس کی ہوئی آٹھوین
برس عبد المطلب پر مرض موت غالب آیا عبد المطلب نے حضرت محمد کو صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم ابو طالب کے سپرد کیا اور بہت وصیتین اور نصیحتین آپکے حق مین کردین پہر
اور حضرت کو اپنی سینہ سے لگایا اور بہت پیار کیا اور رخت زندگانی کا عدم کے جانے
کیطرف کہینچا اور رحلت کی عمر عبد المطلب کی ایک سو بیس ١٢٠ برس کی ہوئی تہی (فصل)
چاہیے جاننا کہ حضرت نے آٹھوین برس عبد المطلب سے جدائی پاکر تا قریب زمانہ
ہجرت کے بیچ دامن رعایت ابو طالب کے پرورش پائی اور تربیت اوسکی اٹہائی اور گذارہ
کیا اور اوسی برس یعنی آٹھوان برس تہا حضرت کی عمر کا کہ بادشاہ نوشیروان
کی وفات ہوئی اور بیٹا اوسکا ہرمز بادشاہ ہوا اور حاتم طائی بہی اوسی برس موا اور

اور جب کہ حضرت پچیس برس کے ہوئے ابو طالب نے نکاح حضرت کا ساتھ خدیجہ بنت
خویلد کے کیا کہ تھا تہہ کثرت مال کے اور حسن و جمال کے اور عقل اور کمال کے قریش
کی عورتوں پر فضیلت رکھتی تھیں اور اکثر قریش کے سرداروں کے پیغام اونے
رد کر دئے تھے اور اوس در بی بہا پر یعنی حضرت محمد مصطفے پر صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم خود مائل ہوئی تھی **فائدہ** جانا چاہئے کہ حضرت جب تیس برس
کی ہوئی حضرت شاہ مردان شیر یزدان اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب کرم
اللہ وجہہ ابو طالب کے گھر پیدا ہوئے تیرہویں تاریخ رجب کی جمعہ کے دن اور حقیقت
آپکے پیدا ہونے کی یہہ ہی کہ فاطمہ بنت اسد کو کہ والدہ شریفہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کی ہین نو مہینے حمل کو ہو لئے تھے کہ واسطے طواف کعبہ شریفہ کے کعبہ مین آئین طواف
کر رہین تھین کہ درد زہ کا اوٹھا اور وہ خانہ کعبہ کے اندر پوشیدہ ہو گئین اور عین
خانہ کعبہ مین حضرت شاہ پیدا ہوئے سوا حضرت شاہ کی کسی کو یہہ شرف نہین ہوا
کہ سوا اونکے اونسے پہلے اور اونسے پیچھے کوئی خانہ کعبہ مین پیدا نہین ہوا بعد
اونکے حضرت فاطمہ بنت اسد اوس گوہر صدف ایزدی کو لیکر اپنے گھر آئین اور
ابو طالب کو بشارت دی ابو طالب نے زید نام رکھا اور فاطمہ نے اسد اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تشریف لا کر علی نام رکھا اور ہنوز حضرت علی نے کرم
اللہ وجہہ شیر پستان مادر سے نہ پیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو طالب
کے گھر مین رونق افزا ہوئے تھے اور نزدیک علی کے گہنگورے کے گئے کہ
فاطمہ نے کہا ای فرزند دلیرانہ اس طفل پاس مت جا کہ اس شیر خصلت نے
منہہ باپ کا اور چہرہ ماں کا اپنے پنجے سے چھیل ڈالا ہی مبادا کہ تجہسے گستاخی کرے
آپ نے فرمایا مجھہ سے ایسا کام نہ کرے گا جو وقت آپ گہنگورے کے نزدیک

ہوئے مرتضی علی سوتے تہے کہ جو بین ہوئے گیسوئے عنبرین سرور عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی دماغ مین اور مشام مین پہنچی وہین آنکہیں کہول دین اور نظر اوپر
جمال جہان آرا کے سید کائنات افضل مخلوقات کے صلی اللہ علیہ وسلم ڈالی
اور بہت ہنسے حضرت نے ہنگورے مین سے اوٹہا کر اپنی گود مین لٹایا اور منہہ
اپنا اونکے منہہ پر رکہا اور زبان اپنی اونکے دہن مین داخل کی کہ حضرت علی نے
دیر تک وہ زبان مبارک چوسی بعد اوسکے دودہ کا پیا اور حضرت علی کے دو بہائی
اور تہے ایک حضرت عقیل اور دوسرے حضرت جعفر لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت علی کی تربیت بہت فرماتے تہے اور اپنی بغل اور کنار مبارک مین پرورش
کرتی تہے جب کہ حضرت علی پانچ برس کی عمر کو پہنچے قحط اور خشک سالی مکہ مین وارد
ہوئی اور قریش مین تنگی اور بے برگی نمودار ہوئی ابوطالب کہ عیال دار تہے بہت
حیران وپریشان ہوئے حضرت عباس نے کہ چچا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
اور بہائی ابوطالب کے تہے جعفر کو اپنے پاس رکہا اور غور اور پرداخت اونکی
کی تو ابوطالب سبکسار ہوئی اور عقیل ابوطالب ہی کے پاس رہے اور حضرت علی
کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی کفالت مین پرورش فرمائی اور حضرت علی
ہمیشہ اونکی خدمت مین رہے اور جب کہ عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مین تیس ۳۰ برس
کو پہنچی حضرت فاطمہ سلام اللہ علی محمد وعلیہا حضرت خدیجہ سے پیدا ہوئین طاہر
مطہر یعنی پاک وپاکیزہ اور جسوقت کہ پیدا ہوئین ایک نور اونسے چمکا کہ
کہ اوس نور نے مکہ کے سب گہرون کو گہیر لیا بلکہ وہ نور مشرق سے مغرب تک
پہنچا اور جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹہہ تیس برس کی عمر کو پہنچے آواز غیب
سے سننے لگے اور روشنائیان اور نور دیکہنے لگے لکہا ہی کہ قریب زمانہ

کہ قریب زمانہ رسالت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو درختون اور پتھرون سے
آواز آتی تھی کہ السلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور راہ مین آواز کسی شخص
کی سنتے کہ کہتا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پھر جو نگاہ کرتے کوئی معلوم نہ ہوتا اور نور الٰہی
اسقدر آپ کے دلِ روشن پر چھایا تھا کہ آثار ماسوی اللہ کے خاطر مبارک سے محو ہو
گئے تھے اور محبت حق تعالی کی یہانتک اوپر طبیعتِ ہمایون کے غالب آئی تھی کہ آثار
اغیار سے کوئی نشان نہ رہا تھا اور اختلاط اور ملنا جلنا خلق سے موقوف ہوگیا تھا
چنانچہ عقلمند عرب کے کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہین عاشق ہوگیا ہے پس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوہ حرا مین کہ ایک پہاڑ ہے کئی کئی دن جا کر تشریف
رکھتے تھے اور اللہ تعالے کی یاد اور عبادت کرتے تھے کبھی کبھی حضرت خدیجہ کے
حجرے مین اگر توشہ کچھ غذا کے واسطے لیجاتے تھے بالجملہ وہ سرور کون ومکان
فخر زمین وزمان مدتون تک اسی روش سے گلشن عبودیت کو ساتھ آب اخلاص
کے سبز اور شاداب کرتے تھے اور گوہر شب چراغ عرفان کو بیچ شب ظلمانی
اور روز نورانی کے بیچ مخزن باطن کے روشن رکھتے تھے یہانتک قلب روشن
ان کا مورد آیات الٰہی کا ہوا اور خاطر مبارک انکے محل ودیعت اسرار بادشاہی
کے ہوئی روح الامین نے گوش ہوش ہمایون کو ساتھ گوہر الفاظ اور کلمات
قرانی کے زینت دی اور سینہ بے کینہ مبارک کو ساتھ علوم لدنی کے اور رموز
آسمانی کے نمودار لوح کا کیا آفتاب نبوت کا مطلع بطحا سے طالع ہوا اور
کوکب رسالت کا دروہ کوہ حرا سے شارق ہوا **فصل** چاہیے جاننا کہ
جب عمر آنحضرت کی صلی اللہ علیہ وسلم چالیس برس کی ہوئی اور اکتالیسوان برس
شروع ہوا روز دوشنبہ کو یعنی پیر کا دن تھا اور تاریخ سترہوین کی تھی

کہ جبرئیل امین کوہ حرا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھلائی دئے اور سورت اقرا
کی سکھائی اور اپنا پاشنہ زمین پر مارا کہ چشمہ پانی کا اوس سے پیدا ہوا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو وضو کرنا اور نماز پڑہنی سکھائی اور بتائی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کوہ حرا سے کہ محل مبارک میں تشریف فرما ہوئے حضرت خدیجہ ایمان لائین
اور دوسرے دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہ دس برس کے تہے ایمان لائے اور
آنحضرت صلی اللہ کے ساتہہ نماز پڑہتے رہے القصہ تین برس آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم لوگون کو پوشیدہ دعوت اسلام کرتے رہے اور ہدایت فرماتے رہے
بعد اوسکے موافق حکم الٰہی کے آشکارا اور ظاہر دعوت اسلام کی اور قبول کرنے
احکام شریعت کی کرنے لگے قریش متفق ہوئے کوئی آنحضرت کو صلے اللہ علیہ وسلم
دیوانہ کہتا تہا اور کوئی جادوگر اور شاعر بتاتا تہا اور ابولہب اور قوم آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کو رنج اور اذیت گوناگون پہنچاتے تہے اور جو لوگ مسلمان ہوگئے
تہے نہایت عاجز اور مغلوب ہو رہے تہے اور غلبہ کافرون کا حد سے زیادہ تہا
اور کافر مسلمانون کو بہت ستاتے تہے مارنے سے اور گالیان دینے سے
اور ارادہ قتل کرنے مسلمانون کا مصمم کرتے تہے لیکن حفاظت حق تعالے کی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور مسلمانون کے شامل حال تہی اور جب کہ پچاس
برس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کے گذرے اور دسوان برس ہوا
رسالت اور پیغمبری کو ابوطالب نے اس جہان فانی سے طرف دار جاودانی
کے رحلت کی اور تین دن بعد ابوطالب کی وفات سے حضرت خدیجہ قید خانہ
دنیا کو چہوڑ کر روضہ رضوان مین رونق افزا ہوئین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
غم و الم سخت لاحق ہوا کہ محل شریف سے بہی باہر بہی کم تشریف لاتے تہے اور بار ہوا

بارہوان برس تہا پیغمبری کو اور باون برس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تہی کہ
مکہ اوس جناب کو معراج ہوئی اور جب کہ ترپن برس کی عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی ہوئی اور تیرہوان برس ہوا پیغمبری کو تب تہا حکم الہی سے حضرت مکہ کو چہوڑ کر مدینہ
مین تشریف لائے اور وہین اقامت اور رہنا مقرر کیا اور اصحاب حضرت کے بہی مدینہ مین
آئے کہ اونکو مہاجرین کہتے ہین اسواسطے کہ اونہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتہہ ہجرت کی یعنی اپنے وطن کو کہ مکہ تہا چہوڑا اور مدینہ والون اصحاب کو انصار
کہتے ہین کہ اونہون نے نصرت یعنی مدد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کی ہے اور
جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین تشریف لائے ترقی اسلام کی بہت
ہوئی اور ملکون مین دین نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شہرت پائی اور آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے اور کافرون کے درمیان جنگ اور لڑائیان بہت درپیش
آئین اور نشان حضرت مرتضی علی کے پاس رہا اور اکثر فتح حضرت شاہ اسد اللہ
کے ہاتہہ ہوتی رہی اور جس برس کہ حضرت مدینہ مین تشریف لائے اوسے
سال ہجرت کہتے ہین اور برسون کا حساب اوسی سال سے لیتے ہین چنانچہ
۱۲۵۰ اب کہ یہہ کتاب لکہی جاتی ہے سال ہجرت کے بارہ سو اور پچاس ہین بالجملہ سال
اول کے ہجرت سے مدینہ مین حضرت نے مسجد بنوائی اور درمیان مہاجرین اور انصار
کے عقد مواخات کیا یعنی ایک شخص کو ایک کا بہائی کیا اور آپسمین بہائی چارا ٹہرایا
لیکن حضرت علی کو کسی کا بہائی نہ کیا حضرت علی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم آپ نے یارون کے درمیان عقد برادری کا باندہا لیکن میرے واسطے
کوئی بہائی مقرر نہ کیا میرا بہائی کون ہے آپ فرما دیجئے حضرت نے فرمایا انت
اخی فی الدنیا والآخرة یعنی تو بہائی میرا ہے دنیا اور آخرت مین

مخزن دوسرا

بیچ ذکر نکاح حضرت علی کے ساتھہ حضرت فاطمہ کی علیہم التحیۃ والرضوان اور بیچ ذکر
پیدایش حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین کے علی نبینا و علیہما السلام ارباب سیر
نے لکھا ہی کہ بیچ سال دوسرے کے ہجرت سے رجب کے مہینے مین نکاح حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کا ساتھہ حضرت فاطمہ کے ہوا عمر حضرت فاطمہ کی اٹھارہ برس کی اور
حضرت علی کی اکیس برس اور پانچ مہینے کی تہی کہ نکاح ہوا روایت ہی کہ حضرت
علی نے فرمایا کہ چاہا مین نے کہ خواستگاری کرون مین یعنی طلب اوسکے نکاح کی
اپنے ساتھہ کرون پہر اندیشہ کیا مین نے کہ مال کچہہ نہین میرے پاس کیونکر اس امر
کو در پیش لاؤن پہر قرابت پر اور صلہ رحم پر نظر کر کر نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کے گیا مین اور سلام کیا مین نے اور زبان سے کچہہ نہ کہا مین نے کہ حضرت نے
نے جواب سلام کا دیکر فرمایا ای علی حاجت تیری کیا ہی مین نے فاطمہ کی خواستگاری
کی حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَرْحَبًا وَ اَهْلًا اور کچہہ نہ فرمایا مین
حضور مقدس سے باہر آیا قوم انصار نے مجہہ سے پوچہا کہ تیری خواستگاری حضرت
نے قبول کی مین نے اوسکے جواب مین کہا کہ مین نہین جانتا مگر حضرت نے اسقدر فرمایا
مَرْحَبًا وَاَهْلًا انصار نے کہا کفایت کرتی ہی یہہ بات مَرْحَبًا کے یہہ معنی ہین
کہ راحت دی تجہے اور اَهْلًا سے یہہ مراد ہی کہ اہل دی یعنی بی بی دی تجہے روایت ہی
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے کہا کہ مہر کے واسطے تیرے پاس
کیا ہی حضرت علی نے عرض کی کہ میرے پاس ایسی چیز نہین کہ جو لایق مہر فاطمہ کے
ہووے ایک روایت یہہ ہی کہ حضرت علی نے کہا ایک زرہ میرے پاس ہی اور
ایک گہوڑا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گہوڑا تجکو ضرور ہی لیکن
زرہ کو بیچ ڈال اور اوسکی قیمت کو مہر فاطمہ کا کر حضرت علی اوس زرہ کو چارسو اور

اور تین درم کو بیچ کر وہ درم اپنی چادر نکے کونے مین باندہ کر حضرت رو برو لائے
اور بیچ نظر حضرت نکے زمین اخلاص پر رکہے حضرت نے فرمایا کہ یہہ کتنے درم ہین حضرت
علی نے کچہہ جواب نہ دیا گویا اوس مال قلیل کو حقیر سمجہہ کر کچہہ نہ کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک مٹھی اون درہمون سے لیکر بلال کو دی کہ واسطے فاطمہ کے بیچ تیاری بو ای خوش
کے صرف کرے پہر آپ نے ام سلیم سے فرمایا کہ باقی مین جہیز فاطمہ کا تیار کرے جہیز جو کہ
تیار ہوا تہا سو وہ یہہ ہی دو جامہ برد ایک لوئی ایک قدح ایک چکی ایک چہلنی دو تہلیان
ایک مشک پانی کی ایک آبخورہ دو پیالے کتان کے موٹی چادر توشک دو مین ریشہ
کہجور کے درخت کے بہرے ہوئے اور دو مین اون بہری تہی اور ایک تکیہ بعضون
نے لکہا ہی کہ دو بازو بند چاندی کے بہی تہے واللہ اعلم بالصواب روایت انس ابن
مالک سے ہی رضی اللہ تعالی عنہ کہ کہا اونہون نے کہ مین بیٹھا تہا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس کہ آثار وحی کے بیچ بشرہ مبارک حضرت کے ظاہر ہوئے جب وحی آچکی
حضرت نے فرمایا ای انس جانتا ہی تو کہ جبرئیل امین خدا کے پاس سے کیا پیغام میرے پاس
لایا مین نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باپ اور مانیزی فدا تجہہ پر ہوجیو کیا پیغام
لایا کہو مانی حضرت نے فرمایا یہہ پیغام لایا کہ حق تعالی فرماتا ہی کہ ای محمد صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم فاطمہ کا نکاح علی کے ساتہہ کر دے ای انس تو جا اور ابو بکر اور عمر اور عثمان اور طلحہ
اور زبیر کو اور جماعت انصار کو کہہ کہ تمکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بلاتا ہی پس بموجب
فرمودہ حضرت کے سب کو بلا لایا جب سب جمع ہوئے اور علی بہی حاضر ہوا حضرت نے
خطبہ بلیغ پڑہا کہ اوسمین حمد و ثنا خدای عزوجل کی تہی اور رغبت دلانی امر نکاح کی پہر فرمایا
کہ حق تعالی کا حکم میرے پاس پہنچا ہی کہ فاطمہ کا نکاح علی سے کر دے پس مین نے
بموجب فرمودہ حق تعالی نکے فاطمہ علی کو دی ساتہہ زنانی کے یعنی بی بی ہونے کے

اور مہر چار سو مثقال چاندی کے اے علی تو اس پر راضی ہوا علی نے کہا راضی ہوا
مین تب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دعاء خیر کی بیچ حق علی اور فاطمہ کے
اور فرمایا جَمَعَ اللّٰہُ شَملَکُمَا جمع کرے خدا پراگندے کو وَاَسعَدَ جَدَّکُمَا اور نیک
کرے بخت تمہارے کو وَبَارَکَ عَلَیکُمَا اور برکت نازل کرے اوپر تمہارے وَاَخرَجَ
مِنکُمَا کَثِیرًا طَیِّبًا اور پیدا کرے تم دونو سے اولاد بیشمار اور ذریت بسیار
کہ وہ پاک اور پاکیزہ ہووے پھر لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طباق کہجورونکا
اور پراگندہ کیا درمیان قوم کے ہر ایک نے اونین لیا اسی واسطے بعضے فقہون
کے نزدیک مستحب ہی پراگندہ کرنا شکر اور بادام کا بیچ ضیافت نکاح کے

فصل

جاننا چاہئے کہ معارج النبوۃ مین ام سلمہ کی روایت سے لکہتا ہی کہ پہلے اس نکاح
سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای علی تیرے آنے سے پہلے حق
تعالی نے ایک فرشتہ کو میرے پاس بہیجا تہا کہ اوس فرشتہ کے بہت سے
منہہ اور بہت بازو اور بہت پر تہے آ کر اوسنے مجکو سلام کیا اور مبارکباد دی اور کہا
ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم بشارت ہو تجکو ساتہہ جمع ہونے پراگندگی کے اور پاک
ہونے نسل کے مین نے اوس فرشتہ سے پوچہا کہ یہہ مبارکباد کیسی اور پاک
ہونا نسل کا کیا معنی رکہتا ہی کہا اوس فرشتہ نے کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین
ہون کہ موکل ہون ایک پایہ عرش کے پایون مین سے اور نام میرا باسطائیل ہی
حق تعالے نے میرے تئین واسطے مبارکباد دینے کے تیری خدمت مین
بہیجا ہی اور اب میرے پیچہے سے جبرئیل علیہ السلام آتا ہی حقیقت مفصل وہ بیان
کریگا باسطائیل یہہ بات ابہی کہہ رہا تہا کہ جبرئیل آیا اور سلام کیا اور نزول حریر کا
سفید جنت کے حریر سے ہمراہ اپنے لایا کہ اوسمین دو سطرین نور سے لکہی ہوی

ہوئین تہین پوچہا مین نے کہ ای بہائی جبرئیل امین یا الجہہ اور لونگین بہشت کی بہی لایا
اور حضرت کو دین اوڑہنگہا ئین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچہا کہ سبب اسکا
کیا ہی جبرئیل نے کہا ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالی نے تیرے تئین سب خلق سنے
برگزیدہ اور پسندیدہ کیا ہی اور تیرے واسطے ایک تیرا بہائی اور یار اختیار اور مقرر
کیا ہی تو فاطمہ اوسکو دے کہا مین نے یا اخی جبرئیل کون ہی وہ شخص کہ خلعت میری
برادری کا اوسکے قد پر درست آیا ہی جبرئیل نے کہا بہائی تیرا دین مین اور بیٹا چچا
تیرے کا ساتہہ یقین کے امیر المومنین علی بن ابی طالب ہی کرم اللہ وجہہ اور حق تعالی
نے عقد نکاح اوسکا ساتہہ فاطمہ کے آسمان پر منعقد کیا ساتہہ اوس روشن کے
کہ اول بہشتیون کو حکم کہ سب آراستہ ہو وین اور حور عین کو وحی بہیجی کہ تو ساتہہ زیور
اور گہنے کے اپنی زینت کرین اور طوبی کے درخت کو پیغام بہیجا کہ ساتہہ حلون بسیار
کے اور زیورون بیشمار کے باردار ہووے یعنی بجا پہلون کے چاہئے کہ تجہہ مین
سے حلی اور زیور نکلین اور جہڑین کہ مرصع ساتہہ موتیون کے اور یاقوت اور جواہر کے
تا حورمین اپنے تئین آراستہ کرین پہر حق تعالے نے امر فرمایا ملائکہ کرام کو یعنی بزرگ
فرشتون کو کہ بیچ چوتہی آسمان کے نزدیک بیت المعمور کے جمع ہو وین اور اوس نور
کے منبر کو کہ جسکا نام منبر کرامت ہی اور آدم صفی نے اوپر خطبہ پڑہا ہی استادہ کرین
فرشتہ فرمودہ حق تعالے کا بجا لائے پہر حق تعالے وحی بہیجی راحیل فرشتہ کو کہ سب
فرشتون مین فصیح اور بلیغ اور شیرین کلام اور خوش گفتار ہی اور خوبصورت اور نیک
سیرت ہی یا اس منبر پر چڑہے اور حمد اور ثنای حقتعالے کی ادا کرے اور پڑہے
وہ فرشتہ حکم بجالایا تمام فرشتے اوسکی آواز سے لذت مین آگئے اور آسمان شوق
ذوق سے جنبش مین بعد اوسکے خدا تعالی نے مجکو کہ مین جبرئیل ہون وحی بہیجی کہ ای

جبرئیل مین نے اپنی لونڈی کا نکاح کہ نام اوسکا فاطمہ بنت محمد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ساتھ غلام اپنے کے کہ نام اوسکا علی بن ابی طالب ہی عقد کیا اور باندھا تو بہی فرشتون
مین اس نکاح کو عقد کر او اسے استوار کرین نے بہی کہ جبرئیل ہون بموجب فرمانے خدا تعالے
کے عقد نکاح ان دونون کا بیچ جماعت فرشتون کے باندھا اور فرشتون کو گواہ کیا
اور صورت اس عقد نکاح کی اوپر اس حریر کے لکھی ہی اور گواہیان فرشتون کی اوپر کروائین
اور آپکے دکھانے کے واسطے لایا ہون مین اور اب اس حریر کو لیجاونگا مین اور بموجب
حکم آپکے مشک کی مہر اسپر کر کر رضوان کو کہ داروغہ بہشت کا ہی سونپونگا مین اور
جب کہ عقد نکاح ہو چکا حق تعالی نے طوبی کو امر فرمایا تو حلے اور زیور نثار کرے فرشتون
اور حورون اور غلمان نے وہ اوٹھائی اور لیگئے اور آپس مین اپنا اپنا فخر کرتے تھے
اور اون مین سے تحفہ تحایف آپس مین بہیجتے رہین گے قیامت تک ایک روایت ہے
کہ یہہ بہی جبرئیل نے کہا جب یہہ عقد نکاح فرشتون مین ہو لیا بہشت کے درختون نے
بالجہر اور نو نعمین نثار کین مین قدرے تحفہ آپکے واسطے لایا ہون ایک روایت یہہ
ہی کہ درخت طوبی نے رقعہ نثار کئے موافق شمار اہل بیت کے دوستون کے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے قیامت تک ہوئی ہین اور ہونگے ہر رقعہ
مین نام ایک دوست کا لکھا ہوا ہی خواہ وہ اہل بیت کا دوست مرد ہی یا عورت ہی
اور ان فرشتون مین کہ حاضر تھے ایک ایک نے ایک ایک رقعہ اوٹھا لیا ہی اور اوسکو
وہ قیامت تک اپنے پاس رکہیگا یہان تک کہ قیامت کے دن جسکے نام کا ہوگا
اوسکو دیگا اور مضمون اوس رقعہ کا یہہ ہی کہ فلان مرد یا فلان عورت کہ محب
اہل بیت ہی دوزخ کی آگ سے آزادی آپ ہی لکھا ہی صواعق محرقہ مین جبرئیل کہتے ہین
کہ بعد اسکے حق تعالی نے مجکو فرمایا کہ ای جبرئیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تہنیت اور مبارک

نثار کہا جا کر دے اور حکم میرا پہنچا دے کہ وہ دنیا مین بہی ان دونو نکا عقد نکاح کرے
اور فاطمہ اور علی کو ساتہہ دو فرزند ارجمند کے کہ فاضلترین ہونگے بیچ دنیا کے اور
آخرت کے بشارت دیوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے یہہ بیان فرماکر
جماعت مہاجرین اور انصار کو بُلواکر عقد نکاح باندہا جس طرح سے کہ مذکور ہوا القصہ بعد
نکاح کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلیم سے فرمایا کہ بیٹی میری کو علی کے
گہر مین لیجا اور مین بہی عنقریب آتا ہون تا دونون کو باہم دیکہون ام سلیم حکم عالی بجا
لائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد ادا کرنے نماز عشا کے ایک کوزہ پانی کا لیکر
نزدیک دولہہ اور دلہن کے تشریف لائے اور لعاب دہن مبارک کا اوس کوزہ مین
ڈالا اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اور دعائین اور بہی پڑہ کر
اوس پانی کو دم کرکر کہا ای علی اس پانی مین سے پی اور وضو کر اور ایک روایت
یہہ ہی کہ حضرت نے وہ پانی اوپر سر فاطمہ اور سینہ کے چہڑکا اور یہہ پڑہا
اَللّٰهُمَّ اِنِّي اُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ یا اللہ پناہ دیتا
ہون مین اوسکو ساتہہ تیرے اور اوسکی اولاد کو شیطان راندے گئے سے
پہر تہوڑا سا پانی اوس کوزہ مین سے علی کے سر اور درمیان دوشانون اوسکے
چہڑکا اور کہا اَللّٰهُمَّ اِنِّي اُعِيذُهُ بِكَ وَذُرِّيَّتَهُ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ اور ایک
روایت یہہ ہی کہ حضرت نے کہا خداوندا یہہ دونون مجہہ سے ہین اور مین اونسے ہون
یعنی مین اور یہہ دونون ایک ہین کچہہ جدائی نہین جیسے کہ دور کیا تو نے مجہہ سے پلیدی
کو اور پاک کیا تو نے مجکو ایسے پاک کر تو ان دونون کو پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا علی اور فاطمہ کو کہ اوٹہو اور جاؤ اپنے سونیکی جگہہ حق تعالی پیوند دے
اور الفت دے درمیان تمہارے اور بیچ اولاد تمہاری کے اور جمع کرے پراگندگی

تمہاری کو دو رہیہ اگر بے ہم سے اولاد بہت پاک حضرت یہہ فرما کر اوٹھے اور جاہا
گہر سے باہر تشریف لاوین کہ حضرت خاتون قیامت صلاحۂ دودمان رسالت اشک
ریز ہوئین اور رونے لگین پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ای بیٹی چہوٹی میری کونسی
سی چیز تیرے تئین زاری مین لائی تحقیق ایسے شخص کو مین نے تجہے دیا ہی اور ایسے
شخص سے تیرا نکاح کیا ہی کہ اسلام اوسکا سب سے پہلے ہی اور علم اور حلم اوسکا سب
سے زیادہ ہی اور خلق اوسکا سب سے بہتر ہی اور عرفان اوسکا ساتہہ خدا تعالی کے
سب سے زیادہ ہی ایک روایت یہہ ہی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فاطمہ کے رونے
سے یہہ گمان ہوا کہ فاطمہ اسواسطے گریہ وزاری کرتی ہی کہ علی مفلس ہی مال و اسباب
کچہہ نہین رکہتا پس یہہ سمجہہ کر آپ نے فاطمہ سے فرمایا کہ ای جان پدر کچہہ مین نے تیرے
حق مین قصور نہین رکہا ایسے شخص کو تیرا شوہر اور خاوند کیا کہ بہترین اہل بیت میرے
کا ہی قسم ہی اوس شخص کی کہ جان میری بیچ دست قدرت اوسکے ہی کہ شوہر
کیا مین نے تیرا اوس شخص کو کہ سید اور سردار ہی دنیا مین اور تحقیق وہ آخرت مین
البتہ صالح بندون سے ہی اور ایک روایت یہہ ہی کہ فرمایا حضرت نے علی سردار
ہی دنیا کا اور آخرت کا اور ایک روایت یہہ ہی کہ حضرت نے فرمایا راضی نہین
ہوتی تو ای فاطمہ کہ خدا تعالی نے پسند کیا اور برگزیدہ کیا سب زمین کے رہنے
والون مین سے دو مرد کو ایک اون دو مردون مین سے باپ ترا ہی اور
دوسرا خاوند تیرا ہی **فایدہ** چاہیے جاننا کہ لکہا ہی ولیمہ کیا علی نے اوپر فاطمہ
کے یعنی کہانا شادی کا لوگون کو کہلایا حضرت فاطمہ سے نکاح کر کر اور اس سے
پہلے رسم ولیمہ کی نہ تہی اوس زمانہ مین لکہا ہی کہ جو اور کہجور سے ولیمہ کیا اور حیس
سے کہ ایک طعام ہی کہ کہجور اور روغن اور ستو سے بناتے ہین روایت ہی ایک

ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ سے پوچھا کہ شوہر تیرا کیسا آدمی ہے
حضرت فاطمہ نے عرض کی کہ بہت خوب ہے اور موصوف ہے ساتھ کمال کے صفتون
کے مگر بعضے عورتین قریش کی مجھے کہتی ہین کہ خاوند تیرا فقیر ہے حضرت نے فرمایا ای
فرزند عزیز باپ تیرا محتاج اور فقیر نہین اور شوہر تیرا محتاج اور فقیر نہین تمام خزانے زمین
کے سونے اور چاندی سے ہمپر عرض کیے گئے اور دکھلائے گئے ہمنے قبول نہین
کیے اور جو کہ ہمارے واسطے خدا تعالی کے پاس ہے وہ ہمنے قبول کیا ای فرزند حبیب
اگر جانتی تو جو کہ مین جانتا ہون دنیا تمام تیری نظر مین خار ہو جاوے سوگند خدا تعالی
کی کہ شوہر تیرا مقدم سب اصحاب مین سے ہے اسلام مین اور بڑا سب سے ہے علم مین اور
افضل سب سے ہے حلم مین حق تعالی نے دو شخص کو سب آدمیون مین سے اختیار کیا
ایک تیرا باپ ہے اور ایک تیرا شوہر ہے زنہار نافرمانی اوسکی نہ کیجو اور فرمان برداری
اوسکی بجالائیو بعد اوسکے حضرت نے علی کے تئین تنہائی پایا اور اوسکو بھی فاطمہ
کے حق مین بہت سی نصیحتین کین کہ ای علی فاطمہ کے ساتھ نرمی کیجو اور وہ جگر پارہ
میری ہے اوسکی خوشی میری خوشی ہے اور جو تو اوسکو ناخوش کریگا مین ناخوش
ہونگا **فصل** چاہیے جاننا کہ معارج النبوۃ مین لکھا ہے کہ جب فاطمہ واقف ہوئی
اپنے مہر سے کہ چار سو مثقال چاندی کے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین
عرض کی کہ سب لوگون کی بیٹیون کا مہر درہم دینار مثقال کی قسم سے ہوتا ہے اگر آپکی
بیٹی کا بھی مہر اسی قسم سے ہو تو آپ مین اور اورون مین کیا فرق ہووے یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالی سے درخواست کیجیے اور یہہ مانگیے کہ مہر میرا شفاعت
تمہاری امت کی ہووے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درخواست اس امر
کی کی حق تعالی نے قبول فرمائی اور جبرئیل امین قطعہ حریر کا لکھا ہوا لائے کہ مضمون

اوسکا یہہ ہی کہ خداے بزرگ نے مہر فاطمہ زہرا کا شفاعت امت گنہگار پدر بزرگوار اوسکے کی کیا کہتے ہین کہ وہ رقعہ فاطمہ زہرا اپنے پاس رکھتی اور ہمیشہ اوسکو دیکھتی رہتی تہین یہانتک کہ وقت وفات اپنی کے وصیت فرمائی کہ اس رقعہ کو میرے ساتھہ دفن کریو اور قبر مین رکھیو کہ جب فردا قیامت کو قبر سے اوٹھونگی اس نامہ کو حجت اپنی کر کر پدر بزرگوار کی امت گنہگار کو بخشواؤنگی ایک روایت مین آیا ہی کہ ایک منافق نے حضرت علی کو ملامت اور سرزنش کی کہ تو نے فاطمہ سے نکاح کیا کہ جہیز اور اسباب کچھہ نہ لائی اگر میری بیٹی کے ساتھہ نکاح کرتا تو میرے گہر سے لیکر تیرے گہر تک اونٹون کی قطار ہوتی بہرے ہوئے اسباب جہیز سے حضرت علی نے فرمایا یہہ کام ساتھہ تقدیر کے ہی نہ ساتھہ تدبیر کے اور نظر میری اوپر مال و متاع دنیا غدار کے نہین اور مقصود میرا سوا رضا حضرت آفریدگار کے نہین حضرت علی کہ یہہ کہہ کر اوس منافق سے جدے ہوئے تہے کہ اونکو ایک ندا آئی کہ علی اپنا سر اوٹہا کر دیکھہ قدرت خدا کی اور حقیقت جہیز دختر محمد کی صلی اللہ علیہ وسلم اور حرمت فاطمہ زہرا کی حضرت علی نے سر اوٹہا کر دیکھا کہ حجاب سب اوٹھہ گئے ہین اور نیچے عرش کے میدان وسیع ہی بہرا ہوا بہشت کے ناقون سے یعنی اونٹنیون سے کہ بہری ہوئی ہین اور لدی ہوئی ہین موتیون اور مشک اور عنبر سے اور ہر اونٹنی پر ایک کنیز کہ بیٹھی ہوئی ہی مانند آفتاب تابان کے اور مہار ہر اونٹنی کے ایک غلام کے ہات مین ہی مثل سرو خرامان کے اور حضرت علی کو ندا ہوئی کہ یہہ ہی جہیز فاطمہ بنت محمد کا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت شاہ مشاہدہ قدرت اللہ سے خوشوقت ہو کر دولتخانہ مین تشریف لائے اور جا کر حضرت خاتون سے یہہ حقیقت کہوین کہ حضرت خاتون نے پہلے ہی فرمایا کہ ای علی اگرچہ تو نے سرزنش منافق کی سنی لیکن تیاری میرے جہیز کی بہی دیکہی

بیرے جہیز کی ہی دیکہی مثنوی ہندی   حضرت فاطمہ کی ہے
وہ شان کہ محمد کے جسم کی ہے جان   اونکی خاطر خدا کو ہے
منظور   واسطی اونکے ہی یہہ ہے قصور   عرش و کرسی کو نور ہے ربانی
اونسے   دو جہان کا ظہور ہی اونسے   بضعہ مصطفی امین وہ لا
ذات اونکی خدا نے کی ہے عجیب   ساری اُمت کی ہین وہ پشت
و پناہ   ہی شفاعت سے اونکی اپنا نباہ   گرچہ عاصی کمال
ہے یہہ وضال   اس وسیلہ سے ہی مگر خوشحال   معارج مین
لکھا ہے کہ ایک دن خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ سلیمان پیغمبر نے علی نبینا وعلیہ السلام اپنی بیٹی کے واسطے
جہیز تیار کیا تہا بہت عمدہ اور بسیار خوب اور اپنی داماد کے
واسطے ایک تاج بنایا تہا کہ اوسمین ساتہہ سوتی بیش قیمت اور گران
لگی تہے علی نے حضرت سے سنکر فاطمہ کے روبرو یہہ نقل کی فاطمہ کو
یہہ گمان ہوا کہ علی کے دلمین شاید یہ ہی کہ سلیمان کی بیٹی اور داماد
کا اسقدر جہیز او پیرایہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ سلیمانسی اور سب
نبیونسی افضل اور بہتر مین اونکے بیٹی اور داماد ایسی بے سرمایہ لیکن
فاطمہ زہرا نے یہ گمان اپنا کسی سے بیان نکیا یہان تک کہ سرای
دنیا کو چہوڑکر روضہ عُلیا مین رونق افزا ہوئین پس ایک رات
علی مرتضی نے بیچ خواب کی دیکہا کہ فاطمہ زہرا بیچ صدر بہشت کے
اوپر تخت مکلل بجواہر کے بیٹہین ہین اور حورین گرد تخت کی کمر خدمت
کی باندہے ہوئے استادہ ہین اور ایک لڑکی بغایت خوبصورت

ساتھہ زیور اور پوشاک شایستہ کی آگے تخت کے کھڑی ہوئی ہے
طباق موتیون اور جواہر کا ہات مین لیئے ہوئے واسطے نثار کرنے
کے اور منتظر ہے اس امر کی کہ فاطمہ زہرا اوسکی طرف نظر کرے اور
دیکھے علی مرتضےٰ نے پوچھا اے فاطمہ یہہ لڑکی کون ہے فاطمہ نے کہا
سلیمان پیغمبر کی بیٹی ہے کہ جسکا ذکر تمنے میرے پدر بزرگوار کی
زبان سے سن کر کیا تھا اوس دن کچھہ بات میری خاطر مین گذری
تھی سو آج کے روز حق تعالیٰ نے اس لڑکی کو بیچ پایۂ خدمت میرے
کی واسطے عزت اور حرمت میری کے تعین کیا ہے اور عوض اوس
تاج کے کہ سلیمان نے اپنی داماد کے واسطے تیار کیا تھا لواء احمد تمہارے
لیئے مقرر ہوا ہے **فایدہ** جانا چاہیے کہ لواء احمد ایک جھنڈا ہے
کہ بلندی اوسکی ہزار برس کی راہ کی ہے قبضہ اوسکا چاندی کا
اور پھال اوسکی یاقوت سرخ کی اور بیچ مین زمرد سبز اور شقے اوسکے
تین ہین ایک مشرق مین اور ایک مغرب مین اور ایک مکہ پر اور ہر
شقہ پر ایک سطر لکھی ہوئی ہے ایک پر بسم اللہ الرحمن الرحیم اور دوسرے
پر الحمد للہ رب العالمین اور تیسرے پر لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ اور یہہ لواء بعد
عرصات کے میدان مین انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہات مین
ہوگا اور تمام نبی آدم صفی اللہ سی لیکر آخر تک اور سب شہیدا اور عاشق
خدا اور صالح اور عارف اور مومن اوس جھنڈے کے نیچے ہوں گے
پھر ایک تاج نور کا اوپر سر مبارک انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رکھینگے
اور لباس سبز حریر کا بیچ بدن مبارک کے پہنا دینگے اور براق حاضر

براق حاضر کرین گے تا شہسوار میدان اصطفا کا اوسپر سوار
ہوکر بہشت کی طرف روانہ ہوگا اور وہ علم مرتضی علی کے ہات
مین دیا جاویگا کہ آگی آگی براق کے لیکر چلین گے اور سبھی اوس علم کی سات
مین ہون گی بوقت روانہ کی طرف بہشت کی اور وہ جھنڈا مانند تاج
کی ہوگا علی کے سر پر اور اوس وقت منادی ندا کریگا کہ ای علی
یہہ تاج بہتر ہی یا تاج سلیمان کی داماد کا جابر انصاری نقل کرتے ہین
کہ مین بیچ عروسی علی اور فاطمہ کے حاضر تہا کوئی عروسی بہتر اسکے
نہین دیکہی مین نے اور بعضی روایت سی ثابت ہوتا ہی کہ جس رات
ماہتاب فلک ولایت آفتاب سپہر شجاعت محبوب سید الابرار
یعنی حضرت حیدر کرار کرم اللہ وجہہ ساتہہ درۂ صدف عصمت
غرۂ چہرہ علم و حکمت بتول پارسا یعنی فاطمہ زہرا کے سلام اللہ علی محمد
وعلیہا ہمخواب ہوئے زمین نے حضرت شاہ دل آگاہ سی باتین
کین صبح کو حضرت فاطمہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی عرض کی
کہ مجہی اس شخص سی خوف آتا ہی کہ رات کو زمین اسسے بولتی رہی
حضرت نی سکر سجدہ شکر کا کیا اور کہا ای فاطمہ تیرا شوہر بہترین اہل
زمین کا ہی بعد میرے اور جو کہ زمین پر اس رات سے قیامت تک
ہوگا زمین نے سب خبر کہہ دی تیرے شوہر کو روایت کی گئی
ہی کہ بعد نکاح حضرت علی اور فاطمہ زہرا کے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نی مقرر فرمایا کہ سب کام گہر کے اندر کی جیسے کہ روٹی پکانی اور
چکی پیسنی اور جہاڑو دینی فاطمہ زہرا بجا لاوے اور باہر کی سب کام

چنانچہ سودا سلف خریدنا اور اونٹ کو پانی پلانا علی مرتضی اکر کے
صحیح روایتون سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک دن علی ابن ابی طالب نے
فاطمہ زہرا سے کہا کہ مین کنوین سے پانی کہینچتے کہینچتے تنگ آیا ہوین
فاطمہ زہرا نے کہا کہ مین بہی پکاتی پکاتی اور پیستی پیستی اور چہار دیتی
ملول ہو گئی ہون اور ہات میرے سخت ہو گئے ہین اور ہاتومین گڑہے
اور آبلے پڑ گئے ہین اور ایک روایت یون ہے کہ علی ابن ابی طالب
نقل کرتے ہین کہ مین نے اپنی دلہن کہا کہ فرزند رسول خدا کے صلی اللہ علیہ
وسلم ہیچ گہر میرے کہ ازبسکہ آگ کے بیٹہتے ہے اور پکاتی ہے رنگ ردا و
متغیر ہو گیا ہے اور ہات اوسکے سخت اور درشت ہو گئے ہین اور کپڑے
غبار آلودہ رہتے ہین پہر تقدیر مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نقل کرتے ہین کہ
مین نے فاطمہ سے کہا کہ کئی بردے بندی ملے ہین اگر تو پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم کی خدمت مین جاوے اور ایک خادم یعنی لونڈی یا غلام اونسے
مانگے تو کچہہ بعید نہین یعنی اسکا مضایقہ نہین فاطمہ زہرا موجب فرمودہ
علی مرتضی کے حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے گہر آئین حضرت
اوس وقت گہر مین تشریف نہ رکہتے تہے فاطمہ زہرا نے یہ حقیقت اور
موجب اوسوقت کے آنیکا عائشہ صدیقہ سے رضی اللہ عنہا کہا
اور اپنے گہر کو پہر گئین جب رات کو آنحضرت صلی اللہ وسلم اپنے
محل مبارک مین رونق افزا ہوے عائشہ صدیقہ نے
عرض کی کہ حضرت فاطمہ آپ کے پاس آئین
تہین اور ایک خادم مانگتی تہین حضرت

خادم مانگتی تہین حضرت رات ہی کے وقت بیچ گہر علی اور فاطمہ
کے تشریف لائے یہہ دونو باہم لیٹے رہے تہے اپنے اپنے جامہ خواب
مین انحضرت کو دیکہہ کر چاہا کہ اوٹہین اور جدا ہووین کہ آپ نے فرمایا
کہ اپنی جاگہہ سے مت ہلیو اور جس حال پر ہو اوسی حال پر رہیو یعنی
باہم دونو لیٹی رہو دونو حکم حضرت کا بجا لائے اور لیٹے رہے کہ انحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اکر سرہانے بیٹھے اور پانون مبارک اپنے دونو
کے بیچ مین پہیلا دئیے علی مرتضے نقل کرتے ہین کہ اثر راحت اور
فرحت اون دونو قدمون مبارک کا اپنے سینہ اور پشت مین پاتا
تہا مین پہر انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روی مبارک اپنا فاطمہ
زہرا کی طرف کیا اور فرمایا تو آئی تہی میرے گہر واسطے طلب لونڈی
یا غلام کے علی نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین نے اسکو
بہیجا تہا کہ اسکو گہر کے کام سے بہت محنت رہتی ہے سرور عالم
نے صلی اللہ علیہ فرمایا کہ مین تم کو ایسی چیز سکہا دیتا ہون کہ بہتر
خادم اور غلام اور لونڈی سے ہووے وہ یہہ ہے کہ تم جسوقت
لیٹا کرو اور اپنے بستر مین آیا کرو تو تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس
مرتبہ اللہ اکبر پڑہلیا کرو علی مرتضے نقل کرتے ہین کہ فی الحال ساتہہ
اوسکے پڑہنے کے مشغول ہوگیا مین اور بعد اوسکے کبہی اس ورد
کو نہین چہوڑا مین نے لوگون نے پوچہا شب صفین مین بہی کیا نہین چہوڑا
یعنی اوس رات ساری رات قتال اور جنگ رہی تہی یاد اس
ورد کی کیون کر رہی علی نے فرمایا کہ اوس رات بہی یہہ ورد مین نے نہین چہوڑا

ایک روایت یہ ہے کہ اول شب اوس رات مین فراموش کیا
تھا مین نے پھر اخر شب تدارک اوس کا کیا اور پڑھنا ضایع جانا
چاہیے کہ حضرت سرور دو جہان بادشاہ زمین و زمان نے صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنی ذات کے اور اہل بیت کے واسطے دنیا کا آرام اور راحت اور
زیب و زینت اختیار نہین فرمائی اور آل پاک اپنی کو طریق ریاضت کی اور
نفس کشی کی تعلیم کری ہی چنانچہ یہ حال ذکر کیا گیا اوس جملہ سے یہی
اور یہ تین کلمہ کہ تلقین کیے گویا یہ غذا ہی عارفون کی کہ اس سے تقویت
اور برکت ہوتی ہے اور یہ ورد دین و دنیا کے واسطے اکسیر اعظم
ہے مثنوی ہندی لوگ ہین جو کہ طالب مولی اونکے نزدیک
ترک ہے اولی کب وہ دنیا سے دل لگاتے ہین نہین اس دام مین
وہ آتے ہین زیب دنیا سے عار رکھتی ہین خوش عقبے سے کار رکھتے
ہین نت ریاضت سے کام ہے اونکا نفس امارہ رام ہے اونکا
کوی جانا کی ہو سراپا خاک دل کا آینہ کرتے ہین وہ پاک محنت
و رنج و غم اوٹھاتے ہین سب کے جور و ستم اوٹھاتے ہین
عیش جہان کی تکلف کا خیال نہین خاکساری سے کچھ ملال نہین اونکو
اکسیر خاکساری ہے زر نقد اوسکا فضل باری ہے سب اونہو
نے کیا ہے دل سے دور دار دنیا کا حسن و فرح سرور یاد حق
ہی بہی غذا اون کی پردہ پوشی ہے بس قبا اونکی بادہ عشق سے
ہین وہ سرمست یعنی رہتے سدا ہین مست الست بند خاطر
حق وہی مین وصال خوب اونکا ہے ابتدا و مآل روایت ہے کہ

روایت ہی کہ بیچ دوسرے برس کے ہجرت سے فاطمہ بنت اسد
ابن ہاشم ابن عبد مناف والدہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اس
جہان سراپا نقصان سے طرف روضہ رضوان کی خرامندہ ہوئین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی وفات سے بہت غم کہایا
اور اپنے پیراہن مبارک کو کفن کی جا دیے بیچ کہ بدن سے متصل ہے
پہنوایا اور قبر کے کہودنے مین صحابہ کے شریک رہے اور قبر مین
اوتر کر دراز بہی ہوئی اور اونکی واسطے دعائین بہت کین اور کہا کہ الٰہی
بخش تو میری ماکو کہ فاطمہ بنت اسد ہی اور فراخ کر اوسکی قبر کو بحق
اپنے نبی اور بحق اون نبیون کے کہ مجہ سے پہلے ہین بدرستی کہ تو ارحم الراحمین
ہی اور حضرت نے فرمایا کوئی ضغطۂ قبر سے امن مین نہین رہا سوا
فاطمہ بنت اسد کے صحابہ نے عرض کی یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم
اور نہین امن مین رہا قاسم بہی کہ فرزند عزیز تہا حضرت کا اور خورد
سال تہا آپ نے فرمایا اور نہ امن مین رہا ابراہیم بہی یعنی قاسم سے
کیا پوچہتی ہو ابراہیم کہ میرا فرزند تہا اور قاسم سے بہی چہوٹا تہا وہ بہی
قبر کے بہینچنے سے کہ جس کو ضغطہ کہتی ہین امن مین نہین رہا

فصل

چاہیے جاننا کہ بیچ تیسرے برس کے ہجرت سے سبط رسول فلذہ بتول ریحان
مشموم امام مسموم والی ولی حسن ابن علی علی محمد النبی وعلیہما السلام
بیچ نصف ماہ رمضان کے مدینہ مین پیدا ہوئی نقل ہے اسما بنت عمیس
سے وہ بی بی کہتی ہی کہ مین دائی فاطمہ کی تہی جس وقت کہ اختر تابندہ
وجود حسن نے برج خلافت سے طلوع کیا اور کوہر درخشندہ آب صدف

صفت اوسکی نے درج عصمت اور طہارت کی سے ظہور فرمایا خبر
حضرت سید الکونین جد الحسن والحسین صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجی فی الحال
آپ تشریف لائیے اور فرمایا ای اسما لا فرزند دلبند میری کو
مین شاہزادہ دو جہان زینت بخش زمین و زمان کے تئین زرد کپڑے
لپیٹ کر لے گئی اور بیچ گودی حضرت کے رکھا حضرت نے زرد
کپڑا دور کیا اور فرمایا مین نے تم سے کیا نہین کہہ رکھا ہے کہ میرے
فرزندون کو زرد کپڑے مین نہ رکھا کرو اسما کہتی ہے کہ مین نے
سفید کپڑا لا کر اور حسن کو اوسمین لپیٹ کر حضرت کی گودی مین
دیا پہر انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داہنی کان مین حسن کے اذان
کہی اور بائین کان مین تکبیر کہی اور علی مرتضی سے پوچھا کہ اس
فرزند کا کیا نام رکھا علی مرتضی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مین نے پیشی نہین کی اپ پر نام رکھنے مین لیکن میری
خاطر مین یہ ہی کہ اگر اجازت دیجی تو اس کا نام حرب رکہون
اور ایک روایت یہ ہی کہ اسکا نام حمزہ رکھون اپنے چچا کے نام
پر انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین پیشی نہین کرسکتا ہون
حکم خدا بیچ نام رکھنے کے اس حال مین جبرئیل امین نازل ہوئے
اور کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی اعلی یعنے خدا تعالے
تجکو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ علی تجہسے بمنزلہ ہارون کے ہے
موسی سے یعنی جیسی کہ ہارون نبی موسی نبی کا علی نبینا وعلیہما السلام
بہائی تہا اور بیچ اوسکے خلق کو ہدایت وارشاد کرتا تہا ویسا ہی

ویسا ہی علی ہے مگر یہ ہی کہ بعد تیرے کوئی پیغمبر نہین ہوویگا
پس اس فرزند کا نام وہ رکھہ کہ جو نام ہارون کے بیٹے کا
تہا حضرت نے جبرئیل سے پوچھا کیا نام تہا جبرئیل نے کہا کہ
شبیر تہا حضرت نے فرمایا کہ ای جبرئیل زبان ہماری عربی
ہے اور وہ لغت عبرانی ہے جبرئیل نے کہا کہ معنی شبیر کے
زبان عربی مین حسن ہین پس اسکا نام حسن رکھہ حضرت نے
حسن نام رکھا اور معنی حسن کے نیک اور اچھا ہین اور ایک
روایت یہ ہے کہ جبرئیل امین اس نام کو اوپر قطعہ حریر
بہشت کے لکھا ہوا لائے اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو بطریق تحفہ کے گذرانا اور ساتوین دن پیدا ہونے سے
عقیقہ کیا دو دنبے ابلق ذبح کئے اور ران دنبے کی دائی کو
عطا فرمائی اور سر کے بال ترشوائے اور ہموزن بالون
کے چاندی تصدق کی اور حضرت امام حسن شبیہ پیغمبر کے
تہے صلی اللہ علیہ وسلم سینہ لیکر سر تک اور کنیت اونکی ابو محمد
اور لقب اونکی تقی اور سید اور سبط ہین **فصل** جاننا
چاہیے کہ ارباب سیر اور اصحاب باخبر لکہتے ہین کہ بیچ چوتہے
برس کے ہجرت سے بیچ شہر مدینہ کے حضرت خاتون زہرا
بتول نارسنا کے ہان نہال حدیقہ ولایت غنچہ چمن ہدایت
سعید کونین حضرت امام حسین سلام اللہ علی النبی وعلیہ
ساتہہ ارادت سبحانی کے اور مشیت یزدانی کے پیدا

ہوئے روایت ہے کہ بعد ایک برس کے پیدا ہونے امام
حسن سے امام حسین پیدا ہوئے بعد نو مہینے حمل کے۔ اور
ایک روایت ہے کہ چھہ مہینے کا حمل تھا حضرت خاتون جنت
کو کہ امام حسین پیدا ہوئے اور کوئی فرزند چھہ مہینے کے حمل کا
نہین جیا سوایے حضرت امام حسین کے اور یحیی پیغمبر کے
علی نبینا و علیہما السلام اور درمیان پیدا ہونے امام حسن کے
اور حاملہ ہونے فاطمہ زہرا کے ساتھہ حمل امام حسین کے پچاس
دن تھے پس شاہزادہ حسین اپنے بھائی امام حسن سے سات
مہینے اور بیس دن چھوٹے تھے اور جس دن کہ شاہزادہ
دو جہان پیدا ہوئے منگل کا دن اور چوتھی تاریخ شعبان
کی تھی روایت ہے ام الحارث سے کہ ایک دن مین نے
بیچ خدمت انحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے جا کر عرض کی
تھی کہ یا رسول اللہ صلی علیہ وسلم مین نے ایک خواب ہولناک
دیکھا ہے اور مین اوسکی ہیبت سے بہت ڈرتی ہون آپ
نے فرمایا کیا دیکھا ہے تو نے عرض کی مین نے کہہ دیکھا ہے
مین نے کہ ایک پارہ گوشت کا آپ کے بدن مبارک سے
کاٹ کر کسی نے میرے گودی مین رکھہ دیا ہے آپ نے
فرمایا کہ نیک اور خوب اچھا خواب ہے یہہ جو دیکھا تو نے
فاطمہ کے ہان لڑکا ہو گا اور وہ تیری گودی مین دیا جاویگا
بعد اوسکے حسین پیدا ہوا اور میری گودی مین دیا گیا معاجہ

معارج النبوت مین ابن عباس کی روایت سے لکہا ہے کہ معمول
انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہہ تہا کہ بعد ادا کرنے نماز صبح
کے چہرہ مبارک اپنا اصحاب کی طرف کرتے تہے اور ساتہہ
تجلیون کے انوار جبین مبین سے ظلمات غم و اندوہ یارون کے
دلون کے میدان سے زایل اور دفع کرتے تہے ایک دن صبح
کی نماز ادا کر پیشانی نورانی اپنی یارون کی طرف نہ کی اور
علی ابن ابی طالب کو ارشاد فرما کر مسجد سے باہر تشریف لائے
اصحاب کیفیت حال سے واقف نہ تہے حضرت مصطفی صلی
اللہ علیہ وسلم علی مرتضی کو لیکر فاطمہ زہرا کے حجرے تک لائے
اوس وقت علی مرتضی کو فرمایا کہ تو حجرے کے دروازہ پر توقف
کر اور ٹہرا رہ کہ کوئی گہر کے اندر آنے نہ پاوے اتنے مین صدیق
اکبر آئے اور علی مرتضی کو اوپر حجرے کے دروازہ کے توقف
کرنے والا دیکہا احوال پوچہا علی نے کہا کہ انحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم حجرہ مین ہین اور مجہی یہان ٹہرایا ہے کہ اندر جانے سے
لوگون کو منع کرون صدیق اکبر نے کہا مجہکو اجازت ہے کہ مین داخل
ہون علی مرتضی نے کہا کہ انحضرت کو کچہہ شغل اور کام درپیش
ہے پوچہا کہ کیا شغل ہے کہا کہ فاطمہ کے ہان فرزند ارجمند ہوا
ہے اور فرشتے اوسکی زیارت کے واسطے آئے ہین اور آنے مین اون کی
تعداد جماعتون کی بہی بتا دی کہ اتنی جماعتین فرشتون کی آئی ہین لیکن
صدیق اکبر نے تعجب کیا یہہ عمر فاروق اور عثمان غنی اور صحابہ

اور بھی آیا ہے اور دروازہ پر ٹھہرا ہے کہ انتظار آن حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے برآمد ہونے کا رکھتے ہیں یہان تک حضرت
رسالتمآب حجرے سے تشریف باہر لائے تو اون کو حجرے پر
دیکھا کہ منتظر تھے ابوبکر صدیق نے حال علی مرتضی کی گفت وگو کا
عرض کیا آپ نے فرمایا کہ ای علی تجکو فرشتون کا آنا اور تعداد و شماراً
کیونکر معلوم ہوی علی مرتضی نے عرض کی کہ مین فرشتون کی
فوج سے واقف ہوا اور ہر گروہ کہ کلام جدا کرتے تھے اور تہنیت
اور مبارکبادی جدی جدی بولی مین دیتی تھے مین نے اون
بولیون کو شمار کر کر اوتنی جماعتین قیاس کین آپ نے سن کر فرمایا
کہ اللہ تعالی زیادہ کرے تیری عقل اور بھی یا علی روایت
ہے کہ سید کائنات علیہ افضل الصلوۃ جب کہ فاطمہ زہرا کے
گہر تشریف لائے اسما بنت عمیس نے اوس فرزند جگربند کو سفید
کپڑے مین لپیٹ کر بیچ گودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
رکھا حضرت نے بانگ نماز کی داہنی کان مین اور تکبیر بائین کان
مین کہہ کر علی مرتضی سے بیچ مقدمہ نام رکھنی کے پوچھا علی مرتضی نے
پہلا سا جواب دیا پھر حضرت نے ساتھ حکم الہی کے جبریل کی
اشارہ سے حسین نام رکھا کہ شبیر کے معنی ہین اور شبیر ہارون
کے دوسرے بیٹے کا نام تہا اور لفظ حسین کا تصغیر حسن کی ہے
یعنی چھوٹا حسن اور بطریق سابق کے ساتوین دن عقیقہ کیا
ساتھ دو گوسفند کے اور سر کے بال ترشوائے اور چاندی برابر

چاندی برابر بالون کے صدقہ کی اسما بنت عمیس روایت
کرتی ہے کہ جب حسن کے پیدا ہونے سے ایک برس گذر گیا حسین
متولد ہوئے اور پیدا ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تشریف
لاکر ای اسما لا میرے بیٹے کو مین سفید کپڑے مین لپیٹ کر لی گئی
اور آپ کی گودی مین رکھا آپ نے اوسکے داہنی کان مین
اذان اور بائین کان مین تکبیر کہی پہر کیا دیکہتی ہون مین ناگہان کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چشم پر آب ہین اور روتے ہین عرض
کی مین نے کہ باپ اور مان میرے آپ پر فدا ہوجیو سبب رونے
کا کیا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا کہ
کہ اوپر حال اس فرزند کے روتا ہون مین مین نے کہا یہ فرزند
ابہی پیدا ہوا ہی اور ابہی کوئی امر عارض نہین ہوا کہ سبب
رونے کا ہووے آپ نے فرمایا ای اسما قتل کرے گی اسکو
ایک گروہ باغی کہ نہ پہنچے گی اوسکو شفاعت میری اور بعد
اسکے آپ نے فرمایا کہ ای اسما فاطمہ سے یہ بات کہنا اور
داغ اس غم کا اوسکے دل پر نہ رکہنا کہ وہ ابہی جنی ہوئی ہے
یعنی قریب العہد ہی ساتہہ ولادت کے مراد یہ کہ ضعیف و ناتوان
ہو رہی ہے اس غم کی تاب نہ لا سکی گی شواہد النبوت مین
اور بہت کتابون مین لکہا ہی کہ امام حسین کا ایسا جمال باکمال
تہا کہ شب تاریک مین اوسکی روشنی سے لوگ راہ چلتے تہے
اور وہ شبیہ تہے ساتہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ

ہے لیکر باؤن تک اور کنیت اونکی ابو عبد اللہ ہی اور لقب
اونکے زکی اور شہید اور سبط ہین

مخزن تیسرا

بیچ ذکر مناقب اہل بیت کے جہان اہل عبا کو اور مخصصان عیال
مرتضی کو معلوم اور مفہوم ہووے کہ مناقب وفضایل اہل بیت کے
بسیار از بسیار اور بیحد اور بیشمار ہین چندے اس کتاب مین
لکھی جاتی ہین بطریق اختصار کے تا مشتے نمونہ ہو خروارے سے
فرمایا خداے کریم نے بیچ قران شریف کے اِنَّمَا یُرِیدُ اللّٰہُ
لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا یعنی ہی ارادہ کرتا
ہے اللہ کہ لیجاوے اور دفع کرے اور دور کرے پلیدی کو اور
برائی کو اے اہل بیت نبی کے اور پاک کرے تمکو پاک کرنا روایت
ہے ابی سعید خدری سے کہ نازل ہوئی یہ آیت بیچ شان
پانچ شخص کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور علی اور فاطمہ اور
حسن اور حسین کے صحیح مسلم کی روایت ہے کہ داخل کیا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چار شخص کو اپنی کملی مین کہ اوسکو
اوڑھے ہوے بیٹھے تھے اور پڑھا اس آیت مذکور کو اور کملی کو عربی
مین عبا کہتے ہین اور صحیح روایت سے ثابت ہے کہ لیا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چارون پاک سرشت کو اپنی کملی
مین اور کہا الہی یہ میرے اہل بیت ہین اور خاص مین لیجا اور
دور کر ان سے پلیدی کو اور برائی کو اور پاک کر ان کو پاک کرنا
پس کہا ام سلمہ نے کہ بی بی ہین ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

وسلم کی بی بیون مین سے اور مین بھی ساتھہ ان چارون کے
ہون فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق تو اوپر خیر کے
ہے یعنی تو بھی اوپر خیر وبرکت کے ہے اور میرے اہل سے ہے
لیکن جو خصوصیت کہ ان چار شخص کو ہے وہ کسی کو نہین ہے
فصل . چاہیے جاننا کہ آیت ذکر کی گئی منبع ہے فضایل اہل
بیت نبوی کا اور کان ہے مناقب اولاد مصطفوی کی اسواسطے
کہ معنی اس آیت کے مفصل یہ ہین کہ ارادہ حق تعالے کا منحصر
اور ٹھہرا ہوا ایسی امر پر ہے کہ دور کرے پلیدی شرک کی اور گناہ
کی پلیدین سے کہ آل اور اولاد نبی کی ہین صلی اللہ علیہ وسلم اور
پاک کرے اونکو سب اخلاق بد سے اور احوال نامناسب سے
اور فایدہ اس پاکی کا یہ ہے کہ توفیق توبہ کی دیتا ہے اونکو خداے تعالے
اور توفیق اچھے عملون کی دیتا ہے کہ وہ ہمیشگی کرنے مین اوپر
اچھے کامون کے اور حرام کی ہے دوزخ کی آگ اوپر خدای
کریم نے اور عوض خلافت ظاہری کے خداے تعالے نے
اونکو خلافت باطنی عنایت فرمائی ہے کہ وہ ولایت اور معرفت
ہے چنانچہ گئی ہے قوم عالمون کی اہل تحقیق سے اس بات کی طرف
کہ قطب الاولیا ہر زمانے مین سید ہی ہوتا ہے اور کسی قوم مین سے
نہین ہوتا اور حرام کیا حق تعالی نے اونپر صدقہ زکوۃ اور نذر اور کفارے
کا کہ وہ میل آدمیون کا ہوتا ہے مناسب اور لایق اوس قوم کے
نہین کہ جسے خداے تعالے نے طاہر اور پاک کیا ہے اور طاہر

فرمایا ہے ایسا ہی لکھا ہے صواعق محرقہ مین فرمایا خدای کریم
نے بیچ کلام مجید کے اِنَّ اللہَ وَمَلَائِکَتَہٗ یُصَلُّونَ عَلَی النَّبِیِّ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا تحقیق ہے یہ بات کہ خدا تعالی
اور فرشتی اوسکے درود بہیجتی ہین اوپر نبی کے ای مومنون درود
بہیجو تم اوپر اوسکے اور سلام بہیجو سلام بہیجنا ثابت ہے حدیث
صحیح سے کہ ہرگاہ نازل ہوئی یہہ آیت اصحاب نے عرض کی
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق جانتے ہین ہم طرح سلام
بہیجنے کی آپ پر یعنی یہہ ہم کہتی ہین اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَیُّہَا النَّبِیُّ وَ
رَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ التحیات کے ساتھہ پس کیون کر اور کن لفظون
سے درود بہیجین تجہپر آپ نے فرمایا پس کہا کرو تم اللہم صل علی
محمد و علی آل محمد الہی درود بہیجو اوپر محمد کے اور اوپر آل محمد
کے اور بہت روایتون سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت نے
فرمایا درود مجہپر بہیجنا وہ ہے کہ جس مین آل کا بہی لفظ ہو اور
جو آل کا لفظ نہو تو وہ درود ناقص ہے بیچ بعضی روایت کے ہی
کہ آپ نی اصحاب کو فرمایا جسوقت کہ تم درود بہیجا کرو تو یون بہیجا
کرو اللہم صل علی محمد النبی الامی و علی آل محمد یا اللہ درود یعنی رحمت
بہیج تو اوپر محمد پیغمبر کے کہ امی ہے اور اوپر آل محمد کے اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم امی تہے کہ ظاہر مین پڑہی لکہی نہین تہے
اور مکتب مین نہین بیٹہی تہے اگرچہ سب علم لدنی جناب کرامت
مآب پر منکشف اور کہل رہا تہا روایت ہے دیلمی سے کہ کہا رسول اللہ

صلی الله علیه وسلم نے. دعا دعا مانگنی والی کے پردے مین رہتی ہے
یعنی محل قبول مین نہین پہنچتی ہے تا کہ درود نہ بہیجی جاوی اوپر محمد
کے اور اہل بیت اوسکے کی اللهم صلی علی محمد وآله کہا نے امام
شافعی رحمة الله علیه نے بیچ مدح اہل بیت کے یا اہل بیت
رسول الله حبکم * فرض من الله فی القرآن انزله * کفاکم من عظیم القدر
انکم * من لم یصل علیکم لا صلوٰة له * یعنی اے اہل بیت رسول الله صلی الله علیه
وسلم کے دوستی تمہاری فرض ہے خدا ے تعالے کی حکم
سے کہ بیچ قرآن شریف کے نازل کیا ہی اوسکے تئین کفایت
کرتا ہے تمہاری تئین بڑے ہونے قدر تمہارے مین یہہ امر
کہ جو شخص نماز مین درود نہ بہیجی تم پر نہین نماز ہوتی اوسکی اور
امام شافعی کے نزدیک درود اہل بیت پر واجب ہے نماز
مین بعد التحیات کے بیچ قعدہ اخیر کے
فصل
جانیی جا تا کہ
صلوٰۃ یعنی درود خدا ے تعالے کی طرف سے رحمت ہے
اور اوروں کی طرف سے رحمت کا طلب کرنا اور مانگنا
مثلاً یہہ کہا جاوے کہ خدا درود بہیجتا ہی معنی یہہ ہووینگے کہ
رحمت نازل کرتا ہے اور جو یہہ کہا جاوے کہ مسلمان درود
بہیجتی ہین مراد یہہ ہوتی ہی کہ رحمت کو طلب کرتے ہین اور
مانگتے ہین اور صلوٰۃ کے یعنی درود کے معنی تعظیم کے بعضی مقام
پر آتے ہین چنانچہ ایک عالموں کی جماعت نے لکہا ہے معنی
اللهم صلی علی محمد کے یہہ ہین کہ بار خدایا تعظیم کر اور بزرگی

دیوے تو محمد کو بیچ دنیا کے ساتھہ بلند کرنے دین اوسکے کی اور
ظاہر کرنے دعوت اوسکی کے اور بڑا کرنے ذکر اوسکے کی
اور باقی رکھنے شریعت اوسکی کے اور بیچ آخرت کے ساتھہ
قبول کرنے شفاعت اوسکی کے اور ظاہر کرنے فضل اوسکے
کے اوپر اولین اور آخرین کے اور پیش اور پہلے کرنی اوسکے
کے اوپر سب نبیون اور رسولون کے بیچ شفاعت کے اور
داخل ہونے جنت کے اور بلند کرنے درجہ اوسکے کے بیچ
بہشت کے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جبرئیل نزدیک میرے آیا اور کہا کہ ای محمد صلے
اللہ علیہ وسلم جو شخص کہ تیرا نام مبارک سنے اور درود نا بھیجے
حق تعالی اوسے دور کرے رحمت سے یعنی جبرئیل علیہ السلام
نے یہہ دعا بد دی اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہا تو خود کہہ آمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا آمین
روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ درود
بھیجنا مجھپر سبب نور اور روشنی کا ہے قیامت کے دن اوپر
پل صراط کے اور جو کہ اسنشی بار درود پڑہا کرے جمعہ کے
دن اسنشی برس کے گناہ اوسکے بخشے جاتی ہین روایت
ہے کہ فرمایا رسول خدا نے صلی اللہ علیہ وسلم کہ درود بہت
پڑہا کرو جمعہ رات کو اسکے واسطے کہ رات جمعہ کی ہوتی ہے تحقیق کہ درود تمہاری
عرض کیجاتی ہے میرے روبرو پس مین تمہارے واسطے

واسطے دعا اور طلب مغفرت کی کرتا ہون خداے تعالی نے
سے روایت ہے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا قریب زیادہ تر مجہسے اور احق اور لایق زیادہ ساتھہ شفاعت
میری کے وہ شخص ہے کہ بہت بہیجے درود مجہپر حق تعالی اوسپر
دس رحمت نازل کرتا ہے اور دس گناہ اوسکے بخشتا ہے
اور دس درجہ اوسکے بہشت مین بلند کرتا ہے روایت ہے
اُبَیّ ابن کعب سے کہ عرض کے مین نے یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مین بہت بہیجتا ہون درود اوپر تیرے فرما دیجے
مجہکو کہ اپنی دعاؤن کے وقتون مین سے کس قدر وقت درود
کے واسطے مقرر کرون آپ نے فرمایا جس قدر تو چاہے
عرض کی مین نے چوتہا حصہ فرمایا جتنا چاہے تو اگر زیادہ
کریگا تو اوپر چوتہے حصہ کے بہتر ہوگا تیرے واسطے عرض
کی مین نے کہ نصف یعنی آدہا فرمایا جتنا چاہے تو اور اگر زیادہ
کریگا تو بہتر ہوگا تجہکو عرض کی مین نے کہ دو حصے وقتون
کے درود کے واسطے مقرر کرون اور ایک حصہ دعا کے
واسطے فرمایا جتنا چاہے تو اور اگر زیادہ کریگا تجہہی کو
بہتر ہوگا عرض کے مین نے سب اپنی دعا کے وقت بیچ درود
بہیجنے کے اوپر تیرے صرف کرون گا مین فرمایا کہ اس وقت
یعنی اگر یون کریگا تو تیرے سب کام اور مہمین سرانجام پاوین
گی اور گناہ تیرے سب بخشی جاوین گے

فصل

چاہیے

جاناکہ درودین طرح طرح سے پڑہی جاتی ہین چہوٹی چہوٹی
توبہہ ہین مثلاً یون کہے کہ اللہم صلی اللہ علی محمد یعنے درود بہیج
تواوپر محمدؐ کے یا یون کہے صلی اللہ علی محمد درود بہیجی اللہ اوپر
محمد کے یا یون کہے صلی اللہ علی النبی درود بہیجے خدا اوپر
نبی کے ایسا ہی لکہا ہے روضۃ الاحباب مین اولی تر لائق
یہ ہے کہ جمع کرے درمیان صلوٰۃ اور سلام کے بلکہ لفظ
آل کا بہی اور لفظ برکت کا بہی شامل کرے پس یون کہے
اللہم صلی علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم یا خدا رحمت
نازل کر تو اوپر محمد کے اور اوپر آل محمد کے اور برکت دے اور
سلامتی عطا کر ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ کہا اونہون نے
پوچہا ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کیون کر درود اوپر
تیرے بہیجا کرین ہم فرمایا کہا کرو اللہم صلی علی محمد عبدک ورسولک
خدایا رحمت نازل کر تو اوپر محمد کے کہ بندہ تیرا ہے اور پیغمبر تیرا ہے
کما صلیت علی ابراہیم جیسے کہ رحمت نازل کی تونے اوپر ابراہیم
کے وبارک علی محمد اور برکت بہیج تو اوپر محمد کے کما بارکت جیسے
برکت بہیجی تونے علی ابراہیم اوپر ابراہیم کے روایت ہے ابو حمید
ساعدی سے کہ کہا اصحاب نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کیون کر درود بہیجا کرین ہم اوپر تیرے فرمایا کہا کرو اللہم صلی
علی محمد وعلی ازواجہ وذریتہ خدایا رحمت نازل کر تو اوپر محمد کے
اور اوپر بی بیون اوسکی کے اور اولاد اوسکی کے وبارک

وبارک علی محمد وعلی ازواجه اور برکت بہیج تو اوپر محمد کے اور بی بیون اوسکی کے اور اولاد اوسکی کے کما بارکت علی ابراہیم جیسے کہ برکت بہیجی تو نے اوپر ابراہیم کے انک حمید مجید تحقیق تو حمد اور تعریف کیا گیا ہے اور بزرگ ہے اور بیچ بعضی روایت کے کما بارکت علی ابراہیم کے آگے لفظ فی العالمین کا بہی ہے یعنی بیچ سب عالم اور خلق کے بعضے اہل حدیث کے محققون نے کہا ہے افضل اور بہتر یہہ ہے کہ اِس طرح سے درود پڑہین کہ جس مین سب طریقہ نقل کئے گئے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آجاین اور وہ درود جامع ہوئے پس چاہئے کہ اِس طرح پڑہین اللّٰھم صلّی علی محمّد عبدک ورسولک النّبی الامی وعلی آل محمّد وازواجہ وذریاته کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم وبارک علی محمّد النبی الامی وعلی آل محمّد وازواجہ وذریاته کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم فی العالمین انک حمید مجید نقل ہے کہ ایک شخص نے امام شافعی رحمة اللہ علیہ کو بیچ خواب کے دیکہا بعد وفات اونکی کے اور پوچہا کہ کیا کیا تیرے ساتہہ خدا نے ای سید میرے امام شافعی نے کہا گناہ میرے بخش دیئے اور بڑی تعظیم اور احترام سے یعنی شان وشوکت سے مجکو بہشت مین لے گئے جیسے کہ نوشہ کو دولہن کے گہر لے جاتے ہین اور مجہپر بہت سی چیزین یعنی جواہر اور یاقوت اور موتی نثار کئے بسبب برکت ایک درود کے کہ مین پڑہا کرتا تہا وہ شخص کہتا ہے پوچہا مین نے کہ وہ درود

کونسی ہے فرمایا اللهم صل علی محمد و علی آل محمد کلما ذکره
الذاکرون و کلما غفل عن ذکره الغافلون
خدایا رحمت نازل کر تو اوپر محمد کے اور اوپر آل محمد کے اوس
قدر که ذکر کرتے ہین اوسکا ذکر کرنے والے اور اوس مقدار که غفلت
کرتے ہین اوسکے ذکر سے غافل ایک شخص سے سلف کے لوگون
مین سے نقل کیا گیا ہے که کہا اوسنے که تہا مین دریا کی ایک کشتی
مین که ناگاه ہوا طوفان کی اوٹہی که اقلابیه کہتے ہین اور ملاحون
مین یہه بات مشہور تہی که اوس ہوا سے کم نجات ہوتی ہے
قلق اور اضطراب کشتی کے بیٹہنے والون مین پڑا اور ڈوبنے
کے خوف سے سب خروش اور شور مین آئے اور ایک دوسرے
کو وداع کرنے لگا که ناگاه بیکی اور اونگ نے مجہپر غلبه کیا که آنکہه
میری لگہه لگ گئی که پیغمبر صلی الله علیه وسلم نے دیدار پر انوار اپنا مجہ
کو دکہایا اور عنایات بیغایات سے فرمایا که ان کشتی کے لوگون
سے کہه دے که ہزار مرتبه یہه درود مجہپر بہیجین اللهم صل علی سیدنا
محمد و علی سیدنا محمد خدایا درود بہیج تو اوپر سردار ہمارے کے
که محمد ہے اور اوپر آل سردار ہمارے کے که محمد ہے صلوة تنجینا
بہا وه درود که نجات دے تو ہمکو بسبب اوسکے من جمیع
الاهوال والآفات سب ہولون اور آفتون سے وتقضی لنا بہا
جمیع الحاجات اور روا کر تو بسبب اوسکے سب حاجتین ہماری
وتطہرنا بہا من جمیع السیئات اور پاک کر تو ہمکو بسبب

ہمکو باعث اوسکے سب گناہوں سے و ترفعنا بہا عندک اعلی الدرجات
اور بلند کر تو ہمکو بسبب اوسکے اپنے نزدیک بلند درجہ مین درجون
مین سے و تبلغنا بہا اقصی الغایات اور پہنچا تو ہمکو بسبب اوسکے
انتہا اور تمام غرضون اور مقصودون کو من جمیع الخیرات سب نیکیون
سے فی الحیات و بعد الممات بیچ زندگی سے اور بعد مرنے سے کے وہ
شخص کہتا ہے کہ پہر بیدار ہوا اور جاگا مین اور کشتی کے
لوگون کو اس خواب سے خبردار کیا مین نے لوگ ساتھہ پڑہنے
اس درود کے مشغول ہو گئے ابہی تین سو مرتبہ بہی نہ پڑہی
گئی تہی کہ ہوا طوفان کی نے تسکین پائی اور ہم سب خلاص
ہوئے جاننا چاہیے کہ اس درود کو اکثر صاحب اوقات لوگ
پڑہتے ہین اور بہت فایدہ حاصل کرتے ہین اور اس درود کو درود تنجینا
بہی کہتے ہین **فایدہ** جاننا چاہیے کہ لکہا ہے درود پڑہنے
کے فایدون مین سے بڑا فایدہ یہہ ہے کہ درود پڑہنے والے کو دولت
زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہات لگتی ہے اور جس
شخص نے حضرت کو خواب مین دیکہا گویا بیداری مین یعنی جاگتے
مین دیکہا کہ آپ نے فرمایا ہے جس شخص نے دیکہا مجکو خواب مین
پس تحقیق دیکہا اوسنے مجکو حق یعنی راست اور سچ پس بدرستی
کہ شیطان مشابہ میری نہین بن سکتا اور جس شخص نے سرور کاینات
علیہ الصلوٰۃ کو دیکہا دوزخ کی آگ نہ دیکہے گا ساتھہ دلیل حدیث
جابر ابن عبد اللہ انصاری سے رضی اللہ عنہ کہ کہا فرمایا پیغمبر صلی اللہ

علیہ وسلم نے نہ لگی گی اگ اوس مسلمان کو کہ جس نے دیکھا محکو یا دیکھا اوسکو کہ جس نے دیکھا ہی مجہے **فایدہ** جانا چاہیئے کہ لکہتے ہین منقول یہ تہا کہ درمیان انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت ابو بکر صدیق کے رضی اللہ تعالے عنہ کوئی نہ بیٹہتا تہا ایکدن ایک شخص آیا آپ نے اوسکو اپنے اور صدیق اکبر کے بیچ مین بٹہایا اصحاب نے تعجب کیا جب وہ شخص مجلس سے اوٹہہ کر باہر گیا آپ نے فرمایا یہہ شخص یہہ درود مجپر بہیجتا ہے اللهم صل علی محمد کما امرتنا ان نصلی علیه خدایا درود بہیج تو اوپر محمد کے جیسے کہ حکم کیا ہے تونے ہمکو اسکا کہ ہم درود بہیجتے ہین اوپر اوسکے اللهم صل علی محمد کما هو اهله خدایا درود بہیج تو اوپر محمد کے جیسے کہ وہ لایق اوسکے ہے اللهم صل علی محمد کما تحب و ترضی له خدایا درود بہیج تو اوپر محمد کے جیسے کہ دوست رکہے تو اور چاہے تو اور راضی ہوے تو واسطے اوسکے **فایدہ** جانا چاہیئے کہ نقل کیا گیا ہے جو شخص اس درود کو ساتہہ اس درود کے اللهم صل علی روح محمد فی الارواح خدا درود بہیج تو اوپر روح محمد کے بیچ ارواح کے و علی جسد محمد فی الاجساد اور اوپر بدن محمد کے بیچ بدنون کے و علی قبر محمد فی القبور اور اوپر قبر محمد کے بیچ قبرون کے متعلق ہے ساتہہ قول اوسکے کے ساتہہ اس درود کے ملا کر ستر مرتبہ پڑہا کرے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوتا ہے فرد نقاب چہرہ تابان سے ٹک اوٹہا دے مجہے

اور نہار بنیجے کبھی تو اپنی جہلک ہمکو بھی دکہیا دیجے قمر و مہر و مہ کا نور جاوے ذم مین بہول خواب مین جو دیکھ لیے روی رسول

فایده جانا چاہیے کہ آیت ذکر کی گئی بموجب قاعدهٔ عربی کے دلالت کرتی ہے کہ حق تعالی اور فرشتے ہمیشہ اور مدام اور پیوستہ اور علی الدوام صلواۃ اور درود اوپر انحضرت صلے الله علیہ وسلم کے بھیجتے ہین پس سزاوار اور لایق ساتہ حال مسلمان کے یہہ ہے کہ علی الدوام اور ہر صبح وشام ساتہ ذکر صلواۃ اوادا کے تسلیمات کے اوپر سید کاینات علیہ افضل التحیات و اکمل الصلوٰۃ کے گویا اور رطب اللسان ہووے اور بیچ جمیع مقصود اور کام کے اور کل مہم اور مرام کے طرف روح پرفتوح اوسکی کے متوجہ رہے اور اوس جناب رسالت مآب صلی الله علیہ وسلم کو شفیع اور وسیلہ اپنا کرے تو سب مرادین اوسکی حاصل ہوین اور مہمات دینی اور دنیوی آسان ہوین

غزل

یا محمد تم ہو محبوب اله اور خلق الله کی پشت و پناه
کیجیو میری مدد یا شاه دین آپ کی امت سے ہون مین روسیاه
کیجئے لله اب مجہ پر کرم مین تمہارا ہون گدا ای بادشاه
حق تعالے ایسے ہو تم میرے شفیع تا نہ ہووے حال عاصی کا تباه
یہہ وصال خستہ جان ہے آپکا کیجئے اسپر کرم کی ایک نگاه

فایده جانا چاہیے کہ جو آدمی چہوٹی چہوٹی درود پڑہے اوسکے شمار کے درمیان دو چار مرتبہ لفظ آل کا اور سلام کا اور برکت کا

بھی کہہ لیا کرے مثلاً ایک شخص ہزار مرتبہ پڑھتا ہے صلی اللہ علی محمد ومحمد
بیچ ہر صدی کے یعنی بیچ ہر سو کے آخر کو یہہ بھی کہہ لیا کرے دو تین مرتبہ
اللہ و بارک و سلم فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدای عزوجل
کی دو تین حرمتیں ہیں جس شخص نے کہ محافظت رکھی اون تین حرمتوں
کی اور نگاہ اور پاس رکھا اوسکا حفظ و آمان میں رکھیگا اللہ تعالی دین و دنیا
اوسکی کو اور جو کہ نہ محافظت کریگا اوسکی خدا نہ حفظ و آمان میں رکھیگا
گا دنیا کو اوسکی آخرت کو ابن عمر کہتے ہیں کہ پوچھا میں نے کیا ہیں وہ حرمتیں
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا حرمت اسلام کی اور حرمت
میری اور حرمت اولاد میری کی بیچ روایت صحیح بخاری کے ہے ابو بکر
صدیق سے رضی اللہ تعالی عنہ قول اونکے سے نگاہ اور پاس محمد کا
رکھو صلی اللہ علیہ وسلم بیچ اہل بیت اوسکے کے پس نہ اذیت دو اونکو
روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میں اور اہل بیت
میرے ایک درخت ہیں بہشت میں اور شاخیں اور ٹہنیاں اوسکی دنیا
میں ہیں پس جو شخص چاہے پروردگار اپنے کی طرف راہ پکڑے یعنی
جو کہ اطاعت اور محبت حضرت کی او آل اوسکی کریگا خدا کی طرف
اور بہشت کی طرف پہنچیگا روایت ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے عیال میری اور محل امانت کا اور محل خزانہ میرے کا اہل بیت
میرے ہیں اور انصار ہیں پس قبول کرو اور سنو اور راضی ہو نیکوں
اونکی سے اور در گذر کرو برائیوں اونکی سے روایت ہے کہ فرمایا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اول اور پیشتر اون لوگوں میں سے

میں سے کہ بہشت میں داخل ہونگے میں اور علی اور فاطمہ اور حسن اور
حسین ہیں حضرت علی کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا پس محب اور دوست
ہمارے کب داخل ہونگے آپ نے فرمایا پیچھے پیچھے تمہارے
روایت ہے حضرت عمر سے رضی اللہ تعالی عنہ کہتے تھے سنا میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر سبب اور ہر نسب منقطع اور کٹ
جاویگا دن قیامت کے سوائے سبب اور نسب میرے کے اور
ایک روایت یہہ ہے کہ سوائے سمدھیانے میرے کے اور سبب
اور نسب میرے کے اور ایک روایت یہہ ہے کہ فرمایا آپ نے
نسب میرا اور سمدھیانا میرا آوینگے دن قیامت کے پس شفاعت
کروائینگے اور کمی کہ جن سے یہہ تعلق رکھتے ہیں روایت ہے فرمایا
رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا میں نے پروردگار اپنے
سے کہ نہ داخل ہو کوئی اہل بیت میرے سے بیچ دوزخ کے پس
قبول فرمایا حق تعالے نے اس بات کو اور فرمایا اول سب سے
داخل ہونگے حوض کوثر پر اہل بیت میرے اور دوست میرے
اور فرمایا کہ ہم اولاد عبد المطلب کی سردار بہشتیوں کے ہیں اور حمزہ اور
علی اور جعفر ابن ابی طالب اور حسن اور حسین اور مہدی اور فرمایا لازم
پکڑو ای آدمیوں دوستی ہماری کہ اہل بیت ہیں ہم یعنی دوستی
میری اور آل میری کی تحقیق حال یہ ہے کہ جو شخص کہ پہنچیگا خدا کے روبرو
اور وہ دوستی رکھتا ہوگا ہم سے داخل ہوگا بہشت میں ساتھہ شفاعت
ہماری کے قسم ہے اوس شخص کی کہ جان میری بیچ ہات اوسکے ہے

ہیے یعنی خدا کی نہ نفع کریے گا اور نہ کام اویگا سدن کے لیئے عمل نیک
اوسکا تغیر دریافت کرینے حق ہمارے کے یعنی جو کہ اہل بیت کا حق پہچانے
گا اور اونسے دوستی رکہیے گا اوسکا عمل نیک ہی کام کا ہیے والا کچہہ کام کا
نہیں کسی شاعرنے خوب کہا ہیے فرد بے حب اہل بیت عبادت
حرام ہیے زاہد تیری نماز کو میرا سلام ہیے اور روایت ہیے کہ
نہیں کوئی اہل بیت نبی سے صلی اللہ علیہ وسلم مگر واسطے اوسکے عہدہ
شفاعت کا ہیے یعنی ہر شخص اہل بیت کا شفاعت گنہگاروں کی
کریے گا اور بخشوایگا روایت ہیے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے جو شخص کہ بغض رکہی اہل بیت سے پس وہ منافق ہیے جامع ترمذی
مین روایت ہیے جابر سے کہ ہم منافقون کو ساتہہ بغض علی ہی کے
پہچانتے ہین فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ اراده
کرے کہ وسیلہ پکڑے مجکو اور یہہ کہ ہویے واسطے اوسکے میرے پاس
ہات کہ شفاعت کرون میں واسطے اوسکے ساتہہ اوس ہات کے پس چاہیئے جانا
اوسے کہ ملاقات اور اخلاص کرے میرے اہل بیت سے اور خوش
کرے اونکے تئین فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ سردار
ہیے بہشت کی بی بیون کی اور حسین اور حسن سردار ہین بہشت
کے جوانون کے اور فرمایا حسن اور حسین پہول میرے ہین دنیا مین اور
فرمایا جس شخص نے کہ دوستی رکہی حسن اور حسین سے اوسنے دوستی
رکہی مجہہ سے اور جس نے بغض رکہا اونسے بغض رکہا مجہسے

فصل

فصل جاننے چاہیے کہ شمایل اور فضایل جناب ولایت مآب محبوب رسول
مقبول زوج بتول شیر خدا علی مرتضی کے نہیں انتہا اور لا تعد و لا تحصی
ہیں کہا امام احمد حنبل نے رحمۃ اللہ علیہ نہیں پہنچی ہمکو فضایل اور بزرگیاں
کسی کی اسقدر کہ پہنچی ہیں علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی کہا قاضی اسمٰعیل
بخاری اور نسائی اور ابو علی نیشاپوری نے نہیں وارد ہوے بیچ
فضایل اور مناقب بیچ حق کسی کے اصحاب کرام سے ساتھہ سند و
حسن اور قوی بیکے زیادہ اون فضایل اور مناقب سے کہ وارد ہوے
ہیں بیچ حق علی کے پس وہ جناب کرامت انتساب اول مسلمان کا
عرفان برادر رسول زوج بتول عالم ربانی شجاع یزدانی زاہد و عابد خطیب
جامع و حافظ قرآن ناصر و حامی اہل ایمان ہے رسالت کے ظاہر
ہونے سے پہلے ہی اوس بندہ خدا نے بت کی طرف کبھی رخ نہیں
کیا اور نہ کبھی اوسے پوجا اسی واسطے کہا جاتا ہے اوس جناب کو
کرم اللہ وجہہ یعنی بزرگ کیا اللہ تعالی نے منہ اوسکا اور فرمایا آنحضرت
صلی اللہ وسلم نے دیکھنا علی کی طرف عبادت ہے اور فرمایا ذکر علی
کا عبادت ہے اور جب کہ ہجرت کی نبی صلی علیہ وسلم نے مدینہ کو
امر کیا علی کو کہ اقامت کرے اور رہے کئی دن تک بیچ مکہ کے تاکہ امانت
اور وصیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو کہ تھی اوسکی پاس اوسکو
ادا کرے اور لوگون کو ابلاغ اور ارشاد کرے چنانچہ حضرت ولایت
پناہ حقیقت آگاہ حکم جناب رسالت مآب کا بجا لاے اور نایب
حضرت کے ہو کر چند روز مکہ میں رہے بعد چند روز کے مدینہ میں آکر

حضرت کی خدمت مین حاضر ہوے اور وہ شیر نیستان شجاعت شہسوار
میدان جلالت سب لڑائیون مین ہمراہ رکاب رسالتماب سیکے رہے اور نشان
اونکے ہاتھ مین رہا مگر تبوک کی لڑائی مین انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون جناب
کو اپنا خلیفہ کرکر مدینہ مین چھوڑا تھا اور فرمایا تھا کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے
موسی سے اور آثار اور اخبار حضرت اسد اللہ الغالب سیکے شجاعت اور جرات
اور فتح اور نصرت سیکے مشہور ہین اور معروف ہین کتابین کی کتابین اونسے
بھری ہوئی ہین سولہ زخم احد کی جنگ مین بدن مبارک سیکے اوپر آئے تھے
اور جنگ خیبر مین نشان آپ سیکے ہات مین تھا اور فتح بھی آپ ہی سیکے
ہات ہوئی انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی خبر دی تھی کہ فتح علی
سیکے ہات ہی چنانچہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کیسے ثابت ہے اور یہہ بھی
انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کل کو نشان اوس شخص کو دونگا
کہ خدا اور رسول اوسکا محبوب ہے اور وہ خدا اور رسول کا محبوب ہے اور
دروازہ قلعہ خیبر کا شیر خدا نے اوکھاڑ کر اپنی سپر کی تھی اور اپنی پشت
مبارک پر رکھہ کر اوسکا پل بنا دیا تھا خندق کے اوپر تو دلاور اور بہادر اوپر
چڑھکر اور عبور کرکر خیبر سیکے قلعہ پر جا چڑھے تھے اوس دروازہ کو جب کہ شیر
خدا نے اپنے ہات سے زمین پر ڈالا آٹھہ آدمیون نے زور کیا مگر نہ ہلا اور
کم چالیس آدمیون سے نہ اوٹھا روایت ہے کہ ایک دن علی مرتضی مسجد
مین سوئے تھے اور مٹی کندھے کو لگ گئی تھی کہ حضرت محمد مصطفی آئے اگر
صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہات سے وہ مٹی دور کی اور فرمایا قم یا ابو تراب
یعنی کھڑا ہو اے باپ مٹی کے نزدیک اہل تحقیق کے یہہ بڑی منقبت اور بزرگی

بزرگی ہے علی مرتضیٰ کی اسواسطے کہ مراد خاک سے اہل اللہ اور اولیاء
کرام ہین کہ فنا ہوگئی ہین اور خاک در خاک ہوگئے ہین عشق اور محبت الٰہی
ہین اور وصل ہو رہے ہین جناب کبریائی سے اور تواضع اور عاجزی اور
انکسار خاک ہی کے مانند اونپر ختم ہے اور باب سے مراد اصل اور بنیاد ہے
پس اصل اور بنیاد سب عارفون اور ولیون کی حضرت شاہ ولایت پناہ
ہین فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مجھسے ہے اور مین علی سے ہون
اور فرمایا مین شہر علم کا ہون اور علی دروازہ ہے اوسکا پس جو شخص چاہے کہ
شہر مین داخل ہووے پس چاہیے کہ پہلے دروازہ مین آوے اور فرمایا آدمی
سب جدے جدے درختون سے ہین اور مین اور علی ایک درخت سے ہون
اور فرمایا بدبخت زیادہ تر آدمیون مین سے دو شخص ہین ایک وہ کہ جسنے
صالح پیغمبر کی اونٹنی کو قتل کیا تہا اور دوسرا وہ کہ یا علی تیرے موہنہ اور داڑہی
کو خون سے رنگیگا یعنی قاتل علی کا ابن ملجم اور فرمایا حضرت نے ایک روز
کہ بند کرو دروازے اپنی مسجد مین سے مگر علی کا دروازہ کہلا رہے پس ہر حال مین حضرت
علی کو مسجد مین آمد و رفت درست تہی مانند پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا
حضرت نے تحقیق سے یہہ بات کہ اللہ تعالیٰ نے رکہی اولاد ہر نبی کی اوسکی
پشت مین اور رکہی میری اولاد بیچ پشت علی کے اور فرمایا سر نامہ نامہ اعمال
مومنون کا دوستی علی ابن ابی طالب کی ہے اور فرمایا علی مجہسے بمنزلہ
سر میرے کے ہے بدن سے اور فرمایا علی کی چمک ہوگی بہشت مین جیسے کہ
قریب صبح کے چمک ستارون کی ہوتی ہے اور فرمایا تحقیق بہشت مشتاق
ہے تین شخص کا علی اور عمار اور سلمان کا اور فرمایا کہ یا علی تو قسیم ہے

یعنی بانٹنے والا ہے بہشت کا اور دوزخ کا کہ روز قیامت کے کہے گی دوزخ
کہ یہہ میرے ہین اور یہہ تیرے ہین یا علی یعنی بہشتی بہشتی علی کی طرف اور یہ کے
اور دوزخی دوزخی دوزخکی طرف جاوین کے روایت ہے حضرت
ابو بکر سے رضی اللہ تعالی عنہ کہا کہ سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہ فرماتے تہے نہ گذر سکے گا کوئی پل صراط پر مگر وہ شخص گذر جاویگا کہ
جسکو علی جیتہی گذر نے کی لکہہ دیگا **فصل** جانا چاہیے کہ مناقب حضرت
خاتون قیامت مخزن امانت جناب رسالت نور دیدہ رسول یعنی جناب
پاک حضرت بتول کے سلام اللہ علی محمد و علیہا زیادہ حد سے اور خارج عدد
سے ہین فرمایا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن پکارے گا
پکارنے والا یعنی ایک اواز عرش کے نیچے سے اوے گی کہ ای حشر کے لوگو
کہ جمع ہو رہے ہو بند کرو اپنی انکہون کو تاکہ گذرے فاطمہ بیٹی محمد کی صلی
اللہ علیہ وسلم پل صراط کے اوپر سے پس گذرے گی فاطمہ کہ اوسکی رکاب میں
ستر ہزار حورعین ہونگین بجلی کی طرح سے گذرنا اور فرمایا فاطمہ میرے گوشت
کا ٹکڑا ہے اذیت دیے مجکو جو اذیت دیے اوسکو اور خوش کرے اور راحت
دیے مجکو جو کہ خوش کرے اور راحت دے اوسکو اور فرمایا محبوب زیادہ اہل
بیت میرے سے میری طرف فاطمہ ہے اور روایات سے ثابت ہی کہ انحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا کو طاہر و مطہر فرمایا اسواسطے کہ
شرک اور گناہ سے پاک ہین اور حیض اور نفاس سے یعنی جیسے کہ عورتین
ہر مہینہ مین اور بعد ولادت کے یعنی بعد جننے کے بیمار ہوتی ہین آپ کو
یہہ عارضہ نہوتا تہا شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مشکوۃ شریف کے

شریف لیگئے ترجمہ مین لکھا ہے کہ روایات مین آیا ہے کہ جب فاطمہ زہرا سلام اللہ
علی محمد و علیہا بیچ خدمت شریف سید الابرار بدر منیر کو ان پہنچیے کے حاضر ہوتی
تھین انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو جاتے تھے اور پیشانی کو خاتون
قیامت کی چوم لیتے تھے اور اپنی جگہ بٹھاتے تھے اور جب کہ انحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک فاطمہ زہرا کہ تشریف لاتے تھے فاطمہ زہرا بھی حضرت
کے ساتھ اسی طرح درپیش آتی تھین ابیات منزلت زہرا کی جانتے
ہے خدا بعد اوسکے اور احمد مجتبیٰ مدح کیا اوسکی کرے کوئی رقم
ہات مین تعداد کے اسکا قلم خوبیان اوسکی ہین بے حد و شمار جانتا کوئی
نہین جز کردگار بے گمان طاہر مطہر ہے وہ ذات خاص ذات کبریا واللہ اعلم

فصل

پارسائی ختم ہے اوس ذات پر یہہ سخن بھی ہے تمام ابیات پر
چاہیئے جانا کہ فضایل اور فواضل ریحانہ رسول دردانہ بتول حامل صد درود
تحت یعنی حضرت امام حسن سلام اللہ علی محمد و علیہ کے زیادہ حد و غایت
سے اور بیرون تقریر اور کتابت سے ہین روایت ہے صحیح بخاری اور
مسلم مین برا ابن عازب سے کہ کہا اونہے دیکھا مین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو اوس حال مین کہ حسن آپکے کندہے پر تھا اور کہتے تھے پ
خدایا دوست رکھتا ہون مین اسکو پس دوست رکھہ تو بھی اسکو روایت
ہے ابن عباس سے کہ آتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سوار کیا تھا بیچ
گردن مبارک پر حسن کو پس اس حال مین رستے مین ملا ایک مرد اور اونے
کہا اچھی سواری پر سوار ہوا تو ای لڑکے پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اچھا سوار ہے وہ یعنی جیسی کہ سواری اچھی ہے سوار بھی اچھا

ہے روایت ہے عبد اللہ ابن زبیر سے کہ شبیہ تر اولاد نبی سے ساتھ نبی صلے
اللہ علیہ وسلم کے حسن تہا اور دیکہا تہا مین نے اوسکو کہ وہ آتا تہا اور حضرت
سجدے مین ہوتے تہے اور وہ آپ کی گردن پر یا پیٹہہ پر سوار ہو بیٹہتا تہا
پس آپ اوسکو نہ اوتارتے تہے اور سجدے ہی مین رہتے تہے یہان تک کہ
وہ آپ سے اوترتا اور البتہ تحقیق یہہ ہے مین نے دیکہا آپ کو کہ رکوع مین ہوتے
اور پاون اپنے کشادہ کر دیتے تہے کہ حسن اون مین سے دوسری طرف نکل
جاتے تہے فرمایا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدایا مین حسن کو دوست
رکہتا ہون تو بہی اوسکو دوست رکہہ اور دوست رکہہ اوس شخص کو کہ
کہ جو حسن کو دوست رکہے روایت ہے ابوہریرہ سے کہ دیکہا اونہون نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ کہولتے مونہہ حسن ابن علی کا اور داخل کرتے
تہے اپنا مونہہ حسن کے مونہہ مین اور کہتے تہے خدایا دوست رکہتا ہون مین اسکو
تو اسے دوست رکہہ اور جو کہ اسے دوست رکہے اوسکو دوست رکہہ فصل
چاہیے جاننا کہ مناقب اور محامد قرۃ عین رسول نور چشم بتول راحت جان مرتضی
کان عرفان ذات کبریا شہید تیغ کرب و بلا قتیل شمشیر جور و جفا شریف و
سعید کونین سید الشہدا حضرت امام حسین سلام اللہ علی محمد و علیہ کے خارج
بیان سے ہین فرمایا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسین مجہسے ہے اور مین حسین
سے ہون دوست رکہے حق تعالی اوس شخص کو کہ دوستی رکہے حسین سے
روایت ہے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسن اور حسین دو گوشوارہ
ہین عرش کے اور جسوقت کہ حق تعالے نے بہشت کو پیدا کیا ساتہہ اوسکے
خطاب کیا کہ تو جگہہ ہے مسکینون اور غریبون کی ہوگی یعنی اکثر مسکین اور فقیر

سکین اور فقیر بہشت مین جاوینگے کہ گناہ کم کرین گے اور فقر و فاقہ او
رنج دنیا مین اوٹھاوینگے حق تعالی اوسکے عوض اونکو نعمتین اور راحتین بہشت
کی بخشیگا بہشت نے عرض کی کہ الٰہی کسواسطے جاکہہ مسکینون کی اور منزل زبونو بیان
کی بخشیگا تو نے ندا پہنچی بہشت کو کہ آیا تو راضی اور خوش نہین ہوتی کہ ارکان تیرے
آراستہ کیئے مین ہم نے ساتہہ حسن اور حسین کے یعنی وہ دونو بادشاہزادہ مین
دو جہان کے بہشت نے یہ سنکر فخر اور خوشی کی اور کہا راضی ہوئی مین ر
ہوئی مین پس شوکت حسن اور حسین کی اسقدر ہے کہ اگر بہشت ہے تو اوسکے
ارکان آراستہ مین ساتہہ حسن اور حسین کے اور جو عرش مجید ہے تو گوشوارہ
اور زیب و زینت اوسکے حسن اور حسین ہین اور جو دل مومن کا ہے تو وہ رنگین
ہے ساتہہ دوستی حسن اور حسین کے رباعی آفتاب اوج عرفان ماہتاب
چرخ دین شبر و شبیر ہین واللہ اسمین شک نہین عرش و کرسی روضۂ
رضوان دل آدم تمام نور سے اونکے منور ہین عزیزو بالیقین فائدہ
روایت ہے عائشہ صدیقہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
خبر دی مجکو جبریل نے بدرستی بیٹا میرا حسین قتل کیا جاویگا بعد میرے
زمین نجف مین اور لایا جبریل میرے پاس یہہ مٹی وہان کی اور خبر دی مجکو
اوسنے کہ اس مٹی مین اوسکی لاش ہوگی انس ابن مالک کی روایت سے
ثابت ہوتا ہی کہ حق تعالی سے اجازت اور اذن چاہا اوس فرشتے نے کہ باران
اور مینہہ کے اوپر موکل اور متعین ہے واسطے حاضر ہونے بیچ خدمت بابرکت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حاصل شرف زیارت اوس جناب رسالت
مآب کی صلی اللہ علیہ وسلم پس حق تعالی نے اذن دیا اور اجازت فرمائی کہ

جاوے اور زیارت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سعادت اوسکی حاصل
برکت حاصل کرے چنانچہ وہ فرشتہ دنیا میں حضرت کے حضور پرنور مین حاضر ہوا اور
حضرت اوس روز حضرت ام سلمہ کے گہر مین تشریف رکہتے تہے کہ آپ کی
بی بی مین پس فرمایا آپ نے ای ام سلمہ حجرے کے دروازہ پر جا بیٹہہ اور
نگاہبانی کر کہ کوئی ہمارے پاس نہ آسکے ام سلمہ حکم بجالائین کہ اتنے مین جگر
پارہ مصطفیٰ لخت دل مرتضیٰ امیر دارین حضرت امام حسین سلام اللہ علی محمد
وعلیہ حضرت کے گہر مین آئے ہر چند ام سلمہ نے مزاحمت کی لیکن شاہزادہ کہ
طفل نازپروردہ حضرت کے تہے بقول شخصے کہ نازبران کن کہ خریدار تست ام سلمہ
کا منع کرنا نہ مان کر کود کر حضرت کے پاس آگئے پس حضرت نے شروع کیا
یہہ کہ پیار کرتے تہے شاہزادہ کو اور بوسے دیتے تہے اور چومتے تہے پس عرض
کی اوس فرشتے نے حضرت کی خدمت عالی مین ایا دوست رکہتا ہے
تو اسکو آپ نے فرمایا ہان اوس فرشتے نے کہا امت تیری قریب ہے کہ
قتل کریگی اسکو اور اگر چاہیے تو دیکہا دون اوس مکان کو کہ جہان یہ قتل کیا
جاویگا پس حضرت کو زمین کرب وبلا کی دکہادی پس لائے حضرت اوس
زمین کی مٹی دردری سرخ اور دی ام سلمہ کو پس لی وہ مٹی ام سلمہ نے اور
اپنی چادر کے کونے مین باندہ لی اور ایک روایت یہہ ہے کہ حضرت نے
سونگہا اوس مٹی کو اور کہا کہ اسمین بو کرب بلا کی آتی ہے ایک روایت
یہہ ہے کہ ام سلمہ کہتی ہین کہ انحضرت نے دی مجکو مٹی سرخ اور فرمایا کہ یہہ
مٹی اوس زمین کی مٹی مین سے ہے کہ جہان میرا حسین قتل کیا جاویگا پس جس زمانہ
مین اور جس وقت کہ یہہ مٹی خون اور لہو بن جاوے کی پس جانیو تو کہ تحقیق میرا

تحقیق حسین قتل کیا گیا اُمّ سلمہ کہتی ہین رکہا مین نے اوس مٹی کو ایک شیشہ
مین کہ میرے پاس تہا اور مین اوسے ہمیشہ دیکہتی رہی اور کہتی رہی کہ
جس دن یہہ لہو ہو جاوے گی وہ دن بڑا سخت ہوگا اور ایک روایت
یون ہے کہ جبریل امین نے خبر دی آنحضرت کو قتل ہونے حضرت حسین کی
اور کہا آیا کیا نہ دکہلاؤن مین تجہے مٹی اوسکی یعنی قتل گاہ کی پس لائے جبریل
امین کنکریلی مٹی کی ایک مٹہی پس رکہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس
مٹی کو شیشہ مین اور روایات سے ثابت ہوتا ہی کہ جبریل علیہ السلام وحی کلبی
صحابی کی صورت بن کر حضرت کی خدمت مین آتے تہے اور میوہ بہشت
کا دونو صاحب زادون کو گریبان اور آستین سے نکال کر دیتے تہے اور جہولا
شاہزادون کا ہلاتے تہے تا کہ شاہزادے آرام سے سوئین اور حضرت
فاطمہ زہرا خدا کی بندگی خاطر جمع سے بجا لاوین اور چکی حضرت خاتون قیامت
کے ساتہہ پیس دیتے تہے اور محنت اور مشقت بٹاتے تہے حضرت خاتون کو
ظاہر مین دکہلائی نہ دیتے تہے قطعہ عجب درگاہ ہے آل نبی کی کہ جبریل
امین ہے جسکا خادم کسے اوسکی مراتب سے خبر ہے خدا اوسکی مدارج
کا ہے عالم فائدہ روایت ہی کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
شاہزادہ حسین کو اپنی داہنی ران پر اور فرزند صلبی اپنے کو ابراہیم
نام تہا بائین ران پر بٹہائے ہوئے خوش اور خورم بیٹہے تہے کہ جبریل
امین حاضر ہوئے اور کہا حق تعالی ان دونو کو تیرے واسطے جمع نکریگا
ان دونون سے ایک کو خدا کو دے اور ایک کو تو اختیار کر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اگر حسین وفات پاویگا تو جان میری جلی گی

اور بہی جان علی اور فاطمہ کی اور ابراہیم نے وفات پائی تو زیادہ
درد و غم میری جان پر ہوگا مین نے موت ابراہیم کی اختیار کی بعد تین
دن کے اس قصہ سے ابراہیم نے وفات پائی بعد اسکی جب شاہزادہ حسین
حضرت کے پاس آتے تہے آپ اونہین چومتے تہے اور فرماتے تہے اہلاً
ومرحبا کہ فدا کیا مین نے تجپر بیٹا اپنا ابراہیم ابیات حسین ابن علی جان نبی
ہے وہ ریحان گلستان نبی ہے نبی کی جان و دل کا ہے وہ آرام
سخن یہہ جانتے ہین خاص اور عام کیا فرزند اپنا اوسپہ قربان شہ ہردو
سرا نی ہوکے حیران محبت تہی جو اوسکی دل مین غالب ہوئے اوسکے
ہی بس جینے کی طالب ہوے فرزند کے مرنے سی راضی خدا کی دیکہہ
لی یہہ کارسازی نبی جسپر کرے فرزند قربان سوا شبیر کے کسکی ہے
یہہ شان **مخزن چوتہا** بیچ ذکر وفات حضرت سید المرسلین خاتم النبیین
احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بیچ ذکر وفات حضرت خیر النسا
بضعہ خواجہ ہردوسرا کے سلام اللہ علی محمد و علیہا اور آئینۂ دل اہل صفا کے
اور مرآت خاطر با نور و ضیا کے مبین اور روشن ہو جو کہ بعد ولادت حضرت
امام حسن اور امام حسین کے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر بیچ تربیت اور
پرورش شاہزادون کے مشغول رہتے تہے اور جدائی اونکی اور رنج اونکا
مطلق گوارا نکرتے تہے چنانچہ ایسا ثابت ہوتا ہے روایات سے ایک دن
شاہزادہ حسین کو اپنے سینہ پر بٹہایا تہا کہ اونہون نے پیشاب کر دیا دائی
نے جلدی سے گہبرا کر اوٹہایا کہ شاہزادے نے رو دیا آپ کو اونکے رونے
سے کمال رنج ہوا اور رقت اگئی اور فرمایا کہ تو نہین جانتی کہ یہہ میرے

میرے جگر کا ٹکڑا ہے جو اسکو اذیت دیگا مجکو اذیت دیگا تدارک اسکے ستانے
کرنے کا ہو سکتا ہی کہ مین دہو ڈالون کا جامہ کو پاک ہو جاویگا لیکن علاج اسکے
رنج کا کہ یہہ روپڑا اب کیا ہو سکتا ہے اور شاہزادون کی ناک بہی آپ
پاک کیا کرتے تہے اور کسی کو اسکام کے واسطے نفرماتے تہے ایسا ہی ثابت
ہوتا ہے بعضی روایتون سے الغرض دونو شاہزادے آپ کی دامن
عنایت مین پرورش پاتے تہے اور حضرت زہرا اور علی مرتضی بیچ
خدمت سراپا برکت نبی کے حاضر رہتے تہے اور سعادت عبادت کی اور نعمت
معرفت کی رات دن حاصل کرتے تہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
شب و روز اپنی اہل بیت مین خوش و خورم رہتے تہے اور شکر خدای
عزوجل کا بجالاتے تہے اور عالم کو ہدایت اور ارشاد اور کافرون کو تنبیہ
اور تعذیب کرتے تہے اور تمام طرفون مین عالم کی آپ کی طرف سے امیر اور
قاضی اور حاکم واسطے جاری کرنے دین اور ایمان کے بہیجے ہوے تہے
کہ اس اثنا مین یعنی جب کہ دسوان برس ہوا ہجرت سے حضرت کا ارادہ
ہوا خدا کے حکم سے حج کرنے کا خلق کثیر واسطے ساتھہ ہونے رکاب رسالت
مآب کے مدینے مین جمع ہوئی حضرت ہفتہ کے دن پچیسوین تاریخ ذیقعد
کی احرام حج کا باندہ کر یعنی غسل کر کر اور کنگہی سر مین پہیر کر اور تیل بالون
مین لگا کر اور خوشبو بدن مبارک کو ملکر رشک افزاے صد مشک و عنبر
ہو کر اور سینے ہوے کپڑے اوتار کر اور لنگ باندہ کر اور سفید چادر اوڑہ کر
آفتاب اور ماہتاب کو شرمندہ کرتے ہوے دولت خانہ مبارک سے
طالع اور برآمد ہوے اور نماز ظہر کی مدینے کی مسجد مین ادا کر کر مکہ کی طرف

مع اہل بیت اور اصحاب اور ملازمین اور احباب کے ساتھہ حشمت وجاہ
سے کے اور تائید اور امداد اللہ کے روانہ ہوئے حضرت علی مرتضی کرم اللہ
وجہہ سے کہ یمن مین تشریف رکھتی تھے بحسب طلب حضرت رسالت
مآب کے صلی اللہ علیہ وسلم وہان سے روانہ ہوکر بیچ اثناء راہ کے
شرف ملازمت سرور دو جہان کی صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کی اور ہمراہ
رکاب سعادت مآب کے مکہ کو راہی ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے بعد رسول ہونے کے یہ ہی ایک حج کیا ہی کہ اسکو حجۃ الوداع
کہتے ہین اور اس حج مین حضرت نے یارون کو بلا کر وداع کیا ہے اور
فرمایا ہے کہ سیکہو مجہ سے احکام حج کے پس تحقیق نہ حج کرون کا مین بعد
اس برس کے اسواسطے کہ بعد اس حج کے آپ کی وفات ہوئی ہے روایت
ہے کہ حضرت نے مکہ مین عرفہ کے دن عرفات کے میدان مین بطن وادی
مین خطبہ پڑہا اور وصیتین آل واصحاب اور اصدقا اور احباب کو کین
اور فرمایا ڈرو تم خدا سے بیچ حق بی بیون اپنی کے کہ اونکو اپنے تحت نکاح
مین لائے ہو تم اور اونکی شرمگاہون پر تصرف کیا ہے تم نے ساتھہ
کلمہ خدا تعالی کے اور ساتھہ حکم اوسکے کے تمہارا حق اونپر یہہ ہے کہ وہ بیبیان
تمہارے فراش پر کسو نامحرم مرد کو قدم نہ رکہنے دین یعنی بیگانہ مرد کو اور
نامحرم کو اگرچہ کیسی ہی قرابت رکہتا ہو اور رشتہ داری رکہتا ہو اپنے
پاس جگہ نہ دیوین اور اوسسی دور رہین اور احتراز کرین یعنی اوسکی نشست
سے ڈرین اور پارسائی اپنی کو جانے نہ دیوین اور جو وہ بیبیان ایسا کچھہ
کرین کہ تم مکروہ اوسکو جانتے ہو اور برا جانتے ہو پس تم تنبیہ کرو اور مارو

مارو اونہیں مارنا نرم کہ بہت درد نہووے اور بدن مین نشان نہ پڑے
اور حق بیبیون کا تم پر یہہ ہے کہ تم روٹی کپڑا دو اونہین خوشی سے اور اچھی
طرح سے اور انصاف کرو یعنی اونکو ہر صورت راضی رکھو اور ناحق آزردہ
نکرو پہر فرمایا حضرت نے کہ چھوڑتا ہون مین تم مین وہ چیز کہ اگر اوسکو
مضبوط پکڑوگے اور اوسپر عمل کروگے ہرگز گمراہ نہوگے وہ چیز کیا ہی کہ قرآن
ہے پہر فرمایا کہ قیامت کے روز پوچھے جاوگے تم کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
نے کیونکر تم مین زندگی کی اور کیسا معاملہ کیا پس کیا کہوگے تم سب نے کہا
کہ ہم کہینگے کہ آپ نے احکام خدا کے ہم پاس پہنچائے اور امت کو نصیحت
بواجبی کی اور جو کہ امانت تمہارے پاس تہی بخوبی ادا کیا اور جو کہ حق رسالت
کے اور دعوت کے تہے آپ بجالائے اور خدا کی راہ مین جہاد کیا اور سعی
اور کوشش فرمائی پس انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشت سبابہ
یعنی انگوٹہے کے پاس کی اونگلی آسمان کی طرف تین مرتبہ اوٹہائی اور
زمین کی طرف نیچی کی اور کہا خدایا گواہ رہ خدایا گواہ رہ خدایا گواہ رہ
پہر فرمایا اے گروہ مسلمانون کے جانو تم تین چیزین سینون کو صاف اور
پاک کرتی ہین ایک اخلاص عمل یعنی عمل نیک دل سے اور خالص نیت سے
کرنا کہ کسی کے دکہانے کے واسطے اور سنانے کے واسطے نہو اور دوسرے
لازم پکڑنا مسلمانون کی جماعت کو اور تیسرے خیرخواہی اور نیک چاہنا
مسلمان بہائی کی یعنی ہر مسلمان کی کہ وہ دین کا بہائی ہے روایت
کی گئی ہے کہ بیچ حجۃ الوداع کے دس روز حضرت مکہ مین رہے اور نماز
قصری گذارتے رہے اور جب کہ مکہ سے مراجعت کی اور مدینے کو تشریف

لیے چلے اثنائی راہ مین غدیر خم کی منزل مین کہ نواحی جحفہ سے درمیان
مکہ اور مدینہ کے ہی نماز ظہر کی اول وقت پڑہی غدیر کہتے مین حوض کو
اور خم ساتہہ خ کے پیش کے نام جگہ کا ہے کہ جہان لشکر ظفر پیکر کا مقام ہوا
تہا پس بعد نماز کے حضرت نے مونہہ طرف اصحاب کے کیا اور فرمایا آیا نہین
جانتے ہو تم کہ مین اولے ہون ساتہہ مومنون کے ذاتون اونکی سے کہا اصحاب
نے بلی یعنی ہان ہم جانتے ہین کہ تو اولی ہے ساتہہ مسلمانون کے ذاتون اونکی
سے لکہا ہے کہ معنی اس کلام کے یہہ ہین کہ مین نزدیک تر اور دوست تر ہون ساتہہ
مسلمانون کے اونکی ذاتون سے یعنی مین امر کرتا ہون مومنون کو ساتہہ صلاح
اور نجات کی باتون کے اور ساتہہ خیر کے کامون کے کہ اوس مین دنیا اور آخرت
کی خیر ہوتی ہے بخلاف نفسون اور ذاتون اونکی کے کہ وہ کبہی اونسے برے
کام اور شر و فساد بہی کروا دیتے ہین اور ایک روایت یہہ ہے کہ آپ نے فرمایا
کہ گویا مجکو عالم بقا کو بلاتے ہین اور مین نے اوس عالم کا ارادہ مصمم کر لیا اور وہان کا
جانا قبول کیا ہے جانو تم کہ مین تم مین ثقلین چہوڑتا ہون یعنی دو چیزین بہاری
کہ متاع نفیس ہین ایک دوسرے سے بزرگ زیادہ ہے وہ دو چیزین کون
سی ہین ایک قرآن اور دوسرے اہل بیت میرے دیکہو تم اور احتیاط کرو تم
کہ بعد میرے ساتہہ ان دو چیزون کے کیسا سلوک کروگے اور بیچ رعایت
کرنے حق ان کے کی کیا معاملہ پیش لاوگے اور وہ دو چیزین آپس مین ایک دوسرے سے ہرگز
جدا نہین ہونگی یہان تک کہ دونو وارد ہونگی اوپر حوض کوثر کے یعنی قیامت
کو میرے پاس حوض کوثر پر اگر تمہارا شکریہ یا جو معاملہ کہ تمنے اون کے ساتہ
کیا ہوگا میرے حضور مین کہین گے پہر آپ نے فرمایا کہ خدا مولا میرا ہے اور مین مولا

مولا سب مسلمانون کا ہون بعد اسکی علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کا ہات پکڑا
اور فرمایا اللہم من کنت مولاہ فعلی مولاہ خدایا وہ شخص کہ مین مولا اوسکا ہون پس علی
مولا اوسکا ہے یعنی جسکا مین مولا ہون علی بہی اوسکا مولا ہے اللہم وال من
والاہ وعاد من عاداہ خدایا دوست رکہہ تو اوس شخص کو کہ دوست رکہے
علی کو اور دشمن رکہہ اوس شخص کو کہ دشمن رکہے علی کے تئین روایت ہے کہ قدوہ
عمر ابن الخطاب نے ہات علی مرتضی کا پکڑا اور کہا کہ اور خوشی ہو تجہے ای بیٹے
ابی طالب کے کہ ہر دن کی صبح کہ تجکو ہوا کرے گی حال یہہ ہوگا کہ تو مولا ہر مرد مسلمان
اور ہر عورت مسلمان کا ہوگا بعد اوسکے منزل بمنزل حضرت مدینہ منورہ مین داخل
ہوئے **فصل** چاہیے جانا کہ اس حج مین حقیقت اپنے انتقال کی بیچ جوار حضرت
ذی الجلال کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو گئی تہی اور سورۂ اذا جاء
نصر اللہ اور آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کہ اونہین دنون مین نازل ہوئی تہی آپ
نے جان لیا تہا کہ پیغام رب الانام کا قریب آیا چاہتا ہے پس حضرت کوشش
اور سعی بیچ کار آخرت کے نہایت کرتے تہے عبد اللہ ابن مسعود سے روایت
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ نے ایک مہینے پہلی اپنی وفات سے ہمین اپنی
رحلت سے خبردار کر دیا تہا اور عائشہ صدیقہ کے گہر مین اصحاب کو بلا کر نصیحتیں
اور وصیتین اور دعائین اونکے حقمین کین نہین اور از راہ شفقت کے اور درد فراق
اور جدائی اوس جماعت کے آپ نے گریہ کیا اور روئے اور بیچ آخر ماہ صفر کے
حضرت نے خدا کے حکم سے گورستان بقیع مین جاکر استغفار کی موتی کے واسطے
اور شہدا احد کے لئے استغفار کی روایت کی گئی ہے کہ اٹہائیسوین تاریخ
ماہ صفر کی بدہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض لاحق ہوا یعنی آپ

اور پہر عارض ہوا روایات سے ثابت ہے کہ حقتعالی نے حضرت ملک جبرئیل کی معرفت
پیغام بہیجا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر چاہیں دنیا کو اور زندگی کو اور دنیا کی نعمت کو
اختیار کریں کہ میں سب اون کو عطا کرونگا اور دونگا اگر چاہیں گے تجہ سے اور
چاہیں آخرت کو اور میری ملاقات اور ملازمت کو اختیار کریں حضرت نے
آخرت کو اور وصل ذوالجلال کو اختیار کیا **فصل** جاننا چاہیے کہ بیچ اخبار
سیر کے اختلاف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کتنے دن بیمار رہے اکثر
یہہ کہتے ہیں کہ تیرہ دن بیمار رہے اور بعضے کہتے ہیں چودہ دن اور نزدیک
بعضوں کے بارہ دن اور ایک قول یہہ ہے کہ دس دن اور ان دونوں کے بیچ
میں ایک ادہ دن تخفیف بہی کچہ ہوگئی تہی اور بیماری آپ کو میمونہ کے
گہر ہوئی تہی پہر سب بی بیاں آپ کی اور اہل بیت آپکے مشفق ہو کر آپ
کو عایشہ صدیقہ کے گہر لے آئے اور عایشہ صدیقہ حضرت صدیق اکبر کی بیٹی
ہیں اور آنحضرت کی بی بی ہیں چاہیتی سب بیبیوں سے بعد حضرت خدیجہ
کبری کے روایت ہے عایشہ صدیقہ سے کہ تہیں ہم سب بی بیاں نزدیک پیغمبر خدا کے
صلی علیہ وسلم یعنی اس مرض آخری کے دنوں میں ایک وقت کہ پس آئی
فاطمہ اور جدی نہ تہی ہیئت اور روش اور رفتار فاطمہ کی پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم کی ہیئت اور روش اور رفتار سے اور روایت کی گئی ہے
کہ جب وہ حاضر ہوتی تہیں حضرت کی خدمت میں حضرت کہڑے ہو جاتے
تہے اور متوجہ اور مستقبل اونکی طرف ہو جاتے تہے اور اونکو چومتے تہے اور ہاتہ کو
تہے اور اپنی جگہ پر اون کو بٹہاتے تہے اور حضرت جب کہ خاتون قیامت
کے گہر جاتے تہے وہ بہی اپنے پدر بزرگوار کے ساتہہ اوسی طرح درپیش آتی تہیں

تہین کہ جسطرح آپ درپیش ہوتی تہے الغرض عائشہ صدیقہ کہتی ہین پس جسوقت
کہ دیکہا حضرت نے فاطمہ کو کہا کہ فراخی اور خوشی ہو جیو بیٹی میری کو پہر
بیٹہایا فاطمہ کو اپنے پاس پہر کان مین فاطمہ کے چپکے سے کہا کچھہ پس گریہ کیا
فاطمہ نے اور روئی بہت پس جسوقت کہ دیکہا حضرت نے فاطمہ کو غمگین اور
اندوہگین کان مین چپکے سے پہر کچھہ کہا پس ناگاہ فاطمہ ہنسنے لگی عائشہ صدیقہ
کہتی ہین پس جسوقت کہ حضرت اوس جگہ سے کہڑے ہوگئے اور اوس مجلس
سے برخواست ہوئے پوچہا مین نے کہ ای فاطمہ کیا سرگوشی کی حضرت
نے تجہ سے اور کیا پوشیدہ بات کی کہا فاطمہ نے نہین مین ایسی کہ ظاہر کرون
مین بہید حضرت کا یہان سے ثابت ہوتا ہے کہ مستحب ہی اور بہتر ہے چہپانا
بہید بزرگون کا اور ایسے ہی چاہیے مریدون کو بہید اپنے پیر کا کسی کے روبرو
ظاہر نکرین ایسا ہی لکہا ہے شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے ترجمہ مشکوٰۃ
مین الغرض عائشہ صدیقہ کہتی ہین جب کہ وفات ہوئی حضرت کی ایک
دن فاطمہ سے مین نے کہا کہ قسم دلاتی ہون مین تجہکو بسبب اسکے کہ میرا حق تجہ
پر ہے حق مادری اور حق صحبت کا اور محبت کا کہ نہ چہوڑون گی مین تجہکو
مگر جب کہ خبر دیوے گی تو مجہکو اوسدن کی سرگوشی کی کہ حضرت نے کیا تجہ
سے پوشیدہ کہا تہا فاطمہ نے کہا ہان اب کہ انحضرت نے صلی اللہ علیہ و
سلم اس عالم سے رحلت فرمائی ہے کہون گی مین ای پر اوس وقت کہ پوشیدہ
کلام کیا تہا مجہسے بیچ اول مرتبہ کے پس وہ یہہ تہا کہ حضرت نے خبر دی تہی مجہکو
یہہ کہ جبرئیل دور کیا کرتا تہا مجہسے قران کا ہر برس مین ایک مرتبہ یعنی رمضان
مین اور تحقیق اونے دور کی ہے قران کی مجہ سے اس برس مین دو مرتبہ تا کہ

کامل ہوا امر دین کا اور گویا یہہ وصیت ہے حفظ قران کی اور حفظ احکام
قران کی اور نہین گمان کیے جاتا مین مگر یہہ کہ تحقیق اجل قریب آئی پس ای فاطمہ
تو تقوی اور پرہیزگاری کیجیو اور جزع فزع نہ کرنا اور صبر کرنا پس تحقیق مین بہتر
آگے جانے والا ہون واسطے تیرے پس جسوقت کہ دیکھی حضرت نے ناصبری
میری یعنی یہہ سنکر مین رونے لگی اور صبر و قرار میرا جاتا رہا اور حضرت نے
میری ناصبری اور غم دیکھا پوشیدہ مجھسے کہا دوسری بار کہ ای فاطمہ آیا نہین
راضی ہوتی تو یعنی چاہیے کہ راضی ہو تو کہ ہے تو اور رہیگی تو سردار اور
بہتر سارے عالم کی بیبیون سے یا یہہ کہا کہ سردار اور بہتر سب بہشت کی بیبیون
سے حاصل یہہ کہ تو دل تنگ مت ہو اور خدا سے راضی رہو اور شکر کر کہ خدا نے
تجکو یہہ مرتبہ دیا ہے اور ایک روایت یہ ہے کہ کہا فاطمہ نے عایشہ سے کہ
پہلی سرگوشی مین حضرت نے مجکو خبر دی تہی کہ مین وفات پاونگا اس
مرض مین پس مین رونے لگی پس خبر دی آپ نے دوسری سرگوشی مین کہ
سب اہل بیت میرے سے تو ہی پہلے میری پاس آویگی اور مجہسے ملیگی پس
خوش ہوئی اور ہنسی مین **فایدہ** جانا چاہیے کہ جیسے خبر دی تہی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا کو ویسی ہی ہوئی کہ حضرت
خاتون قیامت حضرت کی وفات سے چہہ مہینے بعد عالم فنا سے عالم بقا کو
تشریف لے گئین امام مالک رحمتہ علیہ کا قول ہے کہ مختار اور دین ہمارا یہہ
ہے کہ سب بی بیون سے افضل فاطمہ مین بعد اونکے خدیجہ والدہ اونکی بعد
خدیجہ کے عایشہ روایت ہے کہ جب حضرت کو شدت مرض کی ہوئی
اور آپ نے دولت خانہ مین اکثر تشریف رکہی قوم انصار اور اصحاب اخیار

اخبار کر د مسجد نبوی کے سراسیمہ اور حیران اور پریشان پہونچتے تہے اور روتے
تہے اور کہتے تہے کہ دیکہا چاہیے کہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ہمارا حال کیا ہووے گا حضرت یہہ خبر سنکر اور اوٹہہ کر ایک ہات علی
کے کندہے پر رکہہ کر اور ایک ہات فضل ابن عباس کے کندہے پر رکہہ کر
مسجد کی طرف تشریف لائے اور عباس آپکے آگے چلتے تہے مسجد مین آکر
منبر کے اول پایہ پر رونق افزا ہوکر اور بیٹہہ کر لوگون کو بلایا اور عصابہ
حضرت کے سر پر بندہا ہوا تہا لوگ سب جمع ہووے آپ نے خدا کی حمد
وثنا کی اور کہا کہ کوئی پیغمبر ہمیشہ دنیا مین نہین رہا تا مین بہی رہتا اور نصیحتین
اور وصیتین بہت سی کین فضل ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اس مرض مین ایک دن میرا ہات پکر کہر سے باہر
باہر نکلے اور مسجد مین تشریف لاکر منبر پر بیٹہے اور عصابہ سر سے بندہا ہوا
تہا بلال سے کہ خادم آپ کا ہے اور اذان کہنے والا ہے فرمایا لوگون کو ندا
کر تو سب جمع ہووین کہ مین اونکو نصیحت اور وصیت کرون اور یہہ آخری
وصیت ہے پس بلال حکم بجالایا اور لوگ سب اپنے کہر اور مکان اور
دوکان کہلے ہوئے چہوڑ چہاڑ کر آئے اور مسجد مین جمع ہوئے کہ مسجد مین
گنجایش نہ رہی تہی اور آپ نے ساتہہ بلاغت اور فصاحت کے خطبہ
پڑہا اور خدا کی حمد اور ثنا کہی اور فرمایا کہ مین تم سے جدا ہوا چاہتا ہون
جس کسیکو کہ مین نے کبہی مارا ہو یا گالی دیے ہو یا کسیکا قصور کیا ہو یا کسی
کا مجہپر قرض آتا ہو اس وقت مجہسے بدلہ اور عوض لے لے یا معاف کرے
یہہ فرماکر پہر آپ نے نماز ظہر کی باجماعت ادا فرمائی بعد نماز کے پہر منبر پر

رونق افزا ہوکر بتاکید اور تشدید فرمایا کہ جسکا حق مجھپر ہو آج چاہیے کہ فیصلہ
کرلیے اس مین ایک شخص اوٹھا اور کہا کہ تین درم میرے آپ پر آتے ہین کہ
کسی درویش کو آپ نے مجھ سے دلوائے تھے آپ فضل بن عباس سے
کہا کہ تین درم اسکو دیدے پھر آپ نے فرمایا کہ جس کے اوپر حق ہووے
چاہیے کہ اپنی گردن سے ادا کرے کہ فضیحت دنیا کی آسان ہے آخرت کی
فضیحت سے اسمین ایک شخص اوٹھا اور اوسنے کہا کہ مین نے ایک مرتبہ
بسبب محتاجگی کے تین درم غنیمت کے مال مین سے چرائے تھے آپ نے
فضل ابن عباس سے فرمایا کہ تین درم اس سے لے لے بعد اس کے حضرت
نے لوگون کے واسطے دعای خیر کی **فایدہ** جانا چاہیے کہ مدت مرض
مین جب کہ وقت نماز کا ہوتا تھا بلال جاکر آپکو خبر کرتے تھے اور آپ برآمد
ہوتے تھے اور نماز پڑھواتے تھے لیکن آخر مرض مین تین دن بسبب ضعف
اور کمال ناتوانی کے تشریف باہر نہ لا سکتے تھے عشا کی نماز کا وقت تھا کہ حضرت
بلال دروازے پر آئے اور کہا الصلوٰۃ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت
کو کمال ماندگی تھی باہر نہ آسکے بلال کو کہلا بھیجا کہ ابوبکر سے کہہ کہ امامت قوم کی
بجالاوے حضرت بلال سنکر روئے اور کہا آہ کون میری فریاد کو پہونچے
اے امید میری اور پشت میری ٹوٹی آہ کیا ہوتا کہ ماں مجھے نہ جنتی کاشکے اس
سے پہلے مین موا ہوتا الغرض حضرت بلال روتے ہوئے حضرت ابوبکر کے
پاس آئے اور کہا ابوبکر اوٹھیے جو مین نظر ابوبکر صدیق کی محراب پڑی اور اوس
مکان کو قبلۂ دوجہان کعبۂ دین وایمان اپنے سے خالی پایا بے اختیار رو پڑے
اور بیہوش ہوکر گر گئے شور اور افغان یاروں سے اوٹھا اور ایک قیامت برپا ہوئی ابیات

ابیات قبلۂ دو جہان کہان جاؤن — کس وسیلہ سے آپ کو پاؤن
مجکو تم بن اندھیرا ہے عالم — ہو گئی خلق شہر درہم و برہم
اب دکھا دیجیے جمال مجھے — شوق دیدار ہے کمال مجھے

حضرت نے فاطمہ زہرا سے پوچھا کہ کیا شور و فغان ہے عرض کی حضرت فاطمہ نے کہ خادم اور یار اور دوست غمخوار آپ کی جدائی کے غم سے روتے ہین اور نالہ و زاری کرتے ہین پس آپ حضرت علی اور حضرت عباس پر اعتماد اور تکیہ کرکر مسجد مین تشریف لائے اور نماز گذاری ایک روایت یہ ہے کہ دوسرے دن حضرت کو مرض مین کچھ تخفیف معلوم ہوئی دو مرد کے سہارے سے کہ ایک اون مین سے عباس ہے مسجد مین تشریف لائے ابو بکر صدیق ظہر کی نماز پڑہاتے تہے آپ نے فرمایا کہ مجکو ابو بکر کے پہلو مین بٹھا دو دیا ہی گیا ابو بکر نے چاہا کہ امامت کے مقام سے ہٹے آپ نے اشارہ کیا کہ اپنے مقام ہی مین رہ پس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز گذاری ابو بکر مقتدی حضرت کے تہے اور سب لوگ مقتدی ابو بکر کے روایت ہے کہ دوشنبہ کے روز یعنی پیر کے دن ابو صدیق صبح کی نماز پڑہاتے تہے کہ حضرت نے دو شخص پر تکیہ کر کر چاہا کہ مسجد مین تشریف لاوین لیکن بسبب ضعف حجرے کے دروازے ہی تک آسکے کہ پردہ حجرے کا اوٹھا کر دیکھا اور نمازیون کی صفون کو دیکھہ کر خوش و خورم ہوئے اور مسکرائے پس ابو بکر صدیق نے چاہا کہ خود صف مین ملین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امام ہووین آپ نے ساتھہ دست مبارک اپنے کے اشارہ کیا کہ تم نماز اپنی تمام کرو اور پردہ حجرے کا چھوڑ دیا اور اوسی دن آپ کی وفات ہوئی روایت ہے کہ اوس دن

نے بیچ مقدمہ تجہیز اور تکفین کے پوچہا تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا غسل دینا میرا اور کفن پہنانا میرا اور قبر مین رکہنا میرا چاہیے کہ اہل بیت میرے
بجالاوین اور سفید کپڑون سے کفن کرین اور چاہیے کہ کفن مین مجہے کر کر جنازہ میرے
کو قبر کے کنارہ پر رکہہ سب ہٹ جاوین اور دروازہ اس مکان کا کہ یہان
قبر ہوگی بند کردین کہ اول نماز مجہپر حق تعالے پڑہیگا یعنی رحمت خاص نازل
کریگا پہر جبرئیل پہر میکائیل پہر اسرافیل پہر عزرائیل بعد اوسکے فوج فوج فرشتے
آوینگے اور نماز گذارینگے اور چاہیے کہ میری روح کو اذیت ندین ساتہ
چلاکر رونے کے اور نوحہ وغیرہ کے اور چاہیے کہ اول مرد اہل بیت کے مجہپر نماز
پڑہین پہر بیبیان اہل بیت مین سے پہر اصحاب و احباب پڑہین اور میرا سلام
اون لوگون کو اور یارون کو کہ اس وقت یہان حاضر نہین مین پہنچانا اور
اوپر ہر شخص کے کہ پیروی دین میرے کی کرے اور متابعت سنت میری
کے قیامت تک سلام میرا پہنچے ابیات زہے نصیب ہمارے کہ
ای نبی کریم سلام آپ کا پہنچے ہمین بلطف عمیم سوا جناب کے کہے
کونسا نبی ایسا کہ ہووے امت عاصی پر اسقدر کو وہ رحیم روایت
ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا دو نوشاہزادہ دوجہان کو لیکر حضرت کی خدمت مین آئین
اور عرض کی کہ اپنے نواسون کو کچہہ میراث بخشیے آپ نے فرمایا حسن کو خصلت
اور سیادت میری نصیب ہوگی اور حسین کو سخاوت اور شجاعت میری
روایت ہے عائشہ صدیقہ سے کہ فرماتے تہے حضرت اس مرض مین کہ ای عائشہ
ہمیشہ پاتا تہا مین اپنے بیچ اذیت اوس طعام کی کہ جسمین زہر مجکو دیا تہا اور
اسوقت اسقدر اذیت پاتا ہون مین کہ میرے دل کی رگ جیسے کٹی جاتی ہے

کہی جاتی ہے روایت ہے ام سلمہ سے کہ حضرت اپنے شدت مرض مین ایک دن
اپنے لب ہلاتے تھے کہ مین نے کان رکھہ کر سنا کہتے تھے الہی امت میری کو
اگے نجات دے اور حساب قیامت کا ان پر آسان کر روایت ہے کہ جب تین
دن باقی رہے حضرت کی وفات مین جبریل حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے
اور کہا کہ پروردگار تمہارے نے تمکو سلام کہا ہے اور مجکو واسطے تعظیم اور
اکرام اور افضال خاص تمہارے کے بھیجا ہے اور ایک چیز پوچھی ہے کہ وہ دانا
ہے ساتھہ اوس چیز کے تم سے وہ یہہ ہے کہ پوچھا ہے کہ اپنے تئین کیسا پاتے
ہو تم اس حال مین اور کیا ہے حال آپ کا فرمایا کہ پاتا ہون مین اپنے تئین اے
جبریل غمگین یعنی امت کی طرف سے اور پاتا ہون مین اپنے تئین اندوہگین پس چلے
گئے جبریل پھر دوسرے دن اکر وہی کہا جو پہلے دن کہا تھا اور حضرت سے وہ
ہی جواب سنا جو پہلے دن سنا تھا پھر تیسرے دن حضرت جبریل آئے اور
انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ ہی سوال وجواب ہوا جو پہلے دو دن ہوا تھا
اور اوس دن جبریل کے ساتھہ ایک فرشتہ بھی آیا کہ نام اوسکا اسمعیل ہے
اور وہ سردار اور حاکم ہے لاکھہ فرشتون کا ایسے لاکھہ فرشتے کہ ہر ایک ہر ایک
اونمین سے سردار اور حاکم ہے لاکھہ فرشتون کا پس اجازت اور اذن چاہا اوس
فرشتے نے اندر آنے کا حضرت نے جبریل امین سے پوچھا کہ یہ کون فرشتہ ہے
جبریل امین نے بیان کیا یہ ایسا ہے اور ایسا ہے پھر کہا جبریل امین نے کہ عزرائیل
ملک الموت بھی دروازہ پر حاضر ہے اجازت اور اذن اندر آنے کا چاہتا ہے
اور نہین اذن چاہا کسی ادمی سے اسکے پہلے تمہارے اور نہ اذن چاہیگا
کسی آدمی سے پیچھے یعنی معمول اسکا یہ ہے کہ بے حکم کسی کے اذن اور غیر اذن آئے کام نہین

ہاہے یہہ خدا کے حکم الٰہی آتا ہے نبیون کی اور ولیون کی اور عام وخاص کی روح
قبض کرتا ہے نہ کسی سے پوچہتا ہے نہ کہتا ہے یہہ بزرگی اور کرامت خاص آپ
ہی کے واسطے ہے کہ آپ سے اذن مانگتا ہے اور بے اذن اندر نہین آتا پس فرمایا
آپ نے کہ اذن دو تم اوسکو روایت ہے کہ ملک الموت ساتہہ ہزار فرشتون کے
کہ ملازم اور مصاحب اوسکے تہے اور سب ابلق گہوڑون پر سوار تہے زیبایش
کیے ہوے ساتہہ پوشاک تحفہ اور موتی اور یاقوت کے آیا تہا اور ملک الموت
اعرابی کی شکل بنا ہوا تہا اور ہات مین ایک نامہ لیے ہوا تہا پروردگار عالم
کی طرف سے الغرض ملک الموت نے باہر سے کہا السلام علیک یا اہل بیت نبوت
اور اے کان رسالت اذن دو ہمکو تو ہم اندر آوین تم پر رحمت خدا تعالے کی
ہوجیو فاطمہ زہرا حضرت کے سرہانے بیٹہین تہین اونہون نے فرمایا کہ پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم اپنے حال مین مشغول ہین ملاقات میسر نہین ہو سکتی پہر دوسرے مرتبہ
وہ ہی آواز آئی حضرت فاطمہ نے پہلا سا جواب دیا پہر تیسری بار وہ آواز ایسی
ہیبت سے آئی کہ سب لرز گئے حضرت نے کہ بیہوش ہو رہے تہے ہوش مین
آکر آنکہین کہولین اور پوچہا اہل بیت نے صورت حال کی عرض کی آپ نے پوچہا
اے فاطمہ تو جانتی ہے کہ وہ کون ہے عرض کی کہ خدا اور رسول خدا کا اعلم ہے
فرمایا کہ وہ کاٹنے والا آرزؤن کا اور جدائی کرنے والا عزیزون اور
یارون کا اور بیوہ کرنے والا بیبیون کا اور یتیم کرنے والا بیٹون اور بیٹیون کا
ہے یعنی ملک الموت ہے روایت ہے کہ آپ نے بیبیون کو بلا کر وصیت کی
کہ اپنے گہر کے کونے مین بیٹہنا اور پردہ ستر مین رہنا اور نامحرم کی طرف نہ دیکہنا
اور فاطمہ زہرا سے کہا کہ اپنے بیٹون کو بلا لے حضرت فاطمہ امام حسن اور امام حسین

امام حسین کو کہ دونون شاہزادے خورد سال تہے لے آئین حضرت نبی نے اپنی سینہ سے
کینہ سے لگایا اور شاہزادے بہت روئے اور حضرت بہی اونکے رونے سے
روئے اور آپ نے علی مرتضی کو بہی بلایا اور اپنی بغل مین پکڑا اور نعمتین دو جہان
کی بخشین اور نصیحت اور وصیت کی روایت ہے کہ سکرات موت کی اور
تلخی اور شدت اوسکی حضرت کو بہت تہی کہ کبہی سرخ ہو جاتے تہے اور کبہی
زرد اور ہاتون کو کہنچتے تہے اور پسینا چہرہ مبارک پر بہت تہا اور ایک قدح
پانی کا آپ نے روبرو رکہا تہا کہ اوسمین ہاتہ ڈالتے تہی اور موںہہ کو ملتے تہے اور
یہہ کہتے تہے کہ خدایا مدد کر میری بیچ تلخیون اور شدتون موت کے روایت ہے
کہ اوسوقت حضرت عایشہ صدیقہ کے سینہ سے لگے ہوئے بیٹہے تہے اور پشت مبارک
آپ کی عایشہ صدیقہ کے سینہ سے چسپیدہ اور لگ رہی تہی کہ ناگہان عبد الرحمن
ابن ابی بکر بہائی عایشہ صدیقہ کے ایک مسواک سبز پیلو کی ہات مین لیے ہوے
آئے روبرو حضرت کے پس عایشہ نے رغبت حضرت کی طرف مسواک لینے کی دیکہہ
کر اور حضرت سے پوچہکر مسواک اپنے بہائی کے ہات مین سے لیکر آپ کو دی
آپ نے دہن مبارک مین کی وہ سخت معلوم ہوئی حضرت نے عایشہ کو دی
تا نرم کر دے عایشہ نے اپنے دانتون سے اوس مسواک کو نرم کر دیا پہر حضرت
نے اوس مسواک کو اپنے دہن مین اور دانتون پر پہیرا اور کیا حضرت عایشہ
کہتی ہین کہ یہ خدا کی نعمت اور دولت مجکو میسر ہوئی کہ آخری وقت حبیب خدا
صلی اللہ علیہ وسلم میرا لعاب دہن اور آپ کا جمع ہوا اور حق تعالی نے درمیان
سینہ اور گردن میرے کے اونکی روح قبض کی کہ آپ عایشہ صدیقہ کے
سینہ سے لگے ہوئے بیٹہے تہے روایت ہے کہ اوس وقت کیا فاطمہ زہرا نے

واکرب اباہ یعني اي سختي اور قلق تیرا اي باپ میرے فرمایا حضرت نبی فاطمہ
سے نہین اذیت اور سختي آج کے دنکے بعد اوپر باپ تیرے کے یعني یہہ اذیت جبتک
اس جہان مین ہے پہر بعد وفات کے وہان تمام خوشي اور سرور اور حضور ہے
اور کہا الہي فاطمہ کو صبر عطا فرما روایت ہے کہ کسي نے چند دینار ایکی بیماري مین بہیجے
تہے آپ نے درویشون کو بانٹ دیئے تہے مگر چہ یا سات دینار ادسمین سے عایشہ
صدیقہ کے پاس تہے وقت وفات کے جب کے ایکو ہوش آتا تہا عایشہ صدیقہ
سے کہتے تہے کہ وہ دینار درویشون کو بانٹ دے اور عایشہ خدمت مین
اور بیمار داري مین مشغول تہین آخر کو حضرت نے وہ دینار منگا کر اور گنکر یہہ
فرمایا کہ کیا گمان تہا محمد کو صلی اللہ علیہ وسلم ساتہہ خدا اپنے کے کہ خدا اپکے پاس پہنچتا اور
یہہ دینار اوسکی پاس ہوتے پس وہ دینار علي مرتضی کے پاس بہیجدیئے تو فقیر و ن
کو دیوین القصہ ملک الموت اذن لیکر آپ کے روبرو حاضر ہوا اور آپ کو سلام
اور عرض کیا کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق خدا نے میرتئین بہیجا ہے تمہارے
پاس پس اگر فرمایئے تو مین قبض کرون تمہاري روح کو اور اگر فرمایئے تو ترک
کرون اور نہ قبض کرون پس آپ نے فرمایا تو میري روح کو قبض کرنے کا عرض
کی کہ ساتہہ اس بات کے حکم کیا گیا ہون اور یہہ بہي مجکو حکم ہے کہ آپ کي بہي اطاعت
اور فرمان برداري کرون پس جو مرضي مبارک ہووے پس نظر کي حضرت نے
جبریل امین کي طرف جبریل نے عرض کیا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بدرستي کہ اللہ تعالی
مشتاق ہے تمہارے دیدار کا روایت ہے کہ جبریل امین نے کہا کہ حکم خدا کا دوزخ
کو پہنچا ہے کہ اپني آگ کو بجہا دے اور بہشت کو اور حورون کو حکم پہنچا ہے کہ اپنے
تئین آراستہ کرین اور ملایک ملکوت کو اور ساکنان جبروت کو حکم خدا ہوا ہے

ہوا ہے کہ صف بصف استادہ ہوین کہ روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلی علیین
کو آتی ہے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سب بشارتین خوب ہین لیکن
مجہے ایسی بات کہہ کہ جس سے میرا دل خوشحال ہووے جبریل امین نے کہا تحقیق بہشت
سب نبیون اور سب امتون پر حرام ہے جب تک کہ تم اور امت تمہاری
بہشت مین داخل نہووے گی حضرت نے فرمایا اس سے بہی زیادہ تر بشارت
دے جبریل امین نے کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق خدای تعالے نے تمکو مقام
محمود اور حوض کوثر عطا فرمایا ہے اور فردا قیامت کو اپکی شفاعت سے آپ
کی امت اسقدر بخشی جاویگی کہ آپ راضی اور خوش ہون گے آپ نے
فرمایا کہ اب راضی اور خوش ہوا مین اور دل میرا خوش ہوا اور انکہہ میری روشن
ہوئی ای ملک الموت آگے میرے آ اور جس کام کے واسطے تجکو حکم ہے بجالا
ملک الموت ساتہہ قبض کرنے روح پاک حضرت لولاک کے صلی اللہ علیہ
وسلم مشغول ہوا پس اوٹہایا حضرت نے ہات اپنا اور کہنے لگے الرفیق الاعلی
یعنی اختیار کیا مین نے رفیق بلند اور بڑے کو کہ حضرت رب العزت ہے
تاکہ انتقال فرمایا سرا سے دنیا سے عالم بقا کو جبریل امین نے کہا یا احمد علیک
السلام پہر مین وحی لیکر زمین پر کاہے کو آؤن کا مقصود اور مطلوب میرا
اہل دنیا سے اپکی ذات ہے رباعی مرالبان تو باید شکر چہ سود کند
مرامیان تو باید کمر چہ سود کند چو یوسفم تو نباشی مرا بمہ چہ کار
چو ہمدم تو نباشی سفر چہ سود کند ابیات ہندی
مجہے نہ قند سے مطلب نہ کچہہ شکر سے کام فقط ہے اوس لب شیرین خوش
اثر سے کام ہزار جان سے اوس مومیان پہ ہون مایل غرض نہ زلف

بتان سے نہ ہے کرسے کام　　عزیز مصر مین اپنا اگر نہ ہو یوسف　　تو مصر کی
ہمین کچھ سیر او رخبر سے کام　　رفیق و یار ہے اپنا اگر نہین ہمراہ　　تو کس لیے
ہو بہلا سیر اور سفر سے کام　　وصال کیونکہ ہون غافل مین یاد سے اوسکی　　مجھے آہی ہے
پہر افضل البشر سے کام　　اور حضرت خاتون قیامت روتی تہین اور

کریہ وزاری بے اختیار کرتی تہین اور کہتی تہین ای پدر بزرگوار میرے قبول کی دعوت پروردگار کی کہ بلایا اوسکو اہ باب میرے جنت الفردوس ہے جگہ اوسکی اہ باپ میرے جبریل کو پہنچا وں خبر اوسکی اور نزدیک اوسکے تعزیت کرون اور کسنے کبہی حضرت کی وفات سے بعد فاطمہ زہرا کو ہنستے نہ دیکھا اور عایشہ صدیقہ زاری کرتی تہین اور کہتین تہین دریغ آہ وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کہ فقر کو اختیار کیا اور دولت دنیا کی طرف التفات نکیا اور ای دین پرور کہ امت کے گناہون کے غم سے کسی رات بستر راحت پر تمام شب ارام نہ کیا اور اسطرح کے کلام کرتی تہین اور زار زار بے اختیار روتی تہین اور ایسے ہی سب آل اور اصحاب اور سب دوست اور احباب اور خورد و کلان اور جن و انسان زاری مین اور بیقراری مین تہے اور شہر مدینہ مین گویا حشر بپا ہو رہا تہا اور گہر کے کونہ سے یہ آواز آتی تہی السلام علیکم یا اہل البیت و رحمت اللہ و برکاتہ کل نفس ذایقۃ الموت و انما توفون اجورکم یوم القیامۃ یعنی سلامتی ہو جیو تم پر ای اہل بیت نبی کے اور رحمت اللہ کی اور برکتین اوسکی جو جان ہے چکہنے والی ہے مزا موت کا اور سوا ایسکے نہین پورے دیئے جاوگے تم اجر او ثواب دن قیامت کے اور یہہ آواز آتی تہی کہ ہر مصیبت کے لئے خدا کے پاس تسلی ہے اور ہر فوت ہوئے کا خلیفہ ہے پس ساتہہ

پس ساتهہ خدا کے اعتقاد اور اعتماد واثق رکہو اور اوسکی طرف رجوع کرو
اور جزع فزع مت کرو اور حقیقت مین مصیبت زدہ وہ ہے کہ جو ثواب سے
محروم رہوے یعنی جو کہ مصیبت مین صبر کرے اور ثواب حاصل کرے
گویا اوسپر مصیبت نہین ہے کہ ثواب آخرت کا اوسکے ہات لگتا ہے علی رضی
نے فرمایا کہ یہہ آواز خواجہ خضر کی ہے کہ تعزیت اور عذر خواہی کرتا ہے
اور آسمان مین سے آواز آتی تہی وا محمداہ اور اس واقعہ جانکاہ سے
اصحاب کا یہہ حال ہوا کہ گویا روحین اونکی بدنون مین سے پرواز کر گئین اور
بعضون کی عقل سلب ہو گئی اور بعضون کی گویائی جاتی رہی اور بعضون
کو جنون ہو گیا اور بعضے شل ہو گئے اور جسوقت کہ روح مبارک بدن اطہر سے
نکلی سب نے ایک خوشبو سونگہی کہ کبہی اوس لطافت کی بو نہ سونگہی تہی
اور بعضی بی بیون کے ہات مین ازواج مطہرات سے کہ بدن مبارک کو
ہات لگاتی تہین اور خدمت بجا لاتی تہین مدتون تک خوشبو رہی کہ بو
مشک اور عنبر کی اوس سے منفعل اور شرمندہ ہوتی تہی روایت ہے کہ ابوبکر
صدیق نے تین بار حضرت کی پیشانی چومی اور کمال زاری اور بیقراری
کی اور عمر فاروق کو اس حادثہ عظیم سے ہوش و حواس نہ رہے تہے اور
کہتے تہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات نہین پائی ہے اور جو کوئی
یہہ بات کہے کا مین اوسکو قتل کرونگا حضرت صدیق اکبر نے ہرچند فہمایش
کی لیکن اوسوقت اونہون سے نہ مانا کہ صدیق اکبر کو حق تعالی نے صبر اور
استقلال عطا فرمایا اور منبر پر چڑہے اور خطبہ پڑہا اور وہ آیتین کلام اللہ کی
جن مین حق تعالی نے خبر دی ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی پڑہین

سب لوگ حضرت عمر کو چھوڑ کر حضرت ابوبکر کی طرف متوجہ ہوئے اور اون کے کلام کو سچ جانا اور یقین جانا کہ حضرت نے وفات پائی اور صدیق اکبر نے اہل بیت کی تشفی اور تسلی اور تعزیت کی اور کہا غسل اور تجہیز اور تکفین حضرت کی تم بجا لاؤ حضرت مرتضے علی اور فضل بن عباس نے غسل دیا اور فرشتون نے کہ وہ دکھائی ندیتے تھے اور آپ کو برہنہ نہین کیا اور پیراہن کے اوپر سے غسل دیا اور بعد غسل کے چند قطرہ حضرت کے گوشۂ چشم مین اور ناف مین رہ گیے تھے کہ علی مرتضی نے پی لیئے اور وسعت زیادتی عرفان اور علم اور حفظ کا ہوا اور تین سفید کپڑون مین آپکو کفن کیا اور ارگجا کہ جبریل بہشت سے لاکر حضرت کو دیگیے تھے کفن پر ملا اور سجدہ کا ہون کو لگایا اور مرتضے علی نے اوس مین سے کچھ اپنے واسطے رکھا اور جسطرح آپ نے وصیت کی تھی اوسی طرح آپ کا جنازہ رکھا کہ لوگ فوج فوج آتے تھے اور نماز جنازہ کی پڑھتے تھے اور کسی نے ان نمازون مین امامت نہین کی اور وفات آپ کی پیر کے دن ہوئی اور منگل کے دن قبر مین رکھے گئے اور درمیان مین اس اثنا کے آپ قبر کی جگہ مقرر کرنے مین اپس مین اختلاف رہا پھر صدیق اکبر کے کہنے سے وہ ہی جگہ مقرر ہوئی کہ جس جگہ آپ نے انتقال فرمایا تھا کہ معمول نبیون کا یون ہی ہوتا رہا ہے اور علی اور عباس اور عقیل وغیرہ اہل بیت کے مردون نے قبر مین رکھا اور پھر سب پہلے فاطمہ زہرا کے گھر عذر خواہی کو آئے اور حضرت فاطمہ نے کہا کہ کیون کر تمہارے

تمہارے دل نے یاری دی کہ تم نے اپنے نبی پر خاک کو ڈالا اور دفن
کیا سب نے عرض کی کہ مقام لاچاری ہے اور اسی طرح حکم باری ہے
روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ اصحاب نے اور اہل بیت نے
آپ کے درد جدائی مین مرثیے کہے ہین کہ جان حضرت کے عاشقون
کی اور مہجورون اور مشتاقون کی بیتاب مثل سیماب کے ہوتے ہیے
ابن جوزی نے لکہا ہے کہ وفات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بارہوین
تاریخ ربیع الاول کی ہوئی اور اٹہائیسوین تاریخ صفر کی آپ کسلمند
ہوئے تہے اور روایت ہے سلمان سے کہ راوی ہے ثقہ راویون سے
بطریق یقین کے کہ شروع مرض کا بائیسوین صفر کی مین تہا اور وفات دوسری
تاریخ ربیع الاول کی ہوئی اور یہہ روایت غالب ہے اسواسطے کہ سب
راوی متفق ہین اسبات پر کہ حضرت خاتون قیامت بعد وفات حضرت
کے چہہ مہینے زندہ رہین ہین اور تیسری تاریخ رمضان شریف کی آپ کی
وفات ہوئی ہے پس تیسری ربیع الاول سے تیسری رمضان تک چہہ
مہینے پورے ہوتے ہین اور روایت ہے کہ آپ کی اس بیماری مین ابوبکر
صدیق نے سترہ نمازین مسجد نبوی مین لوگون کو پڑہوائین اور ایک
روایت یہہ ہے کہ وفات پائی حضرت نے پیر کو قبر مین رکہے گئے بدہ کو
رات کے وقت اور بعضون نے کہا ہے منگل کو بوقت سحر کے لکہا ہے
کہ پہلی روایت بہت صحیح ہے واللہ اعلم روایت ہے کہ جو آنکہہ کہ روئے
گی اوپر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز دوزخ کی آگ نہ دیکہی گی اور عمر
حضرت کی تریسٹہہ برس کی ہوئی تہی یعنی تین بیسے اور تین برس کے

چالیس برس کے بعد پیغمبر ہوئے تھے اور بعد پیغمبر ہونے کے تیرہ برس
مکہ مین تشریف رکھی اور دس برس مدینہ مین اور جب کہ حضرت کی وفات
ہوئی حضرت امام حسن ساڑھے سات برس کے تھے اور حضرت
امام حسین موافق ایک روایت کے چھہ برس اور دس مہینے اور دس
دن کے تھے اور موافق ایک روایت کے ساڑھے چھہ برس یعنی چھہ
برس اور چھہ مہینے کے **فایده** جاننا چاہیے کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم کی گیارہ بی بیان نکاحی تھین پہلے خدیجہ دوسرے سودہ تیسرے
عایشہ صدیقہ بیٹی حضرت ابو بکر صدیق کی چوتھی حفصہ بیٹی حضرت عمر فاروق
کی پانچوین زینب بیٹی خزیمہ کی چھٹی ام سلمہ ساتوین زینب بیٹی جحش کی
آٹھوین جویریہ نوین ام حبیبہ بیٹی ابی سفیان کی بہن امیر معاویہ کی دسوین
صفیہ گیارھوین میمونہ حضرت خدیجہ اور حفظہ نے وفات پائی تھی
حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو یعنی آپ کی زندگی مین اور نو
بی بیان اوس وقت موجود تھین کہ جس وقت حضرت کی وفات
ہوئی ہے روایت ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے
جس عورت سے کہ نکاح کیا ہے بغیر حکم خدا کے اور بغیر پیغام پہنچانے
جبریل کے خدا کی طرف سے نہین کیا ہے اور ایسے ہی جس شخص کو کہ
اپنی بیٹی ساتھ نکاح کے دی ہے بغیر حکم خدا کے اور بغیر پیغام جبریل
کے نہین دی اور حرم مین حضرت کی چار تھین پہلی ماریہ قبطیہ دوسری
ریحانہ اور اوس نے حضرت کی زندگی مین آپ کے سامنے وفات پائی
تیسری کنیزک صاحب جمال کہ بندی مین آئی تھی چوتھی کنیزک کہ زینب بنت

زینب بنت جحش جنہیں نہدرانی تہی **فایدہ** جاننا چاہیے کہ سب اولاد
حضرت کی بی بی خدیجہ سے ہے مگر ابراہیم کہ ماریہ قبطیہ سے ہیے اور
بہت صحیح روایت یہ ہے کہ حضرت کے تین بیٹے اور چار بیٹیان تہین
بیٹے قاسم اور عبد اللہ اور ابراہیم ہین اور طاہر اور طیب لقب عبد اللہ
کا ہے کہ بعد پیغمبری ہونے کے پیدا ہوا تہا اور بعضے کہتے ہین کہ طاہر
اور طیب جدے دو بیٹے ہین اس قول کے موافق بیٹے پانچ ہوتے ہین
قاسم نے دو برس کی عمر پاکر وفات پائی مکہ مین اور عبد اللہ نے بہی
مکہ مین وفات پائی اور عمر بہت چہوٹی تہی شاید کہ برس دن کی بہی
نہوئی تہی اور ابراہیم مدینہ مین آٹھوین برس ہجرت کے پیدا ہوا تہا
اور عمر ایک برس اور قریب چہہ مہینے کے پاکر وفات پائی اور حقیقت
حضرت کی بیٹیون کی یہہ ہے کہ پہلی بیٹی زینب ہے سب بیٹیون مین
بڑی نبوت سے پہلے پیدا ہوئی تہی اور نکاح اوسکا اوسی کی خالہ کے بیٹے
سے کہ نام اوس کا ابو العاص ہے ہوا تہا اور وہ اسلام لایا تہا اور
اصحاب سے تہا وفات زینب کی حضرت کی زندگی مین ہوئی آٹھوین
برس ہجرت کے دوسری رقیہ ہے اور نکاح اوس کا حضرت نے
حضرت عثمان سے کیا وہ بہی حضرت کی زندگی مین اس جہان فانی
سے عالم جاودانی کو تشریف لے گئی روایت ہے کہ فاطمہ زہرا رقیہ کی
قبر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو مین بیٹھی ہوئی روتی
تہین اور حضرت اپنے چادر کے کونہ سے انسو اونکے پونچہتے تہے اور
تسلی کرتے تہے تیسری ام کلثوم ہے حضرت نے رقیہ کی وفات کے

بعد ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان سے کے ساتھہ کیا وفات ام کلثوم کی
بہی حضرت کی زندگی مین نوین برس ہجرت کے ہوئی چوتہی بضعہ
مصطفی فاطمہ زہرا سلام اللہ علی سید الورا وعلیہا ہین سب سے عمر
مین چہوٹی اور مرتبہ مین بڑی **فایدہ** بعد وفات انحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے سب اصحاب اور احباب نے متفق ہوکر ابوبکر
صدیق کو رضی اللہ تعالے عنہ خلیفہ اور جانشین آپ کا کیا اور صدیق
اکبر نے اون لوگون کو کہ کافر او رمرتد ہو گئے تہے اور اپ کی وفات
کے بعد اسلام سے پہر گئے تہے اور زکوۃ دینی موقوف کردی تہی
تنبیہ اور تعذیب کر کر اور فہمایش اور نصیحت فرما کر پہر درست کیا اور
دین کی راہ پر لائے اور مسیلمہ کذاب نے کہ دعوے پیغمبری کا کیا تہا
اور ہزار ہا خلق اللہ کو گمراہ کر دیا تہا اوسپر لشکر اہل اسلام کا بہیجا
اور خالد ابن ولید کو امیر کیا جنگ عظیم ہوئی خلق اللہ کثیر کام آئی آخر
کو فتح اہل اسلام کے ہاتہہ ہوئی اور مسیلمہ مارا گیا اور جہنم کو پہنچا حقیقت تو
یہہ ہے کہ بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے تختے کا تختہ اسلام کا
بہہ چلا تہا حق تعالے نے اپنے حبیب کی برکت سے ابوبکر صدیق کو نوح
اس کشتی کا بنایا کہ ایسے طوفان کو دفع کیا مناقب اور فضایل ابوبکر
صدیق کے بے حد وبیشمار ہین کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے ثابت ہین فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
محبت ابی بکر کی اور عمر کی ایمان ہے اور بغض اون کا کفر ہے اور
فرمایا محبت ابوبکر کی اور شکر اوسکا واجب ہے اوپر ہر مسلمان کے

فایدہ

سلمان نیکے امت میری سے اور فرمایا کہ روح القدس جبریل نے خبر
دی مجکو کہ افضل اور بہتر تیری امت کا بعد تیرے ابو بکر ہے

فصل جاہیے جانا کہ روح روان نبی شمع سبستان علی زاہد زمان عارفہ
دوران معدن رشد و ہدایت حضرت خاتون قیامت علیہ التحیۃ و الرضوان
من الخالق الانس والجان ساتہہ کمال تقوے اور طہارت اور ریاضت
اور معرفت کے موصوف تہین چنانچہ القاب آپ کے مبارکہ اور
طاہرہ اور زاکیہ اور راضیہ اور مرضیہ اور بتول ہین اور آپکو اپنے پدر بزرگوار سے تہی
اِس قدر محبت تہی کہ حالت عشق کی تہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو بہی حضرت خاتون سے ساتہہ اس مرتبہ الفت تہی کہ اپنے اہل بیت
مین سے اور اپنی اولاد مین سے کسی کے ساتہہ نہین تہی چنانچہ حضرت
جب کہ سفر کو تشریف لے جاتے تہے سب گہر کے لوگون کو وداع کر
کر آخر کو حضرت خاتون سے ملکر اور وداع کر کر سوار ہوتے تہے اور جب کہ
سفر سے آتے تہے پہلے سب سے حضرت فاطمہ سے ملتے تہے پہر اپنی
بی بیون کے حجرے مین تشریف لے جاتے تہے اور ملاقات کرتے
تہے شیخ نجم الدین عمر نسفی رحمۃ اللہ نے روایت لکہی ہے کہ ایک دن پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ کے گہر رونق افزا ہوے اور دیکہا کہ
خاتون قیامت ملول اور خفا بیٹہی ہین اور روتی ہین حضرت نے
سبب رونے کا پوچہا حضرت خاتون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ
بر سبیل حکایت کے کہتی ہون نہ بر سبیل شکایت کے کہ تین دن پورے
ہوے ہین کہ ہمارے گہر مین کچہہ کہانے کو نہین حسن اور حسین کو کہ طفل صغیر

مین تاب صبر کی نہین رہی اور آج ان دونو لڑکون نے یہہ کہا کہ کوئی
لڑکا جہان مین ایسا بہوکا ہوگا جیسے کہ ہم بہوکے ہین یہہ بات
سنکر مجہپر جہان تاریک ہوگیا ہے ای باپ میرے اگر کوئی بندہ
ساتہہ خداے تعالی کے دعامین اور مناجات مین گستاخی کرے
کچہہ عیب تو نہین ہے حضرت نے فرمایا خداے تعالی اپنے خاص
بندون کی گستاخی کو دوست رکہتا ہے پس حضرت خاتون گہر کے ایک
کونے مین گیئن اور نماز پڑہی اور دعا کی اور ہات اوٹہاے اور روئین
اور کہا ای خدا جانتا ہے تو کہ عورتون کو طاقت پیغمبرون کی سی نہین
ہوتی اگر تیرے تئین ساتہہ باپ میرے کے راز اور بہید ہے وہ پیغمبر
میرے تئین طاقت اون اسرار اور راز اور بہید کی نہین یا تو مجکو ویسی
طاقت دیوے یا اس رنج اور بلا سے مجکو راحت اور مخلصی دیوے یہہ
حضرت خاتون نے کہا اور بیہوش ہوگیئن کہ اسمین جبریل امین نازل
ہوئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوٹہو حضرت نے فرمایا
کیا ہے جبریل نے کہا فاطمہ نے فرشتون کو رولا دیا ہے کہ سب خروش
مین ہین آپ اوٹہہ کر فاطمہ کی سدہ اور خبر لیجیئے حضرت سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم حضرت خاتون کے پاس گئے دیکہا کہ بیہوش ہین اون کے سر کو
زمین سے اوٹہا کر گودی مین رکہا حضرت خاتون ہوش مین آئین اور انہین
شرمندگی سے سر نیچے ڈالے ہوئے حضرت نے فرمایا ای فاطمہ نحن قسمنا
کی آیت پڑہ اور خدا کو قسام یعنی بہت قسمت کرنے والا اور بانٹنے والا
جان تو مشقتین تجہپر آسان ہوون اور حضرت نے ہاتہہ مبارک اپنا حضرت

اپنا حضرت فاطمہ کے سینہ نیے کیبہ پر رکہا اور دعا کی خدایا اسکو بہوک سے رنج سے بخوف کر دیے حضرت خاتون فرماتی ہین کہ اوس دن سے اذیت گرسنگی کی اور بہوک کی سیر سے دل سے جاتی رہی یعنی ہرچند کہ فاقے ہوتی تہی لیکن اوسکا رنج اور اذیت اور بیچینی کچھہ نہ معلوم ہوتی تہی ای پر جاننا چاہیے کہ یہہ اختیار کرنا ریاضت اور نفس کشی کا اپنے واسطے اور اپنے اہل بیت کے واسطے تہا والا نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسی دعا اون کی فراغت اور ترقی دنیا کے واسطے مانگتے قبول ہوتی کہ پیغمبر و ان کی دعا رد نہین ہوتی ہے القصہ حضرت خاتون قیامت کو سوائے درد جدائی پدر بزرگوار کے اور غم فراق سید الابرار کے کچھہ بیماری اور رنج نہ تہا فرد عاشقی پیداست از زاری دل نیست بیماری چو بیماری دل رات دن بیقرار رہتی تہین اور زار و نزار روتی تہین روایت ہے پانچ شخصون کے برابر کوئی جہان مین نہین رویا پہلے ایک حضرت آدم کہ جب بہشت سے نکالے گئے دوسرے حضرت یعقوب حضرت یوسف کے غم مین تیسرے حضرت یوسف قید خانہ مین چوتہے حضرت فاطمہ زہرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غم سے پانچوین حضرت زین العابدین حضرت امام حسین کے غم مین الغرض تاب و توانائی حضرت فاطمہ زہرا کی بالکل جاتی رہی اور طاقت نشست و برخاست کی مطلق نرہی اور زمانہ رحلت فرمانے کا عنقریب آپہنچا حضرت خاتون نے حضرت مرتضی کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ یا حیدر کرار اور ای دوست غمخوار چار وصیتین رکہتی ہون مین اول یہہ کہ اگر کبہی میری

طرف سے تیری خدمت گذاری مین اور اطاعت اور فرمان برداری
مین کچھہ قصور رہا ہوا اور غبار ملال کا تیرے آئینۂ خاطر باہر کے اوپر بیٹھا ہو تو
تو مجکو معاف فرما اور بخش دی حضرت علی نے کہا مین شکر گذار ہون
تیرا اور دل میرا تیری طرف سے صاف ہے کہ تو صاحب اوصاف
ہے اور تو میری یار غمگسار رہی ہے نہ دل آزار و جفا کار رہی ہے اور تو گل بوستان
رسالت ہے نہ خار مغیلان ضلالت ہے حاشا کہ مین تجھسے خفا ہون اب
وصیت دوسری فرما حضرت فاطمہ نے کہا دوسری وصیت یہہ ہے
کہ میرے حسن اور حسین کو اور اون کی بہنون کو بہت عزیز رکھیو اور ان سے
کوئی دقیقہ شفقت اور رحمت کا فروگذاشت نہ کیجو تیسری وصیت
یہہ ہے کہ مجکو رات کے وقت دفن کیجو اور قبر مین رکھیو کہ جیسے کسی
بیگانے کی نظر زندگی مین مجھپر نہین پڑی ہے ایسے ہی چاہئے کہ بعد مرنے
کے بہی کسی کی نظر میرے جنازہ پر نہ پڑے اور چوتھی وصیت یہ ہے
کہ میری قبر پہ آیا کیجو اور زیارت میری موقوف نفرمائیو کہ میرا موجب
راحت اولاد ام کا تو تہا اور مونس اوقات صبح و شام کا تو تہا حضرت
شیر یزدان شاہ مردان سنکر خروش مین آئے اور بے اختیار
زار زار رونے لگے اور ساتھہ زبان حال کے مضمون اس مقال کا
کہتے تہے قطعہ دلدار ز ما کنارہ میطلبد در کوی فراق
خانہ میطلبد تیرے ز کمان ہجری اندازد در سینہ ما نشانہ میطلبد
قطعہ ہندی وہ اپنے جانے کا مجھ سے بہانہ کرتا ہے دیار
ہجر مین ترتیب خانہ کرتا ہے کمان فرقت و دوری سے تیر مار

ہے ہے   ہمارے سینه کو اوسکانت انه کرتا ہے   قطعه
سفر کا اراده ہے دلدار کا   توان بخش جان ودل زار کا   وه گل جب
ہوا اس گلستان سے دور   تو پہر زور ہے ہجر کے خار کا   بعد اسکے
حضرت علی مرتضی نے کہا ای فاطمه وصیتین تیری سب قبول کئین مین نے
اور سب انشاء الله تعالے بجالاونگا اب تو کرم فرما که میری بہی وصیتین
سن لے حضرت فاطمه نے کہا فرمائیے علی مرتضی نے کہا اول یہه که جو
مجهه سے تیری خدمت مین کچهه تقصیر ہوئی ہووے تو معاف فرما اور بخش
دے دوسری یہه که جس وقت که فردوس برین مین اپنے پدر بزرگوار
کی خدمت مین پہنچے تو میری طرف سے که ہجران زده اور غم خورده ہون
بیچ جناب رسالت مآب کے سلام پہنچائیو تیسری یہه که میری کچهه شکایت
جناب پیغمبر سے صلی الله علیه وسلم نه کیجو حضرت فاطمه نے کہا تہا که اتنی مدت مین
که مین ساتهه تیرے رہی کبہی ذات بابرکات تیری سے ایسی چیز نہین
دیکہی ہین مین نے اور ایسی بات تیری زبان فیض بیان سے نہین سنی ہین مین نے
که موجب شکایت کا ہووے بلکه مدام تجہسے مردانگی اور مروت اور
جوانمردی اور فتوت اور حسن مقال اور لطف افعال دیکہا ہے مین نے
بیت   ای زسرتا پا چو چشم خویش عین مردمی   چون توان بود چندین
لطف دریک آدمی   قطعه   تجهه مین خوبیان ہین میری جان یہه کہان
جیسا ہے باکمال تو انسان یہه کہان   یون خوب اور بہی ہون
جہان بیچ تو مگر   اوصاف بے شمار کی ہے کان یہه کہان   روایت
سے ثابت ہوتا ہے که شاہزاده کونین حضرت امام حسن اور حسین اپنی

والدہ ماجدہ کا خالی تنک دیکھہ کر دم بدم آتے تھے اور گریہ وزاری مچاتے
اور مادر مشفق کے سینہ بے کینہ سے لگ کر رو دیتے تھے اور اپنی جان
کھوتے تھے اور حضرت خاتون دلداری اور غمخواری اونکی طرح طرح
سے کرتی تھین لیکن تاب وتاقت اونکے رنج کے دیکھنے کی نہین رکھتی
تھین اسواسطے حضرت علی سے کہہ کر اون کو حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم کے روضہ مبارک پر بھیجدیا کرتی تھین روایات سے ثابت ہوتا ہے
کہ حضرت خاتون قیامت خاتمۂ عصمت وعفت کو عنقریب رحلت کے
یہہ فکر بہت تہا کہ ایسا ہو کہ کوئی میرے جنازے کو دیکھے اور کسی کی
نظر میرے قد وقامت پر پڑے کہ اسمین ایک بی بی نے کہ حبشہ سے
نقشہ کہوارے کا دیکھہ کر آئی تہی حضرت فاطمہ کے واسطے کہجور کی لکڑیون
سے کہوارہ بنایا کہ اوسمین کچھہ بدن نہین معلوم ہوتا تہا حضرت فاطمہ
نے دیکھہ پسند کیا اور راضی ہوئین اور مسکرائین لکہا ہی کہ بعد وفات آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے بس ایک مرتبہ یہہ کہوارہ دیکھہ کر مسکرائین ہین
والا نہ حضرت کی وفات کے بعد اپنی زندگی مین ان چھہ مہینے مین کبھی
نہین ہنسین روایت ہے جسدن کہ فاطمۂ زہرا اس سراے دنیا سے انتقال
فرماوینگی حضرت علی گہر سے باہر تشریف لے گئے تہے کہ حضرت فاطمہ نے
سلمی سے کہ کنیزک آزادگی ہوئی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تہی فرمایا کہ
پانی میرے غسل کے واسطے تیار کر سلمی حکم بجالائی حضرت فاطمہ نے غسل
کیا اور پوشاک پاکیزہ پہنی اور بستر اپنا حجرے مین بچھوایا اور بستر پر تشریف
لیجا کر رو بقبلہ لیٹین اور داہنا ہات سر کے تلے رکہا اور اسماء بنت

اسما بنت عمیس کو بلا کر کہا کہ فلانی جگہ کافور بہشت کہ میرے باپ کے واسطے
جبریل لایا تھا اور آپ نے ایک حصہ اپنے واسطے لیا تھا اور دو حصہ مجکو
دیئے تھے تو وہ لے آ کہ ایک حصہ اوسمین سے مین لگاؤن کی اور ایک حصہ
علی کا ہے اسما بموجب فرمودہ کے حکم بجالائی اور فرمایا مجھے انھین
کپڑون مین دفن کیجو اور قبر مین رکھیو اور مجکو برہنہ نہ کیجو اور ارشاد کیا
کہ اب تم میرے حجرے سے باہر جاؤ اور دروازہ بند کر دو کہ مین اپنے
اللہ سے مناجات کرون اسما کہتی ہین کہ مین نے دروازہ بند کر کر کان اپنا
دروازے سے لگا کر سنون مین کہ حضرت خاتون کیا مناجات کرتی
ہین کہ حضرت فاطمہ نے گریہ وزاری اور مناجات بیچ درگاہ حضرت باری
کے شروع کی کہ اے خدائے تعالے بحرمت پدر بزرگوار میرے کے
اور بحرمت شوق دیدار میرے کے اور بحق درد دل مرتضے کے میری
مفارقت سے اور بحق سوز حسن اور حسین کے میری مصیبت سے اور
گنہ کارون کے میرے پدر بزرگوار کی امت سے رحمت کر اور سر گنا
سیہ کار بیچارون سے درگذر پس مناجات کرتے ہوئے حجرۂ عنا اور کلبۂ فنا
سے ساتھ حجلہ لقا اور روضۂ بقا کے انتقال فرمایا اور مضیق باد وحشت
و کلال کے طرف نزہت اباد قرب وصال کے تشریف لے گئین شاہزادون
نے یہ حال اپنی مادر شفیق کا دیکھہ کر کمال زاری اور بیقراری کی
حضرت مرتضی علی گھر مین ائے اور یہ ماجرا دیکھا اور کہا اے فرزند
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد جناب رسالت ماب کے صلی اللہ علیہ و
سلام علیہ دل درد منزل کو ساتھ تیرے تسکین دیتا تھا مین بعد تیرے

کس کے ساتھہ تسکین دونگا اور حضرت علی بہت روے اور نہایت
غمگین اور پریشان ہوے اور یہہ دو بیتین فاطمہ زہرا کے مرثیہ مین کہین
شعر قطعه لِكُلِّ اجتِمَاعٍ مِن خَلِيلَين فُرقَة وَكُلُّ الَّذِي دُونَ الفِرَاقِ قَلِيلُ
یعنی ہر دوستون مین کہ مل بیٹھتے ہین جدائی ہونے والی ہے اور ہر بلا کہ
ہووے آسان ہے سواے جدائی کی بلا کے کہ یہہ بہت سخت ہے
وَإنَّ افتِقَادِي فَاطِماً بَعدَ اَحمَدَ دَلِيلٌ عَلَى اَن لَا يَدُومَ خَلِيلُ اور تحقیق گم کرنا
میرا فاطمہ کو بعد احمد کی جدائی کے صلی الله علیه وسلم دلیل ظاہر ہے اسپر
رباعی کہ کوئی دوست کسی کا عالم مین ہمیشہ نہ رہیگا رباعی لذت وصل
جسنے پائی ہے اوسکے درپے غم جدائی ہے مرض ہجر سخت ہے
جز وصل نہین اس درد کی دوائی ہے القصہ حضرت علی نے بموجب
وصیت فاطمہ زہرا کے اوسی غسل سے کہ حضرت خاتون نے اپنے جیتیجی
کیا تہا اور اونہین کپڑون مین دفن کیا اور قبر مین رکہا اور لکہتے ہین کہ یہہ
مخصوصات فاطمہ سے ہی یعنی یہہ بات اونہین کے لئے خاص تہی اور
کسی کے لئے درست نہین ہے اور مشہور روایت یہہ ہے کہ بموجب
وصیت اور فرموده حضرت فاطمہ کے اسما بنت عمیس نے غسل دیا
اور حسن اور حسین پانی لاتے تہے اور اپنی مادر غمسار پر ڈالتے تہے اور
غم وفات مادر بزرگوار سے روتے تہے اور بموجب وصیت فاطمہ زہرا
کے علی مرتضی نے گہوارے مین جنازہ بناکر رات ہی کو دفن کیا اور
قبر مین رکہا اور نماز جنازے کی حضرت علی نے یا عباس نے پڑہوائی
صبح کو سب اصحاب اور اشراف نے حضرت علی سے گلہ کیا کہ

کیا کہ ہمین دفن کرنیکی خبر نہ کی حضرت علی نے عذر کیا کہ وصیت حضرت
خاتون قیامت کی ایسی ہی تھی وفات فاطمہ زہرا کی پیر کے دن منگل
کی رات کو تیسری تاریخ رمضان شریف کی چھہ مہینے پیچھے انحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ہوئی عمر شریف آپکی اٹھائیس برس کی
تھی اور قبر شریف آپ کی موافق ایک روایت کے انحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس ہے اور بحسب روایت دوسری کے بقیع مین اور اب دونو
مقاموں زیارت کرتے ہین اور دونو مقام مین قبر بنی ہوئی ہے یہہ بھی اثر آپکی عفت او عصمت کا ہے
کہ بعد موت کے بھی پردہ قبر کا رہا کہ کونسی ہے **فایدہ** حقیقت
فاطمہ زہرا کی اولاد کی یہہ ہے کہ تین تو بیٹے ہین اور تین بیٹیان بیٹے حضرت
امام حسن اور امام حسین اور محسن اور بیٹیان زینب اور ام کلثوم اور رقیہ کن محسن
اور رقیہ نے سن طفولیت مین وفات پائی یعنی بہت چھوٹے اور خورد
سال تھے کہ فوت ہوئے اور زینب کا نکاح علی مرتضی نے بھتیجے سے اپنا
یعنی عبد اللہ بیٹا جعفر طیار کا اور ام کلثوم کا نکاح علی مرتضی نے حضرت عمر
ابن الخطاب کے ساتھہ کیا ہر چند کہ ام کلثوم بہت چھوٹی تھین اور عمر خطاب
کی بہت بڑی عمر تھی لیکن حضرت عمر نے یہہ فایدہ سمجھا تھا کہ میرا رشتہ اہل
بیت سے ہوا اور یہہ شرف اور سعادت مجکو حاصل ہوا اور قیامت
کو یہہ بات میرے کام آوے اور حضرت علی نے یہہ فایدہ سمجھا تھا کہ
عمر کے برابر کوئی شخص اس زمانے مین مقرب اور مقبول خدا اور رسول کا
نہین ہے صلی اللہ علی محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

مخزن پانچوان

بیچ ذکر وفات اسد اللہ الغالب مظہر العجایب والغرایب شیخ المشارق

والمغارب علي ابن ابي طالب کے کرم الله وجهه اور بیچ ذکر وفات گل گلستان
رسول سرور دل وجان جناب بتول مقبول بارگاه ذي المنن حضرت امام
حسن کے سلام الله علی محمد وعلیه ارباب سیر اور احباب باخبر لکهتے هین
که بعد وفات حضرت سید کاینات فخر موجودات علیه افضل الصلوٰة
واکمل التحیات کے ابو بکر صدیق رضي الله تعالے عنه نے دو برس اور
تین مهینے خلافت کي اور ایک عالم کو ارشاد اور هدایت کي بعد اسکے
رنجور اور بیمار هوے بائیسوین تاریخ جمادی الثاني کي منگل کے دن تیرهوان
برس تها هجرت کا سراے دنیا سے طرف دار عقبی کے تشریف لے گئے
اور عمر آپکے تریسٹهه برس کي تهي اور انحضرت صلی الله علیه وسلم کے
روضه مطهره مین دفن کیے گئے بعد اونکے باتفاق سب اصحاب کے حضرت
عمر فاروق خلیفه هوے اور حضرت عمر نے دین محمدي کو کمال رونق دي
اور کوه اور شهر اور بر اور بحر دین محمد سے صلی الله علیه وسلم معمور هو گئے
اور مناقب حضرت عمر کے حد سے افزون هین روایت هے فرمایا انحضرت
صلی الله علیه وسلم نے تحقیق الله نے کیا هے حق کو اوپر زبان عمر کے اور
اوپر دل عمر کے اور عمر فرق کرنے والا هے که فرق کیا هے الله نے ساتهه
اونکے حق مین اور باطل مین روایت هے که فرمایا پیغمبر صلی الله علیه
وسلم نے عمر سے که اي بهائي میرے نه بهولنا همکو اپني دعا سے خیر مین
اور فرمایا که عمر چراغ هے بهشت کے لوگون کا اور حقیقت اونکي وفات
پانے کي یهه هے که ایک شخص تها ابو لولو آتش پرست وه مسجد مین آکر
اندهیرے مین مسجد کے کونے سے لگ کر کهڑا هو رها جب حضرت عمر مسجد مین

مسجد مین صبح کي نماز کے واسطے آیے اور لوگون کو نماز کے واسطے جگاتے
تہے ابو لولو نے خنجر مارا پہلو مین اور ران مین زخم آیا حضرت عمر کي اور بدن کے
دن زخمي ہوئے تہے اور ہفتہ کو رحلت فرمائي چبیسوین تاریخ ذي الحجہ کي
اور تیئسوین برس ہجرت کے اور مدت آپ کي خلافت کي دس برس اور
چہہ مہینے اور چار دن ہین موافق ایک روایت کے اور دفن کیئے گئے
حضرت عمر بیچ روضۂ مبارک آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور سال
عمر کي عمر کے بہي تریسٹہہ تہے بعد اونکي وفات کے باتفاق سب اصحاب کے
حضرت عثمان ذو النورین خلیفہ ہوئے زیب و زینت روئے اسلام کو
اونسے بہي بہت ہوئي اور مناقب حضرت عثمان کے بہي بہت ہین کلام
اللہ کو جمع کیا اس ترتیب سے کہ وہ مقبول خدا اور روح مصطفے کا اور
تمام اہل دنیا کا ہے روایت ہے عایشہ صدیقہ سے جسوقت کے داخل
ہوتا تہا عثمان اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت اپنے بدن
کے کپڑون کو جمع کر لیا کرتے تہے اور بدن کو خوب ڈہانک لیا کرتے تہے اور
فرماتے تہے آیا حیا نہ کرون مین اوس شخص سے کہ جسسے خدا کے فرشتے حیا
کرتے ہین فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکدن جاتا تہا ساتہہ
میرے عثمان کہ نزدیک میرے اوسوقت ایک فرشتہ تہا کہا اوس فرشتہ
نے کہ عثمان شہید ہے قتل کریگي اسکو قوم اسکي اور ہم فرشتے حیا کرتے
ہین اس سے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ البتہ داخل ہونگے
بہشت مین بغیر حساب کے ستر ہزار شخص بسبب شفاعت کرنے عثمان
کے اونکے واسطے اور حالانکہ وہ ستر ہزار آدمي ایسے گنہگار ہونگے

کہ قابل اور لایق دوزخ اور نار کے ہون کے یعني دوزخ مین ڈالنا ادبندے واسطے اور سقر ہوگیا ہوگا لیکن بسبب شفاعت عثمان کے بہشت مین داخل ہون گے **فصل** چاہیئے جاناکہ قصہ حضرت عثمان کی وفات کا مختصر یہہ ہیے کہ ابن ابي شرح حضرت عثمان کی طرف سے شہر مصر کا حاکم اور عامل تہا لیکن بے نہایت ظالم اور جاہل تہا مصر کے لوگون پر ظلم اور تعدی کا اونی کي تہي یہان تک کہ ساتہہ سو آدمي مصر کے اور سردار وہان کے مدینہ مبارکہ مین بیچ خدمت حضرت عثمان کے حاضر ہوے اور اوسکا ظلم اور تعدي سب بیان کیا حضرت عثمان نے محمد کو کہ بیٹے حضرت ابوبکر صدیق کے ہین حاکم کیا اور فرمان حکومت کا اون کے نام لکہہ دیا اور اون کو ساتہہ اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مہاجرین و انصار سے اور ساتہہ مصر کے لوگون کے کہ آئے ہوے تہے مصر کي طرف روانہ کیا اور ابن ابي شرح کے واسطے حکم بہیجا کہ وہ برطرف ہووے اور معزول ہووے تو وہ نامعقول ہوے محمد ابن ابو بکر اور اہل مصر رخصت ہوکر مصر کي طرف روانہ ہوئے تین منزل چلے تہے کہ کیا دیکہتے ہین کہ ناگاہ ایک کالا سا شتر سوار دوڑائے ہوے اونٹ کو چلا جاتا ہے لوگون نے پوچہا تو کون ہے اور کہان جاتا ہے اونے کہا کہ مین غلام امیر المومنین عثمان کا ہون مصر کے حاکم پاس امیر نے مجہے بہیجا ہے لوگون نے کہا حاکم مصر کا تو ہم مین ہے یہہ محمد ابن ابي بکر کہا کہ مجکو ابن ابي شرح کے پاس بہیجا ہے پوچہا کوئي خط بہي تجکو دیا ہے اونے انکار کیا لوگون نے جو تلاشي کي تو اوسکي چہاگل مین سے خط عثمان کا نکلا

نکلا کہ اوسمین مہر تہی حضرت عثمان کی پڑہکر دیکہا تو اوسمین لکہا تہا ہمنے
محمد ابن ابی بکر کو فلان فلان دیگر مصر کے لوگون کے ساتہہ بہیجا ہے تو کہ جسطرح بنے
محمد کو اور فلان فلان کو مصر کے لوگون مین سے قتل کیجو اور اپنے کام پر قائم
رہیو سب لوگ یہہ دیکہہ کر حیران ہوئے اور غلام کو ساتہہ لیکر
اولٹے مدینہ کو پہر آئے اور حضرت علی کو ساتہہ لیکر حضرت عثمان کی
خدمت مین حاضر ہوئے حضرت علی نے حضرت عثمان سے پوچہا یہہ
غلام کسکا ہے کہا میرا ہے پوچہا یہہ اونٹ کسکا ہے کہا میرا ہے پوچہا
یہہ خط پر مہر کسکی ہے کہا میری ہے لیکن واللہ باللہ کہ مجکو خط لکہنے کی
اور مہر کرنے کی اور غلام کے جانے کی مطلق خبر نہین ہے سب لوگون
نے خط کی نوشت مین اور اوسکے حرفون مین نظر کی پہچانا کہ خط مروان
کا ہے کہ وہ بہی حضرت عثمان کا منشی تہا اور مہر اوسکے پاس رہتی تہی
اور مروان حضرت عثمان کا رشتہ دار بہی تہا سب اصحاب کو
حضرت عثمان کے قول کا یقین ہوا اور یہہ بہی سب جانتے تہے کہ عثمان نے
کبہی جہوٹی قسم نکہائی ہے کا حاشا کہ عثمان سے ایسی بات ہوئی لیکن
مصر والون کو اعتبار نہ آیا اور اونہون نے حضرت عثمان کے شہید
کرنے کا دل مین ارادہ مصمم کیا اور مروان کو حضرت عثمان سے طلب
کیا حضرت عثمان نے مروان کو اون کے حوالہ نہ کردیا اس خوف سے
کہ کہین مروان کو لوگ مار نہ ڈالین اصحاب سب وہان سے رنجیدہ
ہوکر چلے آئے اور مصر کے اور کوفہ کے لوگون نے حضرت عثمان کے
مکان کو گہیر لیا اور یہہ بات عام ہوگیا اور حضرت عثمان کے قتل کرنے کا ارادہ

گیا اور دانہ اور پانی بند کیا اور ہنگامہ کئی دن رہا ہرچند اصحاب لوگون کو فہمایش کرتے تہے اور سمجہاتے تہے لیکن لوگ نہین مانتے تہے آخر کو حضرت عثمان نے کوٹہے پر چڑہ کر پکارا کہ ای قوم تم مین علی ہے کہا نہین پہر کہا سعد ہے کہا نہین پہر حضرت عثمان نے کہا کوئی علی کو میری مصیبت کی خبر کرے پس حضرت علی کو خبر پہنچی اور آپ نے جانا کہ عثمان تشنہ ہے اور پانی اوسکو نہین پہنچتا اور لوگ اوسکے قتل کے فکر مین ہین تین مشکین پانی کی ساتہہ کتنے لوگون کے بنی ہاشم اور بنی امیہ سے بہیجین وہ پانی بدقت تمام حضرت عثمان کے پاس پہنچا اور کئی غلام بنی ہاشم اور بنی امیہ کے زخمی ہوے جب یقین ہوا حضرت علی کو کہ لوگ عثمان کو قتل کرین گے پس حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین اور قنبر کو کہ اونکا غلام ہے بہجوایا اور فرمایا کہ تم تلوارین باندہے ہوئے جاؤ اور عثمان کے دروازہ پر ٹہرو اور خبردار کسو کو اندر جانے ندینا اور حضرت طلحہ نے اور حضرت زبیر نے اور بعضے اصحاب اور نے بہی اپنے اپنے بیٹون کو ساتہہ شاہزادون کے کر دیا اور سمجہا دیا کہ کسی کو پاس عثمان کے جانے ندیجو اور اوسکی حفاظت قرار واقعی کیجو پس دونو شاہزادون نے اور اصحاب کے فرزندون نے اکر دیکہا کہ بلوہ عام اور غوغا ہے تمام ہو رہا ہے اور حضرت عثمان کے گہر کے اندر اور دیر سے تیر آ رہے ہین چنانچہ مروان کہ اندر تہا اوسکے بہی تیر لگا لیکن کارگر نہوا شاہزادون نے ہرچند مزاحمت اور ممانعت کی لیکن ازبسکہ ہجوم کثیر تہا اور سنگ اندازی اور تیر اندازی لوگ کر رہے تہے حضرت امام حسن کا چہرۂ مبارک خون آلودہ ہوا اور محمد ابن طلحہ کا

طلحہ کا چہرہ خون آلودہ ہوا اور قنبر کے سر مین چوٹ آئی کہ سر اوسکا
پھٹ گیا پس یہہ حال دیکھہ کر محمد ابن ابی بکر کو خوف آیا کہ ایسا نہو کہ بنی
ہاشم حسن اور حسین کا یہہ حال دیکھہ کر غصہ مین آوین اور جنگ عظیم درپیش آوے
اور جو کہ ارادہ اپنا ہے قتل عثمان کا وہ نہو سکے یہہ سوچہ کر اور دو شخص کو
مفسدون مین سے اپنے ساتھہ لیکر حضرت عثمان کے گھر مین دیوار پر سے کودا
جب کہ یہہ تین شخص گھر مین پہنچے اوسوقت حضرت عثمان کلام اللہ کی تلاوت
کرتے تھے اور لوگ حضرت عثمان کے ساتھہ کے کوٹھون پر چڑھے ہوے تھے
اور دونو شاہزادے دروازے پر تھے الغرض کسو کو خبر نہ تھی کہ اندر کیا ہوتا
ہے پس محمد ابن ابی بکر نے حضرت عثمان کی ڈاڑھی پکڑی حضرت عثمان
نے فرمایا واللہ اگر دیکھتا تجکو باپ تیرا اس حال مین کہ تو مجہ سے درپیش آیا ہے
بہت تجہ سے بیزار اور خفا ہوتا یہہ سنکر محمد کا ہات ڈھیلا پڑا اور حضرت عثمان
کو چھوڑ دیا پس وہ دو شخص انسان صورت شیطان سیرت نزدیک حضرت
عثمان کے آگے ہوے اور اوس امام برحق اور قاتل فجرہ کو مقتول اور شہید کیا شمشیر دغا
اور تیغ جفا سے اور قطرہ لہو کے آپکے قران شریف کی اس آیت پر پڑے
فسیکفیکہم اللہ وہو السمیع العلیم معنی ایت کے یہہ ہین کہ پس قریب ہے کہ کفایت
کرے گا اور عوض لیوے گا تیرا اللہ اون لوگون سے اور وہ یعنی اللہ سن
نے والا ہے اور جان نے والا ہے پھر محمد اور وہ دونو قاتل بھاگ کر دیوار
پر سے اوتر گئے بی بی حضرت عثمان کی کہ آپ کے پاس تھی کوٹھے پر چڑھ کر
چلائی کہ امیر المومنین قتل کیا گیا اور شہید ہوا پس داخل ہوے گھر مین لوگ
بس پایا اون کو ذبح کیا گیا اور وہ جماعت بدذاتون اور شیاطین کی

متفرق اور تتر بتر ہوگیے اور پہنچی یہہ خبر حضرت علی اور طلحہ اور زبیر اور
سعد کو یہہ سب اور مدینہ کے لوگ ملکر حضرت عثمان کے گہر آیے اور اون
کو دیکہہ کر کہا انا للہ وانا الیہ راجعون اور روئے اور عقلین سب کی گم
ہوگئیں کہ یہہ کیا ہوگیا کہ امیر المومنین یون مظلوم شہید ہوا حضرت علی نے
غصہ مین اکر حضرت امام حسن کو طمانچہ مارا اور حضرت امام حسین کے سینہ مین
ہات مارا اور حضرت طلحہ اور زبیر کے بیٹون کو سخت اور سست کہا اور
فرمایا کہ کیون کر خلیفہ رسول خدا کا صلی اللہ علیہ وسلم مارا گیا اور تم دروازہ
پر بیٹہے رہے حالانکہ اسواسطے بہیجا تہا کہ اوسکو دشمنون سے بچانا اور اوسکی
خوب سے محافظت کرنا سب نے عذر کیا کہ ہم دروازہ پر تہے اور اندر
کو جانے نہ دیتے تہے مکان کے پیچہے کی ہمکو خبر نہ تہی پہر حضرت مرتضی علی
نے حضرت عثمان کی بی بی سے جاکر پوچہا کہ یہہ ماجرا کیونکر ہوا کہا اونے
کہ دو شخص آیے گہر مین اور ساتہہ اونکے محمد ابن ابی بکر تہا اور اون دونو
شخص نے قتل کیا حضرت شاہ نے محمد سے کہا کہ یہہ کیا کہتی ہے اوسنے کہا
یہہ جہوٹی نہین ہے تحقیق قسم خدا کی کہ مین داخل ہوا تہا عثمان پر اور مین نے
ارادہ کیا تہا کہ قتل کرون عثمان نے میرے باپ کا ذکر کیا پس مین نے چہوڑ دیا
اور توبہ کی طرف اللہ کے اور وہ دو شخص مار کر نکل گئے اور بہاگ گئے خدا
جانے کہان گئے روایت ہے کہ مروان اپنے پسر کو ساتہہ لیکر اس ہنگامہ
مین نکل گیا اور بہاگ گیا الغرض وفات حضرت عثمان کے جمعہ کے دن اٹہارہوین
تاریخ ذی الحجہ کی یا چوبیسوین تاریخ ہوئی اور اکثر روایتون سے یہہ ثابت
ہوتا ہے کہ ایام تشریق کے بیچ مین وفات ہوئی ہے کہ گیارہوین بارہوین

تیرہوین ہے واللہ اعلم بالصواب اور برس ہجرت کے تہے پینتیس اور عمر آپ
کی تہی اسّی اور دو برس کی یعنی بیاسی برس کی اور حشر کو کب مین کہ بقیع
مین زمین کا نام ہے دفن کیئے گئے اور بارہ برس بارہ دن کم خلافت کی ہے
فایدہ پہر دوسرے دن حضرت عثمان کی وفات سے سب اصحاب نے
متفق ہوکر حضرت علی کو خلیفہ کیا اور سب نے حضرت شاہ محبوب الہ سے
بیعت کی لیکن بعضے اصحاب کو یہہ شبہہ اور دغدغہ دلمین رہا کہ حضرت عثمان کو
حضرت علی نے قتل کروایا ہے اور عثمان کے قاتلون کو علی نے چہپایا ہے
پس حضرت طلحہ اور حضرت زبیر مکہ کی طرف گیئے اور حضرت عایشہ صدیقہ
کہ حج کے واسطے گیئن ہوین تہین اونسے ملے اور قصہ حضرت عثمان کے قتل
ہونے کا اور حضرت علی کے خلیفہ ہونے کا سب کہا اور تہمت قتل عثمان کی
حضرت علی پر کی اور حضرت عایشہ کو اوپر مخالفت حضرت علی کے برانگیختہ
کیا اور سب طرفون سے لوگون کو بلایا اور جمع کیا اور لشکر کشی کرکر بصرہ
کو آئیے اور مشہور کیا کہ ام المومنین عایشہ صدیقہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کی بی بی علی سے قصاص عثمان کا چاہتی ہین اور عثمان کے قاتل کہ علی نے
چہپا رکہے ہین اونہون کو طلب کرتی ہین اور مانگتی ہین چونکہ علی قاتلون کو
نہین دیتا اسواسطے لڑائی ٹہری ہے تو امر حق ظاہر ہووے پس جب کہ
یہہ خبر حضرت علی کو پہنچی اپنے رفیقون اور دوستون اور خادمون کو ہمراہ
رکاب کے لیئے ہوئے عراق کی طرف روانہ ہوئے بصرہ کے پاس ملاقات
کی حضرت عایشہ اور طلحہ اور زبیر سے اور عذر درمیان مین لائے اور
کہا کہ عثمان کے قاتل میرے پاس نہین ہین اگر مجکو معلوم ہوتے تو مین خود اونکو

ہیے امیر المومنین عثمان کا قصاص لے تا القصہ شبہ حضرت علی کی طرف
سیے کہ دلون مین تہا بالکل رفع نہوا اور جنبتون کی جنبتون سیے لڑائی ہوئی
اسواسیطے کہ حضرت عایشہ کی طرف بہی وہ اصحاب تہیے کہ جنکے واسیطے
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے خبرین دین ہین کہ بہشت ان لوگون پر واجب
ہیے اور ایسے ہی حضرت مرتضی علی کی طرف تہیے کہ اون کو بشارتین
بہشت کی دین ہین آخر الامر دونو فرقون مین جنگ عظیم ہوئی اخر کی
لڑائی ہین کہ جسکو جنگ جمل کہتے ہین عایشہ صدیقہ جمل پر یعنی اونٹ پر
کجاوہ مین سوار تہین اور گرد اون کے شیران کارزار و دلیران شیر شکار
حاضر تہیے اور آتش جدال و قتال کی شعلہ زن تہی غازی ان دونو طرف
کے داد شجاعت کی دیے رہیے تہیے یہان تک دونو گروہ نے بیچ مردی
اور مردانگی کے کشش اور کوشش کی کہ زبان قلم کی اوسکے حال کے لکہنے سیے
زخمی ہوتی ہیے اور شگاف کہاتی ہیے اور مالک اشتر نے کہ سپہ سالار فوج
حیدر کرار قاتل کفار کا ہیے نہایت کی مرتبہ مین جرات اور دلاوری کی
آخر کو حضرت عایشہ کے اونٹ کے پاؤن کٹ گئے اور اونٹ گرا حضرت
علی نے محمد ابن ابی بکر کو عایشہ صدیقہ کے اونٹ کے پاس بہیجا تا اپنی
بہن کی حفاظت کریے اور بیے پردگی ام المومنین کی نہو بعد فتح یاب ہونے
جناب ولایت مآب کے یہہ ہوا کہ حضرت علی نے حضرت عایشہ صدیقہ
کو باعزاز و اکرام تمام مدینہ منورہ کو بہجوا دیا تا اپنے مکان مین بعزت و حرمت
رونق افزا ہیے روایت ہیے کہ جنگ جمل مین ستر ہزار آدمی حضرت عایشہ
کی طرف سیے اور تین ہزار آدمی حضرت علی کی طرف کے کام آئے زیادتیت

روایت ہیے کہ ایک دن حضرت عایشہ مدح اور تعریف حضرت علی کی
کرتی تھین کہ لوگون بیے کہا کہ تم بیے کیون اونسیے جدال اور قتال اور لڑائی
ٹھرائی ہیے کے حضرت عایشہ روئین اور کہا کہ مجھسیے خطا ہوئی اور مین بیے
توبہ کی اللہ کی طرف اور فرمایا کہ علی نزدیک میرے سب سیے بہتر اور
اچھا ہیے پھر حضرت شاہ شجاعت دستگاہ بصرہ سیے کوفہ کو تشریف لایے
معاویہ ابن ابی سفیان بیے ملک شام کی فوجین لیکر حضرت علی پر خروج کیا
اور خون عثمان کا حیلہ اوٹھاکر حضرت شاہ ولایت پناہ سیے ارادہ جنگ
کا کیا کوفہ سیے حضرت علی چلے اور شام سیے امیر معاویہ صفین مین اکر مقابلہ ہوا
کتنی مدت لڑائی درپیش رہی اور صفین ایک مقام کا نام ہیے اخرکی لڑائی
مین کہ جسکو لیلۃ الہریر کہتے ہین حضرت شاہ دلدل سوار ہزبر میدان کارزار
شہامت وصرامت پناہ جلادت وبسالت دستگاہ قامع باب خیبر قالع بنیاد
ہر ستمگر رافع اعلام شرع مصطفے دافع اقوام جور وجفا ناصر دین سید المرسلین
قاہر اعدا از دین متین یداللہ الملک العلام قاتل اہل دغا رملک شام غالب کل غالب
علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑسیے پر
سوار تھیے اور دستار مبارک نبوی سر مبارک سیے بندھی ہوئی تھی اور
داد دلاوری اور یداللہی کی میدان کارزار مین دیے رہیے تھیے کہ ایک
مرتبہ اون شیر کردگار حیدر کرار بیے ساتھہ دس ہزار سوار کاردیدہ اور جنگ
ازمودہ سیے اوپر قوم بغی اور فساد کے اور اہل شقاق وعناد کے حملہ کیا
صفین کے صفین دشمنون کی برہم مارین اور اولٹ دین اور کشتون سیے پشتے بنا دیے اور
نالہ خون سیے بہہ گئے کہ دست وپا گھوڑون کے بسبب پامال ہونے خون کے

ایسے معلوم ہوتے تھے کہ گویا مہندی سے رنگین ہین اور بازو لشکر شام کا ٹوٹ
گیا اور قوت حس و حرکت شامیون کی زایل ہوئی امیر معاویہ نے عمر عاص سے
کہا کہ وہ اونکا وزیر اور مصاحب تہا یا ابا عبداللہ آج کے دن استقامت اور
صبر کیا چاہیئے تو کل کو ہم فخر کرین گے عمر عاص نے کہا کہ سچ کہتے ہین لیکن آج موت
برحق ہے اور زندگی باطل اگر ایک حملہ ایسا ہی حیدر کرار شیر پروردگار نے اور
کیا تو پہر ہم مین سے ایک بہی باقی نہ رہیگا اور اوسدن مالک اشتر نے بہت
دلاورون اور پہلوانون کو بے سرو پا کیا اور بہت لوگ سپاہ نصرت پناہ
کے بہی گلگونۂ شہادت سے سرخ رو ہوکر عروس وار بطرف دار القرار کے
راہی ہوے بعد اسکے پہر دونو لشکر مانند دریای اخضر کے موج مارنے لگے
اور مثل دو کوہ فولاد کی ایک نے دوسرے پر حملہ کیا اور آوازہ نقارہ رعد
مثال سے اِنّ زلزلۃ السّاعۃ لشیٔ عظیم کا مضمون روشن ہوگیا اور حقیقت
تکاد السموات یتفطرن کی دلون پر کہل گئی اور گرد وغبار سپاہ سے درمیان
آسمان و زمین کے سیاہی چہاگئی سردار اسلام کے مقابل مخالفون سے تکبیر
کہتے ہوے بچ پناہ نصر من اللہ وفتح قریب کی کوشش مین آئے اور آتش حرب
کی نہایت تیز اور گرم ہوئی حال جنگ کا یہان تک پہنچا کہ سوار پیادہ ہوے
اور زانو زمین پر ٹیک کر خنجرون سے اور تلوارون سے لڑے اور ہزارون
خنجر زمرد پیکر خون دلاورون سے شنگرف گون ہوے اور سیاہی غبار مین کوئی
کسی کو نہ پہچانتا تہا اور اوسدن نماز نمازیون کی فقط اشارون سے ہوئی یہانتک
تک کہ آفتاب غروب ہوگیا لیکن جنگ قایم رہی اور علم گر گئے اور نیزے اور
تلوارین ٹوٹ گین دلاور اور بہادر بازدست و گریبان تہے اور خنجر اور تیغ افشان

افشان تہے روایت ہے کہ بوہڑے بوہڑے لوگ ملک شام کے بیچ لیلۃ الہریر کے بیچ اتنا ہی دار وگیر کے یعنی بوقت کشت وخون کے روتے تہے اور چلاتے تہے اور کہتے خدا کے واسطے لڑائی موقوف کرو اور خدا سے ڈرو کہ ہزارہا مردون مین کچہہ تہورے سے باقی رہے ہین رحم کرو اور ہمارے زنان اور فرزندون پر بخشش فرماو کوئی نہ سنتا تہا کہ یہہ کیا بک رہے تہے مین اوس رات مین حضرت شجاعت مآب کرامت انتساب صاحب ذوالفقار حیدر کرار نے پانسو سے اوپر دلاورون کو اپنے ہات سے قتل کیا تہا اور ایک یہہ روایت ہے کہ زیادہ نوسو سے قتل کیے تہے آخر کو صبح ہوئی اور آفتاب بلند ہوا اوس وقت قتال اور جنگ موقوف ہوئی موافق ایک روایت کے لیلۃ الہریر مین تیس ہزار آدمی طرفین کے کام آئے اور موافق دوسری روایت کے دو ہزار اور اکثر آدمی سپاہ ظفر پناہ شاہ عالی جاہ کے اور ساتہہ ہزار آدمی طرف ثانی کے قتل ہوے اور ان سب لڑائیون مین کل آدمی حضرت شاہ جلادت دستگاہ کے طرف کے قریب اسی ہزار کے اور طرف ثانی کی فوج سے ایک لاکہہ اور قریب بیس ہزار کے قتل ہوے اور مارے گئے الغرض لیلۃ الہریر کی صبح کو یعنی جب کہ وہ رات تمام ہوچکی معاویہ ابن ابی سفیان نے خط اپنا کہ جسمین کمال عاجزی اور منت داری لکہی تہی بیچ خدمت سراپا جرات امام المسلمین امیر المومنین کے بہیجا اور صلح اور آشتی کرنا چاہا حضرت شاہ انجم سپاہ نے درجواب اوسکے باتین سخت اور درشت لکہین اور اوس دن مردم طرفین کے کشتون کی لاشین اوٹہانے مین اور دفن کرنے مین مشغول رہے اور حضرت علی شیر کردگار نے لشکر ظفر پیکر

مین حکم دیا کہ کل کی لڑائی کے واسطے اسباب اور آلات حرب و جنگ کے تیار کرو کہ کل پہر جنگ اور پاس نام و ننگ درپیش ہے معاویہ ابن ابی سُفیان کی فوج مین خوف اور ہراس کمال تہی اور امیر معاویہ یہہ حکم امیر کبیر روشن ضمیر کا سنکر مانند بید کی لرزان اور بہت حیران و پریشان تہا کہ عمر عاص کو بلاکر کہا کہ کچہہ حیلہ کیا چاہیئے تو شاہ مردان شیر یزدان کے ہات سے مخلصی ہو اور جان بچے عمر عاص نے یہہ تدبیر کی کہ لڑائی کے دن جس وقت صفین طرفین کی فوج کے مقابل استادہ ہوئین قریب ساڑہے پانسو کے قران شریف نیزون اور بہالون کے سر سے بند ہوا دیکے اپنی فوج مین اور سردار قوم شام کے ساتہہ کمال عاجزی سے آگے آئے فوج شیر خدا علی مرتضی کے اور متصل ہوکر باآواز بلند کہا کہ ای قوم عرب کے خدا سے ڈرو اور اپنے زن و فرزند پر رحم کرو اور ہات جنگ اور لڑائی سے باز رکہو نہین تو جب تم سب فنا ہو جاوگے تو پہر فوج روم اور فارس کی آکر سب تمہارے زن و فرزند کو پکڑکر لیجاوے گی اور اسیر اور دستگیر کرے گی اور دیکہو یہہ کہ ہم مین اور تم مین قران درمیان مین ہے اور ابو الاعور کہ سپہ سالار ہے معاویہ کی فوج کا قرآن شریف سر پر رکہہ کر بیچ مین دونو فوجون کے ایک گہوڑے پر سوار ہوکر آکہڑا ہوا اور کہا یہہ کتاب خدا کی ہم مین تم مین حاکم ہے اور ہمارے تمہارے درمیان مین ہے حضرت شاہ حقایق آگاہ ہرچند فرماتے تہے اپنی فوج کے لوگون سے کہ یہ مکر اور فریب ہے اور یہہ اپنی جان بچانے کے لیئے حیلہ کرتے ہین والا خدا سے کریم اور قران عظیم سے کب یہہ ڈرتے ہین لوگ کہ لڑائیون سے بہ تنگ آگئے تہے اور

تھے اور اکثر معاویہ کی طرف سے مال رشوت کا اوڑامے کیئے تھے اور اکثر ان
حیلے سے بھی فریب کھا گیئے تھے صلح پر راضی ہو گیئے اور خواہ مخواہ صلح کروا دی
اور آخر کو ایسا ہی ہوا کہ جو حضرت شاہ دل آگاہ نے فرمایا تھا کہ طرف ثانی عہد
و پیمان پر قایم نرہے اور ہوا بعد اوسکے جو کچھ کہ ہوا بس گیئے امیر معاویہ طرف
شام کی اور حضرت ولایت مآب طرف کوفہ کی اور آپ نے کوفہ میں بنا
اختیار کیا پھر خوارج نے یعنی خارجیون کی قوم نے خروج کیا حضرت حیدر
کرار قاتل اشرار نے نہروان پر جاکر اونکی فوج سے مقابلہ کیا جنگ عظیم درپیش
آئی آخر کو حضرت شاہ ولایت بھر امارت مین نے فتح پائی اور سردار اونکی
قوم کا مارا گیا کہ وہ پستان دراز رکھتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اوسکی خبر دی تھی کہ علی سے لڑیگا اور مغلوب اور مقتول ہوگا

فایدہ جانا چاہیے کہ احوال ان لڑائیون کے بیشمار ہین اور کرامتیں
اور شجاعتین حضرت علی سے ظاہر ہوئی ہین بسیار از بسیار ہین یہہ کتاب
مختصر گنجایش اونکے لکھنے کی نہین رکھتی علاوہ یہہ ہے کہ اختصار اور
تھوڑا بیان کرنا اس مقام مین لایق اور مناسب ہے اسواسطے کہ فرمایا
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسوقت ذکر کیا جاوے میرے اصحاب کا
پس چاہیے کہ خاموش اور چپ رہو تم غرض یہہ کہ مبادا کہین تم گستاخی کی جناب
مین گستاخی اور بے ادبی کا حرف صادر ہووے کہ اوسکا مواخذہ اور
عذاب برا ہے اور دوسرے یہہ کہ مقصود اصلی اور مطلوب دلی ترتیب
کرنے اور لکھنے اس کتاب سے ذکر شہادت حضرت سید الشہدا حسین ابن
علی مرتضی علی محمد و علیہ السلام کا ہے اور باقی احوال تھوڑے تھوڑے

اس لیئے لکھے گئے تو تمہید اور ترتیب کتاب کی استوار رہیے اور مطالعہ کرنیوالا اسکا اول اور آخر قصہ کے سے خبردار رہیے تو بصرہ کافی اور حظ وافی حاصل کریے

فصل

چاہیئے جاناکہ مہر سپہر ولایت ماہ فلک ہدایت کرامت ماب شہامت انتساب امام المشارق والمغارب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ عابد زاہد عالم فاضل تہے اور عارف قانع حافظ عامل تہے جری شجاع جواد کریم اور خلیق رحیم شریف حلیم تہے حکایات عجیبہ انکی سب کتابون مین مسطور ہین اور کرامات غریبہ سارے عالم مین مشہور ہین فصاحت اور بلاغت مین وحید زمان اور معرفت اور ولایت مین فرد دوران تہے علم صرف کا اور نحو کا اور سیاق سب آپ نے مرتب کیا ہیے اور اہل اسلام کے عالمون نے اکثر آپ کے قولون پر فتوے دیا ہیے اہل بیت اور سب اصحاب آپ کے مدح خوان ہین اور اولیا اور اہل معرفت آپ کے نام پر دل وجان سے قربان ہین حضرت عمر نے بارہا حق تعالے سے یہہ دعا کی ہیے کہ خدایا اوس زمانہ مین محکو نہ جلاناکہ جس زمانہ مین علی ابن ابی طالب نہو وسے اور یہہ بہی بارہا کہا ہیے اگر نہوتا علی تو ہلاک ہوتا عمر اکثر قضایا آپ نے ایسے فیصل اور حل کیئے ہین کہ کسی کی عقل مین نہ آتے تہے اور اصحاب اونکو سنکر کہبراتے تہے ناصر اور معین اور مددکار حضرت ابوبکر کے اور حضرت عمر کے اور حضرت عثمان کے حضرت علی تہے حضرت سید الابرار کے وصی اور جناب کردگار کے ولی تہے روایت ابن عباس سے کہ نہین نازل ہوین اسقدر آیتین کسی کی شان مین کلام اللہ مین کہ جسقدر علی کی شان

شان مین نازل ہوئین ہین کہا ابن عباس نے کہ تین سو آیت علی شان مین
فرمایا حضرت علی نے جو آیت کلام اللہ کی ہے مین جانتا ہون کہ کب نازل
ہوئی اور کس مقدمہ مین اور کس مقام مین اور کس کی شان مین نازل ہوئی
حق تعالے نے مجکو دل عقل کا بہرا ہوا اور زبان فصاحت کو یا عطا فرمائی
ہے روایت ہے کہ ابن ملجم کہ حضرت علی کے لشکر ظفر اثر مین رہتا تہا
ایک سفر مین اوسکا کہوڑا کم ہو گیا آپ کی خدمت مین آکر کہوڑا طلب کیا
آپ نے اوسکو دیکہہ کر فرمایا کہ مجکو اسکے ساتہہ ارادہ عطا ہے اور اسی
کے ہات سے میری قضا ہے **فایدہ** جانا چاہیے کہ اسد اللہ حیدر
کرار عنقریب زمانہ وفات کے ایک رات حضرت امام حسن کے کہر اور
ایک رات حضرت امام حسین کے کہر اور ایک رات حضرت عبد اللہ
ابن جعفر کے کہر کہ آپکے بہتیجے تہے روزہ افطار کیا کرتے تہے اور تین لقمون
سے زیادہ نہ تناول کرتے تہے اور فرمایا کرتے تہے کہ دوست رکہتا
ہون مین یہہ کہ خدا سے ملاقات کرون حال اینکہ پیٹ میرا خالی ہو طعام
سے اور سبب انکی وفات کا یہہ ہے کہ عبد الرحمن ابن ملجم اور برک
تمیمی اور عمر تمیمی کہ یہہ تینون خارجی تہے مکہ مبارکہ مین ایک جا جمع ہوئے
اور مشورت اور مصلحت کی اپسمین کہ تین شخصون کو قتل کیا چاہیے
علی کو اور معاویہ کو اور عمر عاص کو تو ہمارے دل بہی خوش ہوین اور
بندہ خدا کے راحت اور آرام پاوین ایک ایک شخص نے ایک ایک کے
قتل کا ذمہ کیا ابن ملجم نے علی مرتضے کا اور برک نے معاویہ کا اور عمر نے
عمر عاص کا اور یہہ بات آپس مین ٹہرائی کہ سترہوین تاریخ رمضان

کی رات یکے وقت چاہیئے کہ تینون سے یہہ تین کام بن آوین برک دمشق کو
گیا کہ وہان امیر معاویہ کا مقام تہا اور عمر مصر کو روانہ ہوا کہ وہان عمر عاص
کا مکان تہا اور ابن ملجم کوفہ کو آیا کہ وہان شیر الہی ولایت پناہی تشریف
رکہتے تہے ابن ملجم جو نہین کوفہ مین داخل ہوا نظر اوسکی ایک عورت
صاحب جمال پر پڑی دل اوسکا فریفتہ اور جان اوسکی شیفتہ ہوئی
ابن ملجم نے اوس سے پیغام نکاح کا کیا عورت نے کہا کہ مہر میرا تین ہزار
درم اور ایک غلام اور ایک لونڈی اور قتل کرنا علی کا ہے اوسنے سب
قبول کیا اور کہا کہ مین اسی کام کے واسطے کوفہ آیا ہون عورت نے کہا
مین تیرے ساتہہ ایک مددگار کر دیتی ہون شبیب ابن عجرہ اشجعی کو کہ
خارجی ہے اوسکے متفق کر دیا اور نام اوس عورت کا قطام ہے قوم خوارج
مین سے ہی اور خاوند اوسکا نہروان کی لڑائی مین جہنم واصل ہوا تہا کہ
حضرت علی کی فوج نے اوسے مارا تہا الغرض سترہوین تاریخ رمضان
کی برک نے دمشق مین امیر معاویہ کو زخمی کیا امیر معاویہ نے چند روز
مین شفا پائی اور برک کو بہت زبون حال کر کرا ور اذیت دیکے مروا
ڈالا اور عمر نے مصر مین خارجہ عامری کو عمر عاص کے شبہہ مین مار ڈالا
اوس رات عمر عاص کے پیٹ مین درد تہا خارجہ کو اپنی طرف سے
مسجد مین بہیجا تہا کہ امامت کرے سجدہ مین وہ تہا کہ عمر تمیمی نے ساتہہ
ایک ضربہ شمشیر کے کام اوسکا ادا کیا پہر تمیمی پکڑا گیا اور مارا گیا اور کوفہ
مین ماجرا یہہ ہوا کہ سترہوین تاریخ رمضان کی رات کو حضرت ولایت
منقبت نور الہدی بدر الدجی صاحب لوا علی مرتضی کے تئین عجب حالت

حالت شوق وذوق عالی تہی اور بیتابی تہی اور اضطرابی عاشقانہ دم
دمبدم فوق ما فوق تہی کبہی صحن خانہ مین آتے تہے اور کبہی اندر جاتے
تہے اور بار بار نظر طرف آسمان کی کرتے تہے اور زبان کرامت بیان
سے فرماتے تہے کہ قسم خدا کی نہین جہوٹا ہون نہین جہوٹا مین یہہ وہی
رات ہے کہ جس کا مجہ سے حق تعالی نے وعدہ کیا ہے اور کہا حضرت
امام حسن سے کہ بیٹا مین نے آج کی رات سید الورا پیغمبر خدا کو صلی اللہ علیہ
وسلم دیکہا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی امت سے
مجہکو کس قدر تکلیفین اور مشقتین پہنچی ہین فرمایا کہ تو ان پر بد دعا کر مین نے
یہہ دعا کی کہ خدایا مجہکو جو ان سے بہتر ہون اون کی صحبت نصیب کر اور
جو کہ مجہ سے بدتر ہون انکو ان پر قایم کر بعد اسکے عالی جناب شاہ بو تراب
نے خاطر عاطر کو اوپر جدائی آل اور اولاد اور احباب اور احفاد کے
قرار دیکر قصد مسجد کا کیا بیت رخت بربستیم و دل برداشتیم صحبت
دیرینہ را بگذاشتیم مثنوی ہندی دلکو صحبت سے اب اوٹہاتے ہین
لو میری جان ہم تو جاتے ہین بطخین آپ کے چہرۂ مبارک کی طرف
رخ کر کر لگی چلانے اور شور مچانے اور بعضے لوگ لگے اون کو ہانکنے فرمایا
آپ نے کہ چہوڑ دو ان کو اور کچہہ مت کہو کہ یہہ مجہ پر نوحہ کرتی ہین اور روتی
ہین القصہ حضرت شاہ دل آگاہ دولت خانہ سے قریب صبح کے اندہیرے
مین برآمد ہوئے اور مسجد کو چلے اور کہتے جاتے تہے الصلوۃ الصلوۃ جون ہی
مسجد کے دروازہ مین داخل ہوئے شبیب نے حملہ کیا اور تروار چلائی
او وہ تروار دروازہ پر پڑی کہ دوسری ہی ضرب تروار کی ابن ملجم نے دی

اوسنے پیشانی سے لیکر دماغ تک کاٹا اور آپ نے فرمایا فزت برب الکعبہ
یعنی مخلصی پائی مین نے اور اپنی مراد کو پہنچا مین قسم ہے رب کعبہ کی اور
شبیب بہاگکر اپنے گہر مین جا چہپا بنی اُمیہ مین سے ایک مرد تہا کہ اوسنے
جاکر شبیب کو قتل کیا اور دوزخ کو بہیجا اور ابن ملجم کو لوگون نے گہیر کر پکڑ لیا
اور تروار چہین لی اور اوس ملعون کو حضرت قتیل تیغ جفا شہید عشق خدا
بازوی محمد مصطفےٰ علی ولی مرتضی سلام اللہ علی محمد وعلیہ کے روبرو لیے
آئے آپ نے اوسکو دیکہکر فرمایا کہ جسوقت مین وفات پاؤن اِسکو قتل
کیجو اور جو مین بچا تو پہر جیسے میری سمجہ مین آویگا ویسے کرونگا مگر جو مین
کہا وُن پیون اِسکو کہلانا پلانا اور کچہہ اذیت ندینا دونو شاہزادے نالان
اور گریان بیقرار اور زار و نزار آئے اور اپنے پدر بزرگوار کے تلون
سے انکہین ملتے تہے اور بے اختیار روتے تہے اور شہر کوفہ مین واویلا
اور وامصیباہ کا شور تہا رباعی افغان کہ راحت دل آرام جان
برفت شاہ زمان وقدوہ خلق جہان برفت غم شد محیط مرکز
دلہا ز ہر طرف کان مرکز محیط کرم ازمیان برفت رباعی ہندی
افسوس راحت دل و آرام جان گیا شاہ زمان قدوۂ اہل جہان
گیا غم کا فلک یہہ مرکز دل پر ہوا محیط وہ آفتاب شرف الٰہی کہان
گیا بعد اسکے آپکو دولت خانہ مین لائے آپ نے اپنے اہل وعیال
کو جمع کرکر نصیحتین اور وصیتین فرمائین اور پہر کلمہ لا الہ الا اللہ پڑہنا شروع
کیا اور سوا اِسکے بیچ مین کچہہ کلام نہین فرمایا یہان تک کہ اِس جہان سے روضہ
رضوان کو خرامان ہوے اور ستروین تاریخ رمضان کی آخر شب زخمی ہوے

ہوئے تھے اور بیسوین تاریخ اتوار کے دن رات کے وقت وفات پائے
اور رات ہی کو دفن کیئے گیئے اور قبر آپ کی بے نشان رکھی اور ہموار کر دی
تا خارجی لوگ کچھہ بے ادبی کرین اور بہت صحیح روایت ہے کہ آپ کا مزار
نجف اشرف مین ہے کہ جہان اب زیارت گاہ ہے اور ایک روایت یہہ
ہے کہ حضرت امام حسن آپ کے تابوت کو مدینہ کو لے گیئے اور ایک روایت
یہہ ہے کہ لیجاتے تھے مدینہ کو کہ رات کے وقت وہ اونٹ کہ جسپر آپ کا
تابوت تہا رات کو غایب ہو گیا عراق کے لوک کہتے ہین کہ وہ تابوت آسمان
کو ابر مین چلا گیا اور بعضے کہتے ہین کہ پہاڑون مین چہپ گیا اور عمر شریف آپ
کی تریسٹھہ برس کی تہی اور ہجرت کا برس چالیسوان تہا کہ آپ کا وصال ہوا
بعد آپ کے انتقال کے ابن ملجم ملعون کو قتل کیا اور حضرت علی کے دوستون اور
مخلصون نے بورئے مین اوسکو رکہہ کر پہوک دیا اور خلافت حضرت شاہ
عالی جاہ نے چار برس اور نو مہینے کی

فایدہ

جاننا چاہیئے کہ نکاح
حضرت علی خدا کے ولی نے نو کیئے تھے جب تک حضرت بتول عذرا فاطمہ
زہرا قید حیات مین رہین کوئی نکاح اور نہین کیا اور بعد اونکے اٹھہ نکاح کا
اتفاق پڑا اور بیٹے آپ کے پندرہ ہین امام حسن امام حسین محسن حضرت فاطمہ سے
اور عثمان عباس جعفر عبد اللہ ابو بکر یہہ پانچون کربلا مین ہمراہ رکاب جناب
شہادت مآب حسین ابن ابی تراب کے شہید ہوئے ہین اور بعضی روایت
سے ثابت ہوتا ہے کہ چھہ فرزند حضرت مرتضی علی کے کربلا مین شہید ہوئے
سوا ہے حضرت امام حسین کے اور یحیی عون محمد اکبر محمد اوسط محمد اصغر محمد حنفیہ
عمر اور نسل آپ کی پانچ بیٹون سے جاری ہے امام حسن امام حسین محمد حنفیہ

عباس عمر اور بیٹیان آپ کی سترہ ہین زینب اور کلثوم حضرت فاطمہ زہرا
سے اور باقی اور بیبیون سے ہین واللہ اعلم **فصل** چاہیئے جانا کہ نور
دیدۂ نبی فرزند پسندیدۂ علی محبوب عالم سرو طلن حضرت امام حسن سلام اللہ
علی النبی و علیہ سید حکیم علیم زاہد و عابد صاحب وقار و حشمت جواد خلیق
عارف صاحب کرامت تہے روایت ہے کہ کہا حضرت امام حسن نے
حیا آتی ہے مجکو کہ مین خدا سے ملاقات کرون اور مین نے پاپیادہ حج خدا کے
واسطے نہ کیا ہو پہر آپ نے پاپیادہ سفر کر کر پچیس ۲۵ حج کیئے اور گہوڑے کوتل
آپ کے آگے چلتے تہے روایت ہے کہ آپ نے ایک شخص کو سنا کہ خدا تعالے
سے دس ہزار درم مانگتا ہے آپ نے اپنے پاس سے اوسکو بہیج دیئے
روایت ہے کہ ایک شخص آپ کی خدمت مین آیا اور حال اپنے فقر و فاقہ
کا بیان کیا اور کہا کہ مین پہلے مالدار تہا اور اب محتاج ہون آپ نے فرمایا
تیرے لایق دینے کو میرے پاس نہین ہے اگر قدر قلیل پر قناعت کرے تو مین
کچہہ بہجوا دون اوسنے کہا اے فرزند دختر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر
تو جس قدر کو دیگا مین شکر کرون کا اور جو نہ دیگا مین عذر کرون کا آپ نے
پچاس ہزار درم اور سو دینار اوسکو بہیجے اور بہت سا عذر کیا العرض صفا
کمالی اور کرامات عالی آپ کی خارج از حد بیان ہین **فرد** اگر عمری بیارایم
سخن را نشاید نظم من نعت حسن را **فرد ہندی** تمام عمر جو آراستہ
کرون مین سخن نہ تو بہی ہو سکے مجہ سے بیان نعت حسن روایت
ہے کہ بعد وصال شیر خدا ذی الجلال کے سب اصحاب و احباب نے حضرت
امام حسن کو مسند خلافت پر بٹہایا اور آپ کے ہات پر بیعت کی جب یہہ خبر

خبر معاویہ ابن سفیان کو پہنچی ضحاک بن قیس کو شام مین اپنا نایب کر کر او
اوسکا جہوڑ کر آپ ساتہہ ساٹہہ ہزار مرد سپاہ کے کوفہ کی طرف واسطے
عمل کرنے کے اور تحت مین لانے ملکون عراق اور عرب کے متوجہ ہوے
اور امیر المومنین ریحان نبی دل و جان علی برگزیدۂ خدا حسن مجتبی یہہ
سن کر سات چالیس ہزار جوانون کے کوفہ سے برآمد ہوے کوچ کرتے
ہوے قریب مداین کے پہنچے اور وہان کیے مقام کیے اثنای راہ مین
یہہ اتفاق ہوا کہ خراج بن قبیصہ نے کہ شخص خارجی تہے چپ کر آپ کی
ران مین خنجر مارا اور جراحون نے زخم کا علاج کیا حق تعالے نے شفا بخشی
روایت ہے کہ جب حضرت امام برحق خیر مطلق کی لشکر طغیانی کی خبر مفصل
معاویہ اور عمر عاص کو پہنچی عمر عاص نے معاویہ سے کہا متوجہ ہوا ہے
تیری طرف حسن ابن علی ساتہہ فوجون کے کہ پہاڑون کے مانند مین پیٹھ
پہیر دینے والے نہین ہین مرنے والے اور مارنے والے ہین پس بہیجا معاویہ
نے عبد الرحمن بن سمرہ اور عبد الرحمن بن عامر کو بیچ خدمت امام انام کے
واسطے پہنچانے پیغام کے کہ اوسمین اشارہ اور ایما صلح کا تہا حضرت
امام حسن نے پہلے ہی اپنے یارون سے فرمایا تہا کہ میرے دل مین کسی
کی طرف سے کینہ نہین ہے اور مین یہہ چاہتا ہون کہ مسلمانون مین خون
ریزی نہو اگرچہ خلافت کا امر معاویہ کی طرف جاوے بلکہ یہہ بات سنکر
اکثر لوگ آپ سے بیزار ہوے تہے اور بعضے لوگون نے آپ ہی کے لشکر
مین سے کہ بد اعتقاد اور مایہ فساد تہے آپ کی جناب کرامت مآب مین
بیہودہ بیان کین اور اذیتین دی تہین القصہ حضرت امام نے اون دو شخصون

یے صلح کی کتنی شرطین کین اور اون دونے نے قبول کین اور کہا ہم ضامن
ہین اور ہمارا ذمہ ہے کہ یہہ باتین سب معاویہ قبول کریے کا اور اونپر عمل
فرماویے کا بعد اوسکی وہ دو شخص امیر معاویہ کے پاس آئے اور شرطیں
صلح کی بیان کین امیر معاویہ نے ایک اقرار نامہ اپنی طرف سے لکہدیا
اور جو کہ حضرت امام حسن نے فرمایا تہا قبول کیا اور شام کے سردارون
کی مہر کروا کر اوس خط پر امام حسن کی خدمت مین ابن عامر کے ہات
بہیجا اور امر خلافت کا اپنی طرف چاہا اور صلح نامہ حضرت امام حسن سے
طلب کیا امام نے کہ وارث نبوت تہے اور خلافت ظاہری سے
کچہہ غرض اور مطلب نہین رکہتے تہے صلح نامہ لکہہ کر امیر معاویہ کے پاس
بہیجدیا مضمون صلح نامہ کا یہہ ہے کہ صلح کی حسن ابن علی نے معاویہ ابن
ابی سفیان سے اور خلافت دی اوسے اس شرط پر کہ معاویہ عمل کرے
بیچ خلق اللہ کے ساتہہ کتاب اللہ کے اور سنت رسول اللہ کے صلی اللہ علیہ
وسلم اور اوپر طریق پہلے خلیفون کے کہ ہدایت کرنے والے تہے اور ہدایت
کئے گئے تہے اور نہ کرے معاویہ اپنی زندگی مین یہہ بات کہ کسی کو اپنا
ولی عہد کرے بلکہ اوسکے مرنے کے بعد مسلمان اہل علم شورہ کر کر جس کو
مناسب جانیں اور لایق خلافت کے سمجہین خلیفہ کرین اور اس شرط پر
کہ امن چین سے رہین لوگ شام مین اور عراق مین اور حجاز مین اور امن مین رہین
دوست اور یار علی کے اپنے جان سے اور مال سے اور زن فرزند سے
جہان کہین کہ ہووین اور اوپر معاویہ کے واجب ہے ان باتون پر
عمل کرنا اور یہہ اوس کا عہد و پیمان ہے اور حسن اور حسین اور کوئی اہل بیت

اہل بیت میں سے اوس سے ظاہر اور پوشیدہ دشمنی وکینہ نہ کیے کا ان شرطون کے بجالانے پر اور گواہ ہوا سپر فلان فلان وکفی باللہ شہیدا جب کہ صلح نامہ امیر معاویہ کے پاس پہنچا وہان سے کوچ کرکر کوفہ مین وارد ہوئے اور حضرت بھی مداین سے کوفہ مین تشریف لائے امیر معاویہ نے چاہا کہ حضرت امام حسن میری مجلس مین آوین اور میری بیعت کرین تا سب کو معلوم ہو کہ خلافت مجکو ہوئی حضرت امام حسن بحسب طلب امیر معاویہ کے تشریف لائے اور امیر معاویہ سے بیعت کی پہر التماس کیا معاویہ نے حضرت امام ہمام سے تو خطبہ پڑہین اور سب لوگون پر اچھی طرح سے بیان کرین کہ مین نے امر خلافت کا معاویہ کے سپرد کیا پس حضرت امام علی محمد وعلیہ السلام نے منبر پر چڑہ کر خطبہ ساتہہ کمال فصاحت اور بلاغت کے پڑہا بعد حمد وصلوۃ کے کلمات نصیحت وہدایت کے زبان فیض ترجمان سے ادا کیے اور فرمایا اے امت محمد کی صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالے نے میرے نانا کے سبب تمکو گمراہی او جہالت سے نکالا اور پہلے تم ذلیل اور خوار تہے میرے نانا کے سبب تمکو عزیز کیا اور اعتبار دیا اور بعد قلت کے تمکو کثیر کیا اور تحقیق ہے یہہ بات کہ معاویہ نے مخالفۃ کی مجہ سے اور جہگڑا کیا امر خلافت مین کہ وہ حق میرا ہے نہ اوسکا پس مصلحت امت مین مین نے نظر کی اور کشت وخون سے اون کو بچایا کہ اپنا حق معاویہ کو بخشا اور حالانکہ تم نے مجہ سے بیعت کی تہی اور عہد کیا تہا کہ جس سے میری صلح ہو گی تم بہی اوسسے صلح کروگے اور جس سے مین لڑون گا اوسسے تم لڑوگے اب مین نے امر خلافت کا معاویہ کو دیا اور اوسسے صلح کی اور جنگ موقوف کی تمہاری صلاح اور بقا کے واسطے اور تمہاری

محافظت جان کے واسطے امیر معاویہ یہہ خطبہ پڑھکر بہت شرمندہ ہوئے
اور معجزہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہر ہوا کہ فرمایا تھا حسن کے حق
مین کہ یہہ بیٹا میرا سید ہے اور صلح کرواویگا حق تعالے بسبب اوسکے
درمیان دو فرقون بڑون کے مسلمانون مین سے اور فرمایا تھا انحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خلافت بعد میرے تیس برس رہیگی اور
پیچھے اوسکے سلطنت اور امرائی ہوگی جب حضرت مرتضی علی کا انتقال
ہوا تھا تیس برس مین چھہ مہینے کم تھے جب چھہ مہینہ حضرت امام حسن نے
خلافت کی تیس برس پورے ہوئے کہ اس مین متصل خلافت برحق رہی
بعد اوسکے پھر نرہی اکثر خلیفہ نام کے خلیفہ رہے نفسانیت اور طمع جاہ و
مال اور عہد شکنی اور ظلم اور جور و جفا اونکا پیشہ رہا بعد اس صلح کی معاویہ
ابن سفیان شام گئے اور حضرت امام حسن مدینہ معظمہ مین رونق افزا ہوئے
اور اقامت اور رہنا مدینہ مین مقرر کیا اور ملک کی امدنی مین سے بمعرفت
امیر معاویہ کے کفاف اور خرج رکاب فیض مآب کا مقرر ہو گیا اور امیر
معاویہ کی سرکار سے سال بسال پہنچتا رہا **فصل** جاننا چاہئے کہ
حضرت امام حسن کے نکاح مین ایک عورت تھی کہ اوسکا نام جعدہ بنت
اشعث تھا یزید پلید نے کہ امیر معاویہ کا بیٹا ہے اوس عورت کو پوشیدہ
پیغام بھیجا کہ مین تجپر عاشق اور فریفتہ ہون اگر تو مجہ سے نکاح کرے تو
لاکہہ درم تیرے مہر کے دونگا اور بہت سا تجکو انعام واکرام کرونگا مگر چاہئے
تجکو کہ چشم و چراغ دودمان مصطفے حسن ابن علی مرتضی کو کہانے مین زہر
قاتل دیکر کام اوسکا تمام کر تو یہہ مقصود حاصل ہو ویگا اوس عورت

عورت نابکار و قود دوزخ دنا رینے کئی مرتبہ آپ کو زہر دیا لیکن اب کی کرامت سے کارگر نہوا آخر کو الماس سودہ دیا کہ اوس سے جگر فاطمہ کے لخت جگر کا پارہ پارہ ہو گیا روایت ہے کہ جسوقت سم شجر خیر البشر کو زہر کا اثر معلوم ہوا اپنے بہائی پیارے حسین کو بلایا اور گلے سے لگایا اور کہا کہ بہائی اب ہماری الوداع ہے اور رخصت ہے

قطعہ

ما بار فراق بر نہادیم و شدیم
صد چشمہ ز خون دل کشادیم و شدیم
کام دل ما تو بودی اندر عالم
ناکام ز کام بدادیم و شدیم

قطعہ ہندی

بار فراق سر پہ رکھا اور ہم چلے
غمگین حزین فسردہ و باچشم نم چلے
اللہ رکہے تم کو سلامت کہ ہم تو اب
ناکام اس جہان سے بدرد و الم چلے

ای برادر عزیز مین نے خواب مین اپنے نانا اور باپ اور ماکو دیکہا کہ باغ بہشت مین مجکو اپنے ساتہہ لیئے ہوئے سیر کرتے ہین اور نانا صاحب مجہسے فرماتے ہین کہ ای حسن خوش ہو کہ تو نے دشمنون کے ہات سے مخلصی پائی کل رات کو ہمارے پاس آوے گا تو اور جنت مین بخوبی اور خوشی تمام رہو نیکا تو پس یہہ خواب دیکہہ کر مین نے اِس کوزہ مین سے پانی پیا اب حلق سے لیکر ناف تک پارہ پارہ ہوا جاتا ہے اور دل برہم ہو رہا ہے حضرت امام حسین نے جانا کہ اوس کوزہ کا پانی ہوئین تا حقیقت معلوم ہووے کہ حضرت امام حسن نے وہ کوزہ زمین پر دے مارا اور اوسکے پانی سے زمین پارہ پارہ ہو گئی بعد اسکے دمبدم آپ کو بیقراری اور اضطرابی زیادہ ہوتی تہی اور ٹکرے جگر کے کٹ کٹ کر

یے مین نکلتے تہے اور شہید مظلوم محزون اور معموم امام کونین جناب حسین حضرت امام حسن کے گلے سے لگے اور موںہہ سے موںہہ ملایا اور پیشانی چومی اور اسقدر بے اختیار روئے کہ کسی کو اوس حال کے دیکہنے کی طاقت نہ تہی

فرد فارسے

بگذار تا بگریم چون ابر در بہاران   کز سنگ گریہ خیزد روز وداع یاران

فرد ہندیے

جب کہ مجہسے وداع یار ہوا   درد دل سے مین بیقرار ہوا

میرے گریہ کو دیکہہ کر اسدم   سنگ بہی غم سے اشک بار ہوا

فصل الخطاب مین لکہا ہے کہ امیر المومنین حسن کو چہہ بار زہر دیا کارگر نہ آیا پانچ بار کا اور چہٹی بار کارگر آیا امام حسین نے بالین پر حاضر ہو کر پوچہا کہ ای بہائی کس شخص نے تجکو زہر دیا ہے مجہے ارشاد کردیجئے آپ نے فرمایا ای بہائی پدر میرا علی مرتضی چغل خور اور عیب جو تہا اور مادر میری فاطمہ چغل خور اور عیب جو نہ تہی اور نانا میرا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم چغل خور اور عیب جو تہا اور نانی میری   چغل خور اور عیب جو نہ تہی اہل بیت نبوی سے چغل خوری اور عیب جوئی نہین ہوتی ہی فرد

ریشیم و غم عشق تو در سینہ نہفتیم   با ہیچ کس احوال دل خویش نگفتیم

فرد ہندی

عشق کی تروار سے زخمی سدا مین گو رہا   حال دل اپنا مگر مین نے نہین ہرگز کہا

سینے بے کینہ درد و غم سے ہی معمور ہے   دل ہی دل مین چپکے چپکے درد سب مین نے سہا

ای بہائی وہ شخص کہ گمان میرا اوسکی طرف ہے اگر نفس الامر اور واقع مین

واقع مین وہ ہی ہیے پس شدت عذاب اور عقاب خداے تعالے
کی کہ منعم حقیقی ہیے سب عذابون سے سخت تر ہی اور جو فی الواقع وہ شخص
نہوا تو حیف ہی کہ ایک بیے گناہ میرے لئیے مارا جاوے روایت ہی کہ آپ
نے اوس عورت کو چپکے سے تنہا بلا کے فرمایا کہ ای یار جفا کار مین نے اپنے
بہائیون اور فرزندون سے تیرے اس ظلم وجفا کی خبر نہین کی ہیے اور
مین نے تیری پردہ پوشی کی اور مہم تیری قیامت کے محکمہ پر چہوڑ دی لیکن
دنیا مین بہی تو اپنے مقصود کو نہ پہنچے گی روایت ہی کہ آپ نے حضرت امام
حسین سے فرمایا کہ میرے تئین نزدیک نانا صاحب میرے کے دفن کیجو اور
جو لوگ ہنگامہ کرین اور وہان دفن نہ کرنے دین تو مجکو بقیع مین میری دادی
کی قبر کے پاس دفن کیجو لیکن بہائی تجکو قسم ہیے کہ خون ریزی نہ کیجو اور جنگ
وجدال نہونے دیجو روایت ہیے کہ حضرت امام حسین سے یہہ بہی فرمایا کہ
ای برادر عزیز با حیا و با تمیز ہم اہل بیت نبوی ہین اور ہم مین نبوت ہیے
اور خلافت ساتہہ نبوت کے جمع نہین ہوتی میرے باپ کے ساتہہ خلافت
کے امر مین لوگون نے کیا کیا اور میرے ساتہہ یہہ کچہہ ہوا اور مین خوش ہون جانتا ہون
کہ احمق اور شریر لوگ کوفہ کے تجکو حق کے ظاہر کرنے کے واسطے بلا کینگے
اور وطن سے تیرا کوچ کروائینگے یعنی ہوگا پہر جو کچہہ ہو گا الغرض اوتیسوین
تاریخ صفر کے رات کو حال آپ کا متغیر ہوا بہائی اور بہنین اور فرزند جمع
ہوئے اور آپ کی خدمت مین حاضر رہے قریب ادہی رات کے
آپ نے اپنے فرزندون اور بہنون اور بہائیون کے حق مین حضرت امام
حسین سے سفارش کی اور فرمایا کہ مین نے تمکو خدا کو سونپا اور کلمہ شہادت کا

زبان پر جاری کیا اور اس خارستان دنیا کو چھوڑ کر گلستان عقبی مین جاکر
صدر نشین ہوئے   مثنوی

واحسرتا که سرور انجمن برفت   یعنی که نور دیدهٔ زهرا حسن برفت
از شوق گیسوش جگر نافه گشت خون   وز هجر روش آب رخ نسترن برفت
یعقوب وار دیدهٔ نرگس سفید شد   کز مصر ناز یوسف گل پیرهن برفت

مثنوی ہندی

افسوس شہ حسن سدھارا   احمد کا گل چمن سدھارا
زہرا کا پسر علی کا فرزند   مسموم بصد محن سدھارا
کیا بزم جہان مین ہووے جو بے   وہ رونق انجمن سدھارا
گلشن مین نہ کسطرح خزان ہو   جسکا کہ وہ نسترن سدھارا
دنیا ہی سے دل اوٹھا وصال اب   ایا وہ شہ زمن سدھارا

فایده وفات آپکی اونتیسوین تاریخ صفر کی ہوئی اور بقیع مین نزدیک قبر مادر علی مرتضی کے دفن کیئے گئے اور عمر آپ کی سینتالیس برس کی تھی اور ہجرت کے برس تھے چالیس ۴۹ اور نو روایت ہی کہ بعد وفات بانی حسن ابن علی کے حضرت امام حسین نے واسطے دفن کرنے آپکے بیچ روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت عائشہ سے اجازت چاہی فرمایا کہ بہتر ہے اور بہت خوب ہے پس جب کہ جنازہ لیکر چلے اور چاہا کہ حضرت کے روضہ مبارک کے پاس دفن کرین مروان نے کہ امیر معاویہ کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا ہنگامہ برپا کیا اور مزاحمت کی اور حضرت فرزند شبیر خدا شہید کربلا مسلح ہوئے اور تیار ہوے اور آپ کے خادم

خادم اور غلام سب لڑنے کے واسطے تیار ہوے تنگ ظرفین سے کچھ تیر
چلے اور دو ایک تیر جنازہ مبارکہ پر بھی پڑے اسمین حضرت ابوہریرہ
نے کہ اصحاب پیغمبر خدا سے ہین صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسین کو
فہمایش کی اور کہا اپنے بھائی کی وصیت پر عمل کرو اور لڑائی قصہ سے
باز رہو اور بقیع مین دفن کرو خیر ویسا ہی کیا روایت ہے کہ مروان
نے جعدہ بنت اشعث کو یزید پلید کے پاس بھجوا دیا اور وہ عورت پہنچی
اور اپنا مطلب اور جو کہ وعدہ یزید نے کیا تہا طلب کیا یزید نے کہا تو
نے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ کیا کیا جو میرے ساتہ
کریگی وہ عورت زار زار روتی تہی اور کہتی تہی کہ واے حسرت
وافسوس کہ دین بہی ہات سے دیا اور مال دنیا بہی حاصل نہ ہوا بیت
ہر کہ دین از بہر دنیار دنی از دست داد بیشکی محروم ماند از دولت دنیا و دین

رباعی

جسنے دنیا کیلیے دین کو برباد کیا حق کو ناراضی و شیطان کو بہت شاد کیا
دین و دنیا کو دیا ہات سے بیشک اونے کار نمرود کیا پیشہ شداد کیا

لکہا ہے کہ آپ کے چودہ بیٹے اور دو بیٹیان تہین ایک بیٹے آپ کے
کہ قاسم نام ہے کربلا مین اپنے چچا صاحب کے ساتہہ شہید ہوے
اور دو بیٹون سے آپکے نسل جاری ہے ایک تو حسن مثنی اور دوسرے
زید شہید اور حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی سردفتر اولیا و اصفیا
غوثا خلاصۂ دودمان نبوی گل گلستان مرتضوی حامی ہر شاہ امیر و
فقیر محی الدین پیران پیر دستگیر سرور دو عالم غوث اعظم معشوق صمدانی

شیخ سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز حضرت امام حسن ؓ کی اولاد
سے ہین اور والدۂ ماجدہ آپ کی حضرت امام حسین کی اولاد سے ہین
پس حضرت غوث اعظم حسنی حسینی سید ہین اور خوارق اور کرامات اور
صفات حسنات آپکے اظہر من الشمس ہین اور اہل تحقیق اور تدقیق آپ کو
تیرہوان امام سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ اہل بیت نبوی مین سے امام برحق
تیرہ ہین ایک حضرت غوث اعظم اور باقی دوازدہ امام صلوۃ اللہ علی
النبی وعلیہم اجمعین

مخزن چھٹا بیچ ذکر وصف حمید امام شہید

امیر کونین حضرت حسین کے علی النبی وعلیہ السلام اور بیچ ذکر حال یزید پلید
کے علیہ ما علیہ اور بیچ ذکر حال مسلم ابن عقیل کے علیہ الرضوان اوپر
آینہ دل ارباب باصفا کے اور اوپر مرات احباب باوفا کے
مبین اور روشن ہو جیو کہ احوال سنجیدہ اور افعال پسندیدہ حضرت
شہید کربلا حسین ابن علی مرتضی ا کے زیادہ اس سے ہین کہ تحریر
اور تقریر کنجایش میکہے سخاوت اونکی نے نامہ حاتم طائی کو طی کیا
اور شجاعت اونکی نے داستان رستم دستان کو منسوخ فرمایا تاریخ
کی کتابون مین لکہا ہے کہ جسوقت آتش قہر اوس شہسوار میدان کارزار
کی شعلہ زن ہوتی تہی شرارہ تیغ برق آثار کے خرمن عمر اعدا کو صاعقہ
وار خاکستر کرتی اور آب سرچشمہ لطف اوس معدن رحمت و منبع
شفقت کا جو ترشح کرتا غبار جرایم ادرار کو صحفہ حال کنہگارون سے
محو فرماتا امام نجم الدین عمر نسفی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر تیسیر مین آپ کے
خلق عظیم اور حلم کامل کے احوال مین لکہتا ہے کہ ایک دن ریحان بوستان

بوستان ولایت یاسمن حدیقہ ہدایت ثمرہ نخل نبی یعنی حسین ابن علی
ساتہہ جماعت اشراف عرب کے اور فرقہ اہل علم وادب کے اوپر
سر دستر خوان کے بیٹھے تہے کہ خادم کے ہات سے کاسہ آش گرم کا
اوپر سر شاہزادے کے گرا اور ٹوٹ گیا اور وہ آش جلتے ہوے آپ
کے روے مبارک پر اور رخسار دن پر گرے شاہزادے نے از روے
تعلیم وادب کے نہ از راہ تعذیب وغضب کے تیز نگاہ سے طرف خادم
کے دیکہا خادم نے آیۃ کلام اللہ کی پڑہی اور کہا اَلْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ یعنی
اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ متقی وہ لوگ ہین کہ پی جاتے ہین غصہ کو شاہزادے
نے فرمایا مین نے غصہ کو پی لیا خادم نے کہا والعافین عن الناس یعنی بخش
دیتے ہین تقصیر آدمیون کی آپ نے فرمایا مین نے تجکو معاف کیا خادم
نے بقیہ آیۃ کا پڑہا واللہ یحب اَلْمُحْسِنِیْنَ یعنی اور اللہ دوست رکہتا ہے
احسان کرنے والون کو آپ نے فرمایا کہ مین اپنی ملک سے تجکو آزاد کیا
اور خرچ تیری معیشت کا اپنے ذمہ پر لازم رکہا

قطعہ

انکہ در صورت نیکو بود | آدمی از آدمیان او بود
نیکی مردم نہ نکو روئے ہست | خوی نکو مایۂ نیکوئی ہست

قطعہ ہندی

جس کی ہو نیک خو وہ آدم ہے | نہین تو جانور سے کیا کم ہے
صورت خوب کی نہین خوبی | خوب سیرت پسند عالم ہے

جناب ولایت انتما خواجہ محمد پارسا فصل الخطاب مین لکہتے ہین کہ مناقب
اور خوبیان اون صاحبون کی کہ پارہ اور لخت ہین صلی اللہ علیہ وسلم کے

اور خدا نے اونکی شان مین فرمایا ہے اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا کیا حاجت بیان کی رکہتے ہین

فصل

جانا چاہیے کہ قصہ اس بات کا کہ معاویہ ابن ابی سفیان نے یزید پلید کو ولی عہد اپنا کیا اور اوس مردود مطرود نے بعد امیر معاویہ کے خلیفہ بنکر کیا کیا کچہہ کیا بہت طویل اور دراز ہے اور بڑا ہے اگر مفصل لکہا جاوے تو یہہ کتاب بہت بڑی ہوی کہ جس سے غبار کلال وملال کا پڑہنے والون کے آئینہ خاطر پر بیٹہے اور لطف نہ رہے پس اسواسطے ذرہ بیمقدار خاکسار کہ بکار خاک پاے آل پاک سید الابرار نے حدیث اور تاریخ کی کتابون مین سے انتخاب کر کر اور چہانٹ کر بہت اختصار سے اپنے اپنے موقع پر احوال رقم کیا تو کتاب بہی مختصر اور چہوٹی رہے اور مطلب بہی فوت نہو وے

الغرض جب کہ سبط نبی حسن ابن علی نے رخت زندگانی کا طرف سرای جاودانی کے کہنچا یعنی وفات پائی اور رحلت فرمائی بعد اسکے حضرت امام حسین اپنے وطن مین یعنی مدینہ معظمہ مین رہتے تہے اور بندگی خدا تعالے کی اور ہدایت خلق اللہ کو کرتے تہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روضہ مبارک کی زیارت سے بہرہ اندوز ہوتے تہے اور کسو سے کچہہ غرض نرکہتے تہے لیکن اتفاق یہہ درپیش آیا کہ معاویہ ابن ابی سفیان نے جب سنا کہ حسن ابن علی نے جہان فانی سے طرف سرای جاودانی کے انتقال فرمایا ارادہ مصمم کیا کہ یزید پلید کو کہ امیر معاویہ کا پسر بہ کہر سے اپنا ولی عہد کرے ای برادر بس کہ یزید بے حیا پر ظلم و جفا زانی اور شراب خوار اور جواری اور بدکار حد سے زیادہ تہا اور فسق و فجور علانیہ کرتا تہا امیر معاویہ کو یہہ فکر اور

فکر اور تردد تہا کہ ایسے شخص کو کیونکر ولی عہد کیا چاہیئے اور اصحاب
اور احباب اور سب مسلمان اور اہل ایمان کیونکر اس حرکت سے راضی
ہووینگے اور دوسرے یہہ اندیشہ تہا کہ آج تک سلف سے خلافت کے
امر مین کسی نے کسی کو ولیعہد نہین کیا معاویہ ابن ابی سفیان کو یہی تردد اور تفکر
رہتا تہا اور ترپتے تہا اس تدبیر کے کہ اس اثنا مین حاکم کوفہ کا کہ امیر معاویہ
کی طرف سے تہا دمشق مین آیا اور امیر معاویہ کے پاس حاضر ہو کر خلوت
مین کہا کہ مناسب یہہ ہے کہ اپنے فرزند یزید کو اپنا ولیعہد کیجئے اور حق پدری
بجالایئے امیر معاویہ نے کہا یہہ کام کیونکر سرانجام ہووے اوسنے
کہا کوفہ والون کو تو مین راضی کر لونگا اور حاکم بصرہ کو چاہیئے کہ بصرہ
والون کو راضی کرے اور اکثر سپاہ ان دو مقامون مین ہے جسوقت
کہ یہان کے لوگ راضی ہوئے پہر سب آسان ہے القصہ امیر معاویہ
نے اسکام کا سرانجام اوسپر سونپا اور اوسنے ہزارہا درم کی طمع لوگون کو
دیکر راضی کیا اور امیر معاویہ نے ایک خط مروان کو لکہا کہ اون دنون
مین وہ مدینہ کا حاکم تہا کہ مدینہ کے لوگون سے یزید کی بیعت طلب کرے
اور لاکہہ درم عبداللہ ابن عمر کو بہیجے تہے کہ یزید سے بیعت کرین ابن عمر
نے وہ درم پہیر دیئے اور کہا میرا دین لاکہہ درم کو بہت سستا ہے اور
کسی نے اوسکی بیعت اور ولیعہد ہونا قبول نہ کیا اور حضرت عایشہ نے
نے فرمایا کہ معاویہ یہہ کیا بدعت کرتا ہے آج تک یہہ نہین ہوئی پس مروان نے
یہان کا سب حال امیر معاویہ کو لکہا القصہ معاویہ ابن ابی سفیان نے
بعضون کو درم و دینار کی طمع دلائی اور بعضون کو ڈر اور دہشت اپنی

دیکھا ہي اور کوفہ والون کو اور بصرہ والون کو اور شام کے لوکون کو راضي کیا اور سب نے یزید کي بیعت کرنے قبول کي اور بعضي آدمیون نے امیر معاویہ سے کہا کہ حق بات یہہ ہے کہ یزید کو ولي عہد کرنا برا کام ہے اور اسکا بد انجام ہے آخر کو تو پشیمان ہوگا اور بہت پریشان ہوگا امیر معاویہ نے یزید کو بہت سي نصیحتین کین اور سمجھایا کہ برے کام چھوڑے تو قابل خلافت کے ہووے یزید نے بہي لوکون کے دکھلانے کے واسطے اور اونکا دل ہاتھ مین لانے کے واسطے اوس برس حج کیا اور مکہ مدینہ مین مال بہت صرف کیا اور خیرات بہت کي کہ اسبات کي ملکون مین خبر مشہور ہوئي اور کسي شاعر نے ہجو اور کسي نے مدح کي القصہ معاویہ نے خط اور پروانے بہیجکر سردار اور اشراف اور نامي لوک کوفہ اور بصرہ اور مصر اور جزیرون کے ملک شام مین بلوائے اور انبوہ کثیر گرد دمشق کے کہ وہ شہر ہے شام مین جمع ہووے اور امیر معاویہ نے پہلے سے اپنے مصاحبون کو فہمایش کرکر اور مکر کي باتین سمجھا کر ایک دن مجلس مرتب کي بعد حمد و صلوۃ کے یہہ آیۃ پڑہي آیۃ یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولي الامر منکم معني آیۃ کے یہہ ہین اي مسلمانون فرمان برداري کرو اللہ کي اور فرمان برداري کرو پیغمبر کے اور فرمان برداري کرو حاکمون کي کہ تم مین سے ہین اور پہر تعریف یزید کي بیان کي اور اوسکي شجاعت اور سخاوت اور خلق اور حلم کا ذکر کیا وہ اہل غرض لوک کہ طمع اور لالچ مین گرفتار تہے اور پہلے سے اون کو سمجھا رکہا تہا اور مطلب اور مقصود امیر معاویہ کا جانتے تہے

جانتے تہے باہم ہوکر ایک زبان ٣٧ بولے کہ ای امیر زندگانی کا کچہہ بہروسا
اور اعتبار نہین ہے اور سرانجام آدمی کا زوال وفنا ہے تجکو لازم
ہے کہ ایسے فرزند ارجمند اپنے کو ولی عہد کردیے تو امت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امن وامان مین رہے اور یزید کی خوبیان
ظاہر و باہر ہین اگرچہ بعضے حق کہنے والونے اوس وقت بہی یہہ
کہا کہ معاویہ نیک اندیشہ کر دیکہہ تو کس شخص کو امت محمد صلی
اللہ علیہ وسلم پر والی کرتا ہے روز قیامت کو پرسش ہونے
والی ہے امیر معاویہ نے کہا یہہ بات سچ ہے مگر اصحاب سب
بوڑہے ہوگئے ہین اس کام کے نہین رہے اگرچہ اون کے فرزند
ہین لیکن مجکو سب سے اپنا فرزند عزیز اور دوست زیادہ
ہے الغرض طوعاً وکرہاً سب نے خواہ مخواہ بیعت کی اور
امیر معاویہ نے مدینہ کو مروان کے تئین لکہہ بہیجا کہ شام مین سب
ملکون کے سردارون اور اشرافون نے جمع ہوکر یزید سے بیعت
کری تجکو لازم ہے کہ مدینہ کے سب اشراف و اصحاب و
احباب کو جمع کرکر یزید کی بیعت لے تا خلاف نہ رہے اور
اطمینان ہوجاوے مروان امیر معاویہ کا فرمان بجالایا مدینہ والون
نے ہرگز نہ مانا چنانچہ اوس مجمع مین عبدالرحمن ابی بکر کے کلام سست
اور سخت صادر ہوئے بیچ حق مروان کے اور قریب تہا کہ
خانہ جنگی اور فساد ہووے کہ اتنے مین عائشہ صدیقہ یہہ غوغا سنکر
تشریف لائین اور مروان کو برا بہلا کہا اور فرمایا تو وہ شخص ہے

کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے تجکو اور تیرے باپ کو مدینہ سے نکلوادیا
تہا اور تجہپر حضرت نے لعنت کہی پہر تو میرے بہائی سے کہ صحابی ہے
اور صحابی زادہ ہے مقابلہ کرتا ہے اور درشت کلام کرتا ہے
مروان خاموش اور شرمندہ ہوا اور صدیقہ دولت خانہ اپنے
مین تشریف لے گئین اور فتنہ نے تسکین پائی اور مروان نے
سب احوال امیر معاویہ کو لکہا بعد اسکے امیر معاویہ ساتہہ کئی
ہزار سوار کے کوچ کر کر مدینہ منورہ کو آئے حضرت امام حسین اور عبد الرحمن
ابن ابی بکر اور عبد الرحمن ابن عمر اور عبد اللہ ابن زبیر نے استقبال
کیا اور پیشوائی کو شہر سے باہر برآمد ہوے اور لوگ بہت پیشوائی
کے واسطے نکلے امیر معاویہ نے ان چارون صاحبون سے
کلام درشت اور ناسزا کیے اور حضرت امام حسین سے کہا کہ تیرے
خون نے جوش مارا ہے خدا ے تعالی تیرا خون گرا دیگا القصہ
یہہ چارون بزرگوار اندیشہ کر کر وقت فرصت کے مدینہ سے
مکہ کو راہی ہوئے منزل بمنزل چلکر مکہ مین جا پہنچے عایشہ صدیقہ نے
یہہ احوال سنکر امیر معاویہ سے ملاقات کی اور بہت نصیحتین
فرمائین اور فرمایا کہ ان چار شخصون کو آزردہ کرنا اور انکے
ساتہہ بے ادبیان کرنی مناسب نہین کہ اصحاب کی اولاد ہین
اور حسین ابن علی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسا ہے اونکا
ادب اور اعزاز اور اکرام ہر مسلمان پر واجب ہے الغرض
امیر معاویہ نے کہا ای ام المومنین جو تو نے فرمایا اوسہی پر

اوسہی پر عمل کردن کا یہہ کہہ کر ان چار بزرگوار کو جو طلب کیا معلوم ہوا کہ مکہ کو گئے معاویہ ابن سفیان نے بہی مکہ کی طرف کوچ کیا جب کہ قریب مکہ معظمہ کے پہنچے اشراف مکہ کے استقبال کے واسطے آئے اور حضرت امام حسین اور ابن ابی بکر اور ابن عمر اور ابن زبیر یہہ چار شخص بہی پیشوائی کے واسطے تشریف لائے راہ مین امیر معاویہ سے ملاقات ہوئی امیر معاویہ نے انکا بہت اعزاز اور اکرام اور تعظیم کی اور کمال خوشی اور خورمی اور اختلاط سے اونکو اپنے ساتہہ لیکر شہر مین داخل ہوئے اور تحفہ تحایف اور اسباب گرانمایہ ہر ایک کے واسطے بہیجا حضرت امام حسین نے پہیر دیا کہ اہل بیت نبوی طمع اور حرص سے پاک ہین بعد چند روز کے چارون سے وہ ہی بیعت یزید کا پیغام موافق ہر ایک کے مرتبہ اور قدر کے کیا کسو سے نرم اور کسو سے سخت اور ہر ایک کی طرف سے جواب خلاف مرضی اپنی کے سنا الغرض کئی مرتبہ ان چار شخص سے خلوت اور جلوت مین سوال بیعت یزید کا کیا اور کبہی طمع مال کی دی اور کبہی شام کی فوج سے اور اونکی کینہ سے ڈرایا لیکن چارون مین سے ایک نے بہی نہ مانا کہ ایسے فاسق فاجر بدذات بدصفات کی بیعت ہم کبہی قبول نہ کرین گے آخر کو امیر معاویہ نے لاچار ہو کر یہہ تدبیر ٹہرائی کہ اپنے مصاحبون اور یارون کو پہلے سے سمجہا کر ایک دن سب اشرافون اور سردارون کو طلب کروایا اور

اون چارون کو بہي بلايا سب اکر حاضر ہوئے امير معاويہ منبر
پر چہڑہيے اور خطبہ پڑہا اور کہا کہ مين نے ايک تعجب کي بات سني
ہيے کہ لوک کہتے ہين يہہ چار شخص يزيد کي بعيت سے راضي نہين
اور اوسکي بعيت قبول نہين کرتے اور حالانکہ مين نے خلوت
مين انکو بلاکر پوچہا تہا اور اِس امر کي مشورت کي تہي انہون نے
مہربانيان نجہپر کين اور ساتہہ بيعت يزيد کے اقرار کيا اور اس وقت
ان کے روبرو اسواسيطے مين نے کہا کہ جس شخص کو ان کي طرف سے
شبہ انکار اور تکرار کا ہو وے تو وہ شبہ مٹ جاوے امير معاويہ
يہہ کہہ رہے تہے کہ شام کے لوکون نے تلوارين ميان سے
کہيسي ہين اور يہہ بات کہي اگر يہہ چار شخص ظاہر بعيت يزيد کي سب
کے روبرو کرين تو خير ہيے اور نہين تو ہم ان کے سر قلم کرتے
ہين اور شوکت اور عظمت يزيد کي اس قدر ہيے کہ اِن چار
شخصون کے بعيت کي کيا احتياج ہيے اگر حکم ہو تو اِن چارون کو
گردن مارين ہم امير معاويہ نے کہا کہ تم ساکن ہو يعني غصہ نہ کرو
اور تلوارين مياں مين کرو اور يہہ چار شخص اوسدم حيران تہے
کہ خداوندا يہہ کيا ماجرا ہيے اور خاموش تہے کہ اکر انکار کرتے
ہين تو ناحق مارے جاتے ہين اور جو اقرار کرتے ہين تو يہہ محض کذب
اور جہوٹ ہيے مکہ کے لوکون نے ان کے خاموش ہونے
سے جانا کہ پوشيدہ انہون نے بعيت قبول کي ہيے پس اب
ہمين تکرار نہين چاہيے سب نے يہہ سمجہہ کر يزيد کي بعيت قبول

کي اور اونکے وليعهد هونے کا اقرار کيا اور وه مجلس ختم هوئي
پهر مکه کے لوگون نے ان چار شخص کو ملامت کي که تم نے روز
اول يزيد کي بيعت سے انکار کيا اور پوشيده معاويه کے حضور
مين قبول کي ان چار شخصون نے قسمين کهائين که هم اس بات سے
هرگز واقف بهي نهين هين اور اوس وقت واسطے جان کے
خاموش تهے هم بعد اس معامله کے حضرت امام حسين اپنے
يارون کے ساته مدينه معظمه کو تشريف لے گئے اور امير معاويه
نے شام کيطرف کوچ کيا اثنا سے راه مين امير معاويه لقوے کے
مرض مين گرفتار هو گئے اور سخت بيمار هوئے لوگ جو اون کے
پاس واسطے عيادت اور خبر پرسي کے آئے تو ديکها امير معاويه
روتے هين اور دل تنگ هين مروان بهي آيا اور کها اي امير
عوض مرض سے جزع و فزع کرتے هو تم امير معاويه نے کها نهين
واسطے روتا هون مين ميرا يهه اراده تها که خير او رنيکي بهت کرون
ليکن کچهه مجهه سے نه هو سکي اور دوسرے يهه که مرض ايسي
مين بدن کو عارض هوا هے که مدام اوسکو کهولا چاهئے پس دشمن
ديکهه کر هنسين گے اور دوست روئين گے اور ڈرتا هون مين که
يهه بلا اس سبب سے نازل هوئي هے که علي ابن ابي طالب سے
ناحق لڑا مين اور حق تلفي اوسکي کي مين نے اور يزيد کو محمد صلي الله
عليه وسلم کي امت پر والي کيا مين نے يهه سب کچهه يزيد کي محبت
اور دوستي کے سبب مجهسے هوا اگر افراط محبت اوسکي مجهکو نهوتي

توبین صراط مستقیم پر چلتا اور اپنی توفیق اور ہدایت کو پہنچا نیتا اور
ایسی ہی باتین دیر تک امیر معاویہ نے کہین اور وہان سے کوچ
کرکر کوچ بکوچ شام مین پہنچے اور بیماری نے شدت کی تشنگی
نے غلبہ کیا اور غش بہت رہنے لگا اور لحظہ بلحظہ بیماری زیادہ
ہوتی تھی اور جب ہوش مین آتی تھے تو یہ کہتے تھے ای علی
فرزند ابو طالب کے ہاے کیون مین نے تیرا خلاف کیا اور کیون
مین تجھسے لڑا الٰہی اگر تو مجکو عذاب کریے تو مین اسیہی کے قابل
اور لایق ہون اور جو تو اپنے کرم اور لطف سے مجکو بخشدیے
اور عفو اور مغفرت کریے بیری تیری رحمت اور لطف سے
بعید اور دور نہین ہیے القصہ مفسد اور اوباش لوگ شام کے
کہ یزید سے سب متفق ہو رہے تھے گھبرائے کہ ایسا نہو کہ معاویہ
اپنی زندگی مین خلیفہ کسی اور کو کریے اور یزید پلید کو بھی یہہ باتین
سنکر اندیشہ ہوا پہر آپسمین مشورہ اور مصلحت کرکر یزید نے معاویہ
کے سرہانے بیٹھہ کر عرض کی کہ اگر عیاذاً باللہ نوخ آپکے دشمنون
کو درپیش آویے اور لوگون نیئے سر سے آپ سے آخری وقت
مجھسے بیعت نہ کی ہو ویے تو یہہ خلافت پختہ نہ ہوگی اور اولاد
بوتراب کی سے مجکو بہت رنج پہنچین کے مناسب یہ ہیے کہ اپنے
روبرو مجھہ سے سب کی بیعت کروا دیجیئے اور امیر معاویہ یہہ
سنکر خاموش تھے اور کچھہ نہ کہتے تھے ظاہرا ایسا معلوم ہوتا تھا
کہ امیر معاویہ از کردہ خود پشیمان تھے اور آخر کو یزید کی بیعت

بیعت سے اور اوسکے خلیفہ ہونیسے بیزار ہوئے اور دل تنگ
ہوئے القصہ ایک دن ضحاک ابن قیس اور مسلم ابن عقبہ کہ بڑے
مصاحب اور مقرب اور مخصوص امیر معاویہ کے اور یزید کے
مین امیر معاویہ کے پاس آئے اور کمال خیر خواہی سے عرض کی
کہ ظاہر ایسا ہے کہ آپ اس مرض سے جان بر اور اچھے نہ ہونگے
التماس یہہ ہے کہ آپ یزید کو خلیفہ کر دیجئے اور ہم یہہ چاہتے ہین
کہ حکومت اور خلافت آپ ہی کے خاندان مین رہے اور
علی ابن ابی طالب کے خاندان مین نجاوے امیر معاویہ نے
کہا مین گناہون سے بہت گرانبار ہون اور مغفرت اور رحمت
خدا کا امیدوار ہون ضحاک نے اور خلایق نے امیر معاویہ کو بہت
ضعیف اور ناتوان پایا سب دل تنگ ہوئے مسلم ابن عقبہ نے
عرض کی کہ انکھین اور دل رعیت کے اوپر سلطنت یزید کے لگ
رہے ہین اور سب یہہ چاہتے ہین کہ آپ اپنے قید حیات مین اوسکو
بالاستقلال خلیفہ کر دیجئے امیر معاویہ نے کہا آج روز چہارشنبہ
ہے اور جو کام چہارشنبہ کو کرنے مین آتا ہے انجام اوسکا برا
ہوتا ہے ہرچند کہ امیر معاویہ نے عذر کیا اور بدہ کی نحوست سے
حذر کیا لیکن چونکہ یزید کی قسمت مین دونو جہان کا مردود اور ملعون
ہونا تھا اور اوسکی سلطنت ناپایدار ہونیوالی تھی ضحاک اور
مسلم مصر ہوئے اسبات پر کہ آج ہی یزید کو خلیفہ کیا چاہیئے کہ جماعت
بہت لوگون کی محل خلافت کے دروازہ پر استادہ ہے اور

یہہ کہتے ہین کہ ہم نہ جاوین کے یہان سے جب تک کہ یزید سے بیعت
نہ کرلین کے لاچار ہوکر امیر معاویہ نے اجازت دی ستر سردار شام
کے اندر آئے اور سلام کیا امیر معاویہ کی شکرگذاری کی اور
حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی شکایت کی کہ ولایت عراق
سے اگر ہم شام والون نے اونکو قتل کیا ہم یہہ نہین چاہتے کہ خلافت اون
کے اولاد مین جاوے اور ہم سوا یزید کے کسیکا خلیفہ ہونا نہین
چاہتے امیر معاویہ نے حکم دیا کہ اور لوک بہی اشرافون اور سردارون
مین سے حاضر ہووین بموجب حکم کے حاضر ہوئے پہر امیر معاویہ
نے کہا کہ میرا وقت رحلت کا عنقریب ہے پس تم جس شخص کی
خلافت سے راضی ہو مین اوسیکو خلیفہ کرون سب شامیون
نے کہا ہم یزید کی خلافت سے راضی ہین پہر امیر معاویہ نے کہا
دل سچا اور یقین سے یہہ بات کہتا ہون مین کہ تم اسدم میری خاطر
نہ کیجیو تمہارے مصلحت مین جو شخص کہ قابل خلافت کے ہو مجہ سے کہہ دو
کہ مین اوسکو خلیفہ کرون تو خداے تعالے کے روبرو مجکو امر خلافت
مین محنت رہے سب نے بہ آواز بلند کہا کہ کوئی یزید پر فضیلت نہین
اور ہم سوا اوسکے اور کسیکو نہین چاہتے کہ خلیفہ ہووے جب
امیر معاویہ نے دیکہا کہ ساری سپاہ اسی بات پر متفق ہے کہا کہ
خیر بیعت کرو پہلے سب سے ضحاک اور مسلم نے بیعت کی یزید سے پہر سب
نے کہ دار الخلافت مین تہے بیعت کی بعد اوسکے یزید خلعت خلافت
کا پہن کر اور شمشیر حمایل کر کر اور پیراہن خون آلودہ حضرت عثمان

عثمان کا خلعت کے اوپر پہن کر دار الخلافت سے شہر کی جامع مسجد مین
آیا اور منبر پر چڑھکے دیر تک خطبہ پڑھا باقی لوگ شام کے حاضر ہوئے
اور بیعت کی دوسرے دن امیر معاویہ نے اپنے خاص لوگون کے
مجمع مین یزید کو بلایا اور بہت نصیحتین اور وصیتین امور دنیا کی اور امور
دین کی کین اور کہا چار شخصون نے کہ تیری بیعت قبول نہین کی ہے
اونسے یہہ معاملہ رکھیو کہ عبد الرحمن ابی بکر سے کچھہ اندیشہ نہ کیجو کہ وہ
اکل اور شرب اور عورتون مین مشغول رہتا ہے اور ابن عمر خوش
اخلاق اور زاہد عابد گوشہ نشین ہے اور ابن زبیر مرد مکار ہے اوس
سے ہشیار رہیو اور جو وہ تیری متابعت کرے تو اوسسے بہت سلوک
کیجو اور حسین کی حقیقت یہہ ہے کہ ای فرزند آہ آہ حسین ابن علی کو
آزردہ نہ کیجو اگر وہ تیری مخالفت کرے تو فقط وعدہ اور وعید سے اور
دہشت دکھانے سے کام نکالیو اور زیادہ اس سے اوسکی جناب
مین کچھہ حرکت نہ کیجو اور جو اوسکے اہل بیت مین سے تیرے پاس کوئی
اوے اوس سے بہت سلوک اچھا اور انعام اور اکرام کرنا کہ جو
خاندان نبوت مین سے ہین سوای عزت اور حرمت اور رفعت
کے زندگانی نہ کرین گے اور زنہار اپنے تئین اوس قوم مین
داخل نہ کرنا کہ وہ قوم جب خدا کے پاس جاوین تو خون حسین کا اون
کی گردن مین ہووے اور مین نے سنا ہے اپنے کانون سے کہ پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے قاتل حسین پر لعنت کہی ہے الغرض امیر معاویہ
نے بیچ امر تعظیم اور تکریم حضرت امام حسین کے بہت وصیتین کین

اور ضحاک اور مسلم کو کہا کہ تم گواہ رہنا بعد اسکے امیر معاویہ نے کہا
کہ ناخون پیغمبر خدا کے اور موئے مبارک آنحضرت کے صلی اللہ علیہ وسلم
بطریق تبرک کے میرے گہر مین ہین پس ای دوستو تمکو چاہیے کہ
جب مین وفات پاؤن تم اون ناخن مبارک کو ریزہ ریزہ کر کے میری
انکہون مین رکہہ دیجیو اور موی مبارک کو کان مین اور موہنہ مین میرے
رکہیو اور مجہپر نماز پڑہ کر خاک مین دفن کیجو اور کام میرا ساتہہ رحمت
اور لطف ربانی کے حوالہ کیجو بعد اسکے اواز امیر کی بیٹہہ گئی اور یزید
پلید فراغت کر کر شکار کے واسطے سوار ہو گیا اور ضحاک سے کہہ
گیا کہ ہم فلانے مقام مین شکار کہیلتے ہین تو روز خبر امیر معاویہ کی بہیجتا رہیو
دوسرے روز معاویہ ابن ابی سفیان نے منزل جاودان کی طرف
رحلت کی اور ماہ رجب مین اون کی وفات ہوئی اور عمر تہی اسی
برس کی اور ہجرت کے برس تہے ساتہہ **فصل** چاہیے جاننا
کہ یزید نے تخت حکومت پر بیٹہتے ہی خزانے مال کے کہول دیئے
اور امیرون اور سردارون اور خیل و حشم کو بقدر مراتب کے بخشش
کین اور نامہ ولید ابن عتبہ بن ابی سفیان کو بہیجا اور ولید اون دنون
مین حاکم تہا مدینہ کا اور مروان حاکم نہ تہا مگر مدینہ مین تہا مضمون خط کا
یہہ تہا کہ خلیفہ روے زمین نے یعنی معاویہ نے عالم فانی کو وداع کیا
اور سراے باقی کی طرف کوچ کیا اور اپنے قید حیات مین مجکو اپنا
خلیفہ کیا تہا اور یہہ وصیت فرمائی تہی کہ اولاد ابو تراب سے اور اون
کی جماعتون سے اوپر خون ریزی کے پر خوف اور پر حذر رہنا اور

رہنا اور تو جانتا ہے کہ خدا تعالیٰ بدلہ لیگیا شہید مظلوم کا یعنی عثمان ابن عفان کا اولاد ابو تراب سے رہکیگا اور اوس امر مین اولاد ابو سفیان کی واسطہ پڑی ہے یعنی اولاد ابو سفیان کی کہ یزید وغیرہ ہین بدلہ خون عثمان کا اولاد علی مرتضی سے لیوین گے اور اے ولید تو مضمون اس خط کا دریافت کر کر مدینہ کے لوگون سے میری بیعت لیجو اور ایک رقعہ اوس خط مین اور ملفوف کیا اوس مین لکھا کہ حسین ابن علی اور عبد اللہ ابن عمر اور عبد الرحمن ابن ابی بکر اور عبد اللہ ابن زبیر سے میری بیعت لیجو اور جو وہ نہ مانین تو اونکے سر کاٹ کر میرے پاس بھیجیو جب یہہ نامہ ولید کے پاس پہنچا اور اوسکے مضمون سے واقف ہوا کہا انا للہ وانا الیہ راجعون میرے تئین حسین فاطمہ سے کیا مطلب کہ اوسکا سر کاٹون لیکن یزید کے خوف سے ولید نے مروان سے مشورہ کیا اوس مردود نے کہا ابن ابی بکر سے اور ابن عمر سے اندیشہ نکر مگر حسین سے اور ابن زبیر سے بیعت کرنی قبول کروا تو خلافت یزید کی مستحکم ہووے ولید نے اول حضرت امام حسین کو بلایا آپ نے وعدہ آنیکا کیا اور تیس غلام اپنے مسلح کیے اور تیار کر کر اپنے سات لیے اور کہا تم کہڑی دروازہ پر ٹھہرے رہنا اور مین اندر جاؤنگا جسوقت میری آواز بلند ہو تم اندر چلے آنا اور اگر تروار چلے تم بھی میرے ساتھہ داد جوانمردی کی دینا القصہ حضرت امام حسین ولید کے پاس پہنچے اور مروان بھی وہان تہا اول ولید نے معاویہ کی وفات کی خبر سنائی حضرت امام حسین نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون حق تعالے تمکو اس مصیبت مین صبر جزیل اور ثواب جمیل

عطا فرماوے پہر ولید نے کہا سب مسلمانون نے یزید سے بیعت کی ہے
تم بہی اوسکی بیعت قبول کرو آپ نے فرمایا کل مین آؤن گا اور مسلمانون
کے مجمع مین اس امر مین جو مناسب ہوگا ویسا کرونگا ولید نے کہا بہتر
ہے اب آپ تشریف لیجایئے مروان ملعون نے کہا کہ اے امیر حسین کو جانے
نہ دیجیئے اور جو بیعت نہ کرے تو اسے زد وکشت کر حضرت امام حسین نے
غضب سے فرمایا کسکا زہرہ ہے کہ ایسی حرکت مجہ سے کرے جو کہ یہہ قصد کرے
دیکہلے کہ ابہی زمین کو اوسکے خون سے سیراب کرتا ہون اور مروان کو سخت
اور سست کہا پہر ولید کی طرف آپنے خطاب کرکر فرمایا اے ولید کیا تو
نہین جانتا کہ ہم اہل بیت نبوت اور معدن رسالت ہین اور گہر ہمارا محل
رحمت کا اور آمد و رفت ملایک کا ہے اور یزید فاسق فاجر شراب خوار
زانی قمار باز اور بدکار ہے اور فسق و فجور اوسسے علانیہ صادر ہوتے
ہین ہم کیون کر اوس سے بیعت کرین کل کے دن کہ مجلس منعقد ہوگی اور
مجمع ہوگا جو کہ کہنا ہے کہونگا مین اور دیکہونگا مین کہ لایق اور قابل
خلافت کے کون ہے القصہ باتون مین حضرت امام حسین کی جو آواز بلند
ہوئی آپکے غلامون نے کہ ہتیار باندہے ہوئے دروازے پر استادہ
تہے قصد اندر آنیکا اور دست برد کرنیکا کیا کہ حضرت امام حسین یہہ
بات سمجہ کر اور فہم کرکر جلدی سے اوٹہکر باہر تشریف لے آئے تو فتنہ
اور فساد نہوے مروان نے ولید سے کہا کہ تونے میرا کہنا نہ مانا کہ حسین
ہات سے نکل گیا ولید نے کہا افسوس ہے تجہپر اے مروان مجکو سات
قتل حسین ابن علی کے اشارہ کرتا ہے تو واللہ اگر شرق سے غرب تک

غرب تک جہان مجکو بخشین تو بہي اوسکے خون کرانے مین سعي نکرون مین
اي مروان فردا سے روز قیامت کے ترازو اعمال قاتل حسین نیکیون سے
خالي ہوگي پہر ولید نے عبدالرحمن ابن زبیر کو بلایا اونہون نے کچہ عذر کیا کئي
مرتبہ آدمي واسطے طلب کے کیا اور ابن زبیر نہ آئے ولید نے خوف اور
دہشت دکہائي اور کہلا بہیجا کہ ناحق قید ہوگا اور قتل کیا جاویگا ابن زبیر
کے بہائي عروہ نے ولید سے کہا جاکر کہ وہ تیرے خوف سے نہین آتا
مگر کل کے دن آویگا کہا خیر مضایقہ نہین عبداللہ ابن زبیر رات کے وقت
مدینہ سے مکہ کي طرف روانہ ہوگئے دوسرے دن ولید نے یہہ سنکر اونکے
پیچہے سوار بہیجے وہ کسو کے ہات نہ آئے یہان ولید نے دل تنگ ہوکر ابن زبیر
کے رشتہ دارون کو اور عبداللہ ابن مطیع کو کہ حضرت عمر کا قرابتي ہے اور
ابن زبیر کا دوست اور یار ہے قید کیا عبداللہ ابن عمر نے مروان کو اور ولید
کو بہت فہمایش کي کہ اس بات مین فتنہ اوٹہتا ہے مروان نے نہ مانا اور
اون کو قید ہي رکہا آخر کو برادري کے لوگ ابن زبیر کے متفق ہوکر قید خانہ
پر چڑہ آئے اور دروازہ توڑکر قیدیون کو نکال لیگئے القصہ کئي مرتبہ ولید
اور مروان نے حضرت امام حسین کي خدمت مین یزید کي بیعت کے واسطے
التماس کیا آپ نے قبول نہ فرمایا آخر کو ولید نے بصلاح مروان کے سب
احوال یزید کو لکہا یزید نے نامہ ولید کو بہیجا اور لکہا اگر حسین بیعت قبول نکرے
سر اوسکا کاٹکر اس نامہ کے جواب کے ساتہ بہیجدے اور امیدوار
انعام وافر کا رہوے ع ولید نے وہ خط پڑہ کر کہا لاحول ولا قوت
الا باللہ اگر یزید تمام دنیا مجہے بخشدے تو بہي یہہ کار نکرون گا اور جو یزید

مجکو کیسا ہی صبر پہنچے وسبب مین نہ ڈرونکا

فایده

تاریخ کی کتابون
مین لکہا ہے کہ اون دنون مین حضرت امام حسین ایک رات اوپر روضۂ
مطہرہ حضرت مصطفے کے صلی اللہ علیہ وسلم گئے اور کہا یا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم مین فرزند فاطمہ کا ہون اور تیرے فرزند کا فرزند ہون اور
آپ نے میرے حق مین امت سے کیا کیا نصیحتین اور وصیتین فرمائین تہین
آپ کی اُمت نے آپکی وصیت نہ مانی اور مجکو ضایع اور محروم چہوڑا
اور اونکی بیوفائی بوقت ملاقات کے مفصل خدمت مین عرض کرونگا یہ
کہہ کر تمام رات قریب روضہ مبارک کے نماز مین مشغول رہے دوسری
رات پہر روضۂ مطہرہ پر جاکر بعد مناجات اور عرض حاجات کے سر
مبارک کو قبر شریف پر رکہہ کر لیٹ رہے کہ آنکہہ لگ گئی اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب مین زیارت کی کہ فوج عظیم فرشتون کی
ہمراہ رکاب کے ہے اور حضرت نے حضرت امام حسین کو اپنے سینہ
بے کینہ سے لگا اور دونو انکہون کے درمیان مین بوسہ دیا اور فرمایا
اے حسین گویا دیکہتا ہون مین کہ عنقریب امت میری کربلا مین تجکو قتل کرے
گی اور تو اوس حال مین تشنہ لب ہووے اور تجکو بوند پانی کی ندیوین
اور باوجود اس حرکت کے میری شفاعت کے امیدوار رہین وہ لوگ
میری شفاعت سے محروم ہین اور اونکو میری شفاعت نصیب نہوگی
اے حسین تیرے مادر و پدر و برادر دیدار تیرے کے مشتاق ہین اور
تیرے لیے بہشت مین بڑے بڑے درجہ ہین کہ بدون شہادت پانے
کے ہات نہ آوین کے بعد اسکے آنکہہ کہلگئی حضرت امام سعید وشہید

وشہید اپنے گہر مین تشریف لائے اور شوق شہادت کا دامن گیر ہوا
اور دل محبت منزل دام عشق کا اسیر ہوا خاطر فیض ماثر مین عزیمت مکہ
معظمہ کی مستحکم ہوئی یہہ سنکر جان دوستون کی پرغم ہوئی ایک دن
آدہی رات کے وقت حضرت امام حسین اپنے نانا صاحب کے
روضۂ منورہ پر حاضر ہوے اور بعد ادا کرنے صلوۃ و مناجات کے
شرط وداع کی بجا لائے اور رخصت ہوے اور مادر اور پدر کی قبر
پر جاکر زیارت کیے اور وداع کرکر دولت خانہ مین تشریف لائے
محمد ابن حنیفہ کہ آپ کے بہائی ہین آپ کی خدمت مین حاضر ہوے
اور دونو بہائی آپسمین درد جدائی ملکر بہت روئے اور باہم ایک نے دوسرے
کو نصیحت اور وصیت کی آپنے وصیت نامہ لکہہ کر محمد ابن حنیفہ کو دیا اور
کہا ای بہائی مین مع اہل و عیال کے مکہ کو جاتا ہون اور تو مدینہ مین مقام
رکہہ کہ تجہہ سے کوئی سروکار نہین رکہتا اور نہ رکہے کا پس تو مجکو ہمیشہ
حال یزید کا لکہتا رہیو الغرض محمد ابن حنیفہ کو وداع کرکر اور اپنے اہل و عیال
کو ساتہہ لیکر بیچ شب چہارم شعبان کے یعنی شب برات کے چاند
مین تیسری تاریخ رات کے وقت مدینہ منورہ سے برآمد ہوکر مکہ معظمہ
کی طرف کوچ فرمایا اور وہ دن تہا جمعہ کا الغرض کوچ بکوچ اور منزل
بمنزل طی مسافت کرتے ہوے مکہ معظمہ مین پہنچے مکہ کے لوگون کو کمال خوشی
اور خورمی ہوئی رات دن آپ کی خدمت مین آتے تہے اور رشد
وہدایت پاتے تہے کہ اِس اثنا مین یزید پلید نے یہہ ماجرا سنکر ولید
کو مدینہ کی حکومت سے معزول اور موقوف کیا اور عمرو بن سعد الاشدق

کو حاکم مدینہ کیا اور یزید یحیے بن حکم بن صفوان بن اُمیہ کو کہ حاکم مکہ کا تہا
موقوف کیا اور عمرابن سعد ابن العاص کو حاکم کیا اور اوس طرف سے
شہروں کا والی کیا اس اثنا مین عبد اللہ ابن زبیر نے کہ مکہ مین تہے لوگون کو
باہم کرکر مکہ مین اپنا عمل دخل کرلیا اور عامل مکہ کا چہپ کر بہاگ کیا اور حضرت
امام حسین نے اون دنون مین اپنے گہر سے نکلنا موقوف کر دیا اور پہلی ابن
زبیر کو کہ جب قصد خروج کا اونہون نے کیا تہا حضرت امام حسین نے منع
بہی کیا تہا لیکن اونہون نے نہ مانا تہا بعد چند روز کے یہہ سب خبر بن یزید
کو گذرین اور یزید نے حاکم مدینہ کو لکہا کہ لشکر طرف مکہ کی بہیجے تو ابن زبیر
کی شر کو دفع کرے حاکم مدینہ نے لشکر تیار کیا اور عمر ابن زبیر کو کہ بہائی
ہے عبد اللہ ابن زبیر کا لشکر کا امیر کیا اور از بسکہ دونو بہائیون مین خفگی
اور رنا اتفاقی پیشتر سے تہی بہائی نے بہائی سے لڑنا اختیار کیا اور علاوہ
یہہ کہ طمع دنیا کی بری بلا ہے کہ پاس بہائی بیٹے کا اسمین سب فنا ہے
حالانکہ بعضی لوگون نے عمر کو بہت سمجہایا کہ ایک تو سگے بہائی سے لڑنا
اور دوسرے مکہ مین لڑنا ہرگز مناسب نہین اوس شخص نے ایک نمانی
اور امیر بن کر لشکر کو ساتہہ لیکر مکہ کو گیا اور ایک طوق چاندی کا بنوایا کہ جب
فتح کرون گا اور بہائی کو پکڑون گا یہہ طوق اوسکے گلے مین ڈالون گا اور
یزید کے آگے لیجاون گا القصہ جب عمر لشکر لیکر قریب مکہ کے پہنچا نصف
فوج انیس ابن عمرو بن اسلمی کے ساتہہ کرکر ایک طرف کا ناکا اوسکے سپرد
کیا اور نصف فوج سے ساتہہ ایک ناکے پر آپ رہا اور اپنے بہائی
کو پیغام بہیجا کہ ای عبد اللہ حرمت کعبہ کی نگاہ رکہہ اور باہر نکل اور ساتہہ سلامتی

سے کے یزید کی بیعت کر اور یہہ طوق چاندی کا میرے پاس ہے اسکو پہن لے
اور یزید کی خدمت مین حاضر ہو تا تیرا قصور معاف ہووے اور عبد اللہ
نے بہی جواب سخت اور سست کہے اور پہلے انس سے جا لڑے اور فتح
پائی انس ہار گیا پہر مصعب ابن زبیر کہ یہہ بہی عبد اللہ ابن زبیر کا بہائی
ہے اپنے بہائی عمر سے لڑا اور غالب آیا جب تو عمر حیران ہوا آخر کو
عمر عبیدہ ابن زبیر کے پاس کہ ان سب مین سب کا بڑا بہائی ہے جا چہپا
اور اوسکی پناہ مین رہا عبد اللہ نے خبر پا کر عمر کو پکڑوا بہیجا اور اتنے کوڑے
لگوائے کہ عمر مر گیا اور عبد اللہ ابن زبیر باشوق زور آوری سے مکہ مین رہے
اور عمل یزید کا مکہ مین سست رہا

فصل

چاہیئے جانا کہ بعد اس
قصہ کے دو شخص دوستدار اہل بیت کے ایک نامہ کہ چند اشراف اور
اعیان نے کوفہ کے لکہا تہا کوفہ سے لیکر بیچ خدمت حضرت امام حسین
علیہ الصلوات والسلام حاضر ہوئے آپ نے وہ نامہ کہول کر
اوسمین جو لکہا تہا حاصل اوسکا یہہ ہے کہ سلیمان ابن صرد اور رفاعہ
بن شداد اور فلان فلان تحیت اور سلام بہیجتے ہین اور التماس کرتے ہین کہ یزید
ابن معاویہ چاہتا ہے کہ بے مشورہ اور بے مصلحت اہل اسلام کے
حکومت کرے ہم لوگ کوفہ کے کہ آپ کے دوست ہین اوس طرح کی
خلافت اور حکومت سے راضی نہین داعیہ ہمارا یہہ ہے کہ آپ کی
رکاب سعادت مین ساتہہ دشمنوں کے جنگ اور قتال کرین اور آپ پر
نثار اپنی جان اور مال کرین آرزو ہماری یہہ ہے کہ آپ ساتہہ عزت
اور اقبال اور جاہ و جلال کے رونق افزا کوفہ کے ہوین کہ ہم نہایت مشتاق

جمال فیض التیام کے اور جو باپ طریقت اسلام کے ہین اور سب دوستدار
آپکی توجہ کے امیدوار ہین کہ بواسطہ حضور پرنور کے امور سلطنت کا نظام
پا دے اور سپاہ اور رعیت کا انتظام بخوبی ظاہر ہوئے حضرت امام حسین
علیہ السلام نے خط پڑہکر کچھہ نہ فرمایا اور جواب بھی نہ لکہا کہ عنقریب اسکے
دو شخص اور کوفہ سے وہان کے سردارون اور اشرافون کے خط لیکر حضرت
امام ہمام کی خدمت مین حاضر ہوئے قریب پچاس خط کے تہے کہ ایک ایک خط
دو دو تین سردارون کی طرف سے حضرت امام حسین علیہ السلام کے
نام تہا اور مضمون ان کا وہ ہے تہا جو کہ پہلے خط کا تہا پہر عنقریب اسکے
دو شخص اور پچاس خط لیکر اوسی مضمون کے حاضر ہوئے لیکن حضرت
امام برحق نے ایک کا جواب نہ لکہا اسمین اور لوگ کوفہ کے خط لائے
الغرض متواتر خط اور آدمی کوفہ سے آپکی خدمت سراپا برکت مین آئے
روایت ہے کہ ایک سو بیس خط کوفہ والون کے آئے اور بعضی روایتون مین
ہے کہ قریب ڈیڑہ سو خط کے بیچ جناب شہادت انتساب کے پہنچے القصہ
جب کہ ایلچی اور خط کوفیون کے بہت آلیئے تب آپ نے جواب لکہا کہ
خط تمہارے پہنچے اور اشتیاق تمہارا اور محبت اور دوستی اور ارادہ
تمہارا سب معلوم ہوا مین بہی تمہارے مقصود اور مطلوب کے بر لانے
مین تاخیر اور ڈہیل جایز نہ رکہون گا خاطر جمع رکہیو مگر بالفعل مسلم ابن عقیل کو
کہ میرا بہائی چچا کا بیٹا ہے تمہارے پاس بہیجتا ہون تو کیفیت حال اور
صدق مقال تمہارا معلوم کرے اور مجہے لکہے اور اوسکے ہاتہ سے بیعت کرنا اور اوسکے
مددکار رہنا روایت ہے عبد اللہ ابن عمر نے اور عبد اللہ ابن عباس نے

عباس نے اور عبد اللہ ابن زبیر نے اونکو عزیمت کوفہ سے بہت منع کیا
اور بیوفائیان کوفیون کی بیان کین اور جو کہ بدعہدیان کوفیون نے حضرت
علی مرتضی کے ساتھہ کی تہین سب یاد دلاین لیکن چون کہ عاشق زار
پروردگار خلف رشید حیدر کرار قتیل تیغ کرشمہ محبوبی شہید خنجر ادای
خوبی کشتہ صمصام شمشیر عشق خدا یعنی حسین ابن علی مرتضی کو شراب شوق
شہادت نے مخمور و مست کر رکہا تہا اور مزہ بادہ تمنا سے
وصال یار کا دل مین سما رہا تہا کسیکی نہ سنی نہ مانی اور جی مین بات شہادت
عظمے پانے کی ٹہانی اور مسلم ابن عقیل کو حکم دیا کہ تیاری کوفہ کے جانیکی
کی کرو بعد چند روز کے جواب خطون کے کہ کوفہ سے آیے تہے حضرت
مسلم کو دیکر اور نصیحت اور وصیت فرما کر رخصت کیا اور فرما دیا
کہ ای بہائی اور ای ابن عم کوفہ مین اوس شخص کے مکان پر اوتریو
اور مقام کیجو کہ اہل بیت کی محبت مین راسخ دم اور ثابت قدم ہووے
اور لوگون سے میرے بیعت اپنے ہات پر لیجو بس جب کہ جانیو
تو کہ قول اور فعل اونکی مطابق ہین اور کردار اونکی ساتھہ گفتار کے
موافق ہے مجکو خبر کیجو کہ مین بہی جلدی تیرے پاس اونگا اور مین
امیدوار ہون کہ حق تعالے مجکو اور تجکو درجہ شہادت کا عطا فرماوے
پہر دونو بہائی بغلگیر ہوکر رو دیے اور ایک نے دوسرے کو وداع
کیا اور حضرت مسلم نے کہا بموجب فرمان واجب الاذعان کے
جاتا ہون اور بمقتضی ارشاد مین سداد کے ان شاء اللہ تعالے بجا لاونگا
مضمون نظم
بتمام سر فرمانت بتعظیم کرز نی ہر دم
مرا عہد است نا

باشد که قربان رهت کردم   من اول رو درخواستم بهان لما عشقت
که جز خون جگر خوردن غذایے نیست در خوردم   هندی کے لکھم ہے
تیرے سے نه سر پهیرون میان   تیغ تیری کے مونهه موڑون میان   عید هو
اوسدن که تیری راه مین   شوق سے قربان هو   لگے تیری جان
خانهٔ الفت مین تیرے پهنچکر   همکو گذرا تها یهه هی دلمین گمان   خون دل
پینا پڑے کالا کلام   کیون که ہے یهه هی غذاے عاشقان   ہے
طریق عشق مشکل تر وصال   پاس جان رکهنا ہے اس ره مین زیان
بعضی کتابون لکها ہے که حضرت مسلم نے عرض کیے که یا ابن رسول الله
صلی الله علیه وسلم مجکو گمان ایسا ہے که دنیا مین مجکو پهر دیدار مبارک آپکا
میسر نه هوگا یهه کهه کر حضرت امام حسین کے هاتهه اور پاؤن چومین اور وداع
کیا اور رو دیئے که یهه دیدار آخری ہے اور یهه وصل تمهارا آخری ہے

ابیات فارسی

وداع کردم زجان وداع آخرین از دل   زکویت میروم ور غصه دارم
قصهٔ مشکل   نیارم طاقت دوری ندارم تاب مهجوری   عجب دردیست
بے درمان عجب کاریست بیحاصل   بود حاصل مراد من گرت بینم و لیکن
دیدن چسان آید ز مهجوری بخون آغشته زیر گل   ابیات هندی

وداع دوستان جو اس زمان ہے   کهڑی یهه سر په میرے بس گران ہے
جیے لیے کی نهین ازبسکه طاقت   غشی مین قلب و جان ناتوان ہے
رهون قدمون مین تیرے هی یه خواهش   و لیکن اپنا نصیب ایسا کهان ہے
زیارت پهر بهی هو تیری میسر   مگر یهه محض اب وهم و گمان ہے

وصال اوسکی جدائی کے الم سے   خبر دل کی نہ فکر جسم و جان سے

حضرت امام حسین بھی بہت روئے اور حضرت مسلم کو کلے سے لگایا اور
بہت نوازشیں اور دعائیں کیں پھر حضرت مسلم وہاں سے کوچ کرتے ہوئے
مدینہ منورہ میں پہنچے روضۂ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بجا لاکر
اپنے گھر میں گئے اور سب اہل و عیال کو وداع فرماکر دو بیٹے چھوٹے کہ ایک
کا نام محمد اور دوسرے کا نام ابراہیم ہے ساتھ اپنے لیے کہ اونسے کمال
محبت رکھتے تھے اور رات کے وقت کوفہ کو روانہ ہوئے کہتے ہیں کہ
رات کو راہ گم کی اور رستہ بھول کر ایک جنگل بے آب میں جا پڑے وہ رہبر
کہ ساتھ لیے تھے تشنگی سے مر گئے اور حضرت مسلم معہ ہر دو فرزند کے
ساتھ ہزار محنت اور مصیبت کے کسو پانی کے مقام میں پہنچے بعد اسکے
مسافت طے کرتے ہوئے کوفہ میں وارد ہوکر   اوس سرا میں کہ دار
مختار اوسے کہتے تھے اوترے اور مقام کیا اشراف اور اعیان
کوفہ کے حضرت مسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ملازمت اور ملاقات
کی حضرت مسلم نے خط حضرت امام حسین کا اونکو دیا اور پڑھا اور حضرت امام
ہمام کے اشتیاق میں مارے شوق و ذوق کے روئے اور آواز شوق
کی بلند کی پھر روز بروز لوگ کوفہ کے حضرت مسلم کی خدمت میں آتے
تھے اور اطاعت اور فرمان برداری ظاہر کرتے تھے یہانتک کہ بارہ
ہزار یا اٹھارہ ہزار مرد جنگی دائرہ بیعت میں داخل ہوئے اور حضرت مسلم
نے خط حضرت امام حسین کو لکھا کہ یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جماعت کثیر نے میرے ہاتھ پر آپکی بیعت کی ہے اور سب آپ کے

دیدار پرانوار کے آرزومند اور مشتاق ہین جسوقت چاہیے اوسوقت
اسطرف توجہ فرمایے کہ کام یہان کا رونق پر ہے اس اثنا مین نعمان ابن
بشیر کہ یزید کی طرف سے کوفہ کے حاکم تہے اس احوال سے آگاہ ہوکر
کوفہ کی جامع مسجد مین گئے اور کوفیون کو بلایا اور خطبہ منبر پر چڑھکر پڑہا اور
یزید کے غضب اور غصہ سے اور فتنہ اور فساد سے سب کو ڈرایا اور
کہا اپنے اوپر رحم کرو اور درپے خونریزی کے مت ہو نعمان ابن بشیر
نے فقط زبانی سمجھانے پر اور ڈرانے پر کفایت کری اور منبر سے اوترکر
اپنے گہر چلے گئے کہ اسمین یزید کے جاسوسون نے کہ کوفہ مین تہے سب یہان کا
احوال اور سستی نعمان بشیر کی یزید پلید کو لکھہ بہیجی یزید پلید نے بمشورہ
بعضی مصاحبون اپنے کے عبد اللہ ابن زیاد کو کہ حاکم بصرہ کا تہا فرمان حکومت
کوفہ کا لکھہ بہیجا اور اوسکو لکہا کہ تو اپنا نایب بصرہ مین چہوڑکر جلد تر کوفہ
کو جا اور مسلم کو قتل کرکر سر اوسکا میرے حضور مین بہیجدے اور مین نے حکومت
کوفہ کی تجہے دی اور نعمان بشیر کو معزول کیا ابن زیاد مردود بہت خوش
ہوا اور کوفہ کے چلنے کی تیاری مین مشغول ہوا اس اثنا مین خبر اوسے پہنچی
کہ سلیمان غلام حضرت امام حسین کا بصرہ کے بعضے سردارون کے نام خط
لیکر آیا ہے اور حضرت امام حسین نے لکہا ہے کہ مین تمکو ساتہہ زندہ کرنے
سنتون حق کے اور باطل کرنے رسمون باطل کے دعوت کرتا ہون اگر
میری دعوت قبول کروگے تو راہ حق کی پاؤگے قطعہ

ہر کہ او راہ راست میطلبد — گو بیا رو بجانب ما کن
قدمی در صدق پیش بنہد — وز صفا قدم را تماشا کن
طالب راہ حق بشوق تمام — تو ہماری طرف رخ اپنا کر

سیر کر باغ عشق کی اے دم   روضۂ قدس کا تماشا کر

اور اب مین کوفہ کی طرف روانہ ہوتا ہون جو کہ دوست اور محب ہوا
ہین چاہیے کہ ہو منتظر آمین والسلام پس ابن زیاد نے سلیمان کو تلاش
کرواکر پکڑوا بلایا اور قتل کیا بصرہ کے لوگون نے بے رحمی اوسکی دیکھکر
بہت خوف کیا اور وہ مردود نایب اپنا بصرہ مین چھوڑکر اوسی دن
کوفہ کو روانہ ہوا اور کوفہ والے انتظار کر رہے تھے حضرت امام حسین
کے آنے کا کہ از روز و فردا صبح و شام آپ کوفہ مین مع الخیر داخل ہوا
چاہتے ہین کہ رات کے وقت ابن زیاد اونٹ پر بیٹھا ہوا عمامہ سر سے
باندہے ہوے اور کپڑا سر اور مونہہ پر ڈالے ہوے بیابان کی طرف سے
ساتھ مصاحبون اور نوکرون اور چاکرون کے کوفہ مین داخل ہوا لوگون
نے جانا کہ حضرت امام حسین ہین کہ تشریف لاے ہین فوج فوج لوگ
اونٹ کے گرد ہوے اور کہتے تھے السلام علیک یا ابن رسول اللہ
صلی اللہ وسلم تجکو مبارک اور مرحبا اور ابن زیاد چپکے چپکے جواب سلام
کا دیتا تہا اور کچہہ نہ کہتا تہا مگر غصہ سے اپنے ہات کاٹ کہاتا تہا
پس جبکہ دار الامارت کے دروازہ پر پہنچا نعمان بشیر کہ قلعہ کے اندر تہے
اونہون نے بہی جانا کہ حضرت امام حسین تشریف لاے وہ یزید کے
خوف سے کوٹھے پر چڑھ کر پکارے یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یہان سے تشریف لے جاو اور فتنہ مت اوٹھاو کہ یزید اس شہر کو تیرے
تصرف مین رہنے نہ دیوے گا کہ اتنے مین ابن زیاد نے مونہہ اپنا کہولا
اور آواز اپنی سنائی اور لوگون نے جان لیا کہ یہہ عبید اللہ ابن زیاد ہے
لوگ سب تتر بتر ہو گئے اور نعمان نے دروازہ کہلوا دیا کہ وہ مردود محل

مین جاکر اوترا دوسرے دن شہر کی جامع مسجد مین آیا اور سب لوکون کو جمع کیا اور فرمان اپنی حکومت کا سب کے روبرو پڑہا اور کوفیون کو مخالفت یزید کی سے ڈرایا یہہ خبر حضرت مسلم نے سنکر اندیشہ کیا اور رات کو سرا سے مختار سے نکل کر ہانی بن عروہ کے گہر گیے اور کہا اے ہانی مین واسطے پناہ کے تیرے پاس آیا ہون ہانی نے حجرہ اپنے مکان مین آپ کے واسطے تیار کیا اور کہا بسعادت تشریف لا اور بسلامت قرار و آرام پکڑ بیت

رواق منظر چشم من آشیانہ تست کرم نما و فرود آکہ خانہ خانہ تست

دیدہ و دل ہے آپ کی منزل آئیے کیجیے کرم صاحب

رکہیے تشریف شوق سے اس جا کہا ہے آپ کچہہ نہ غم صاحب

لکہا ہے کہ اہل بیت کے دوستون نے یہہ احوال دریافت کر کر حضرت مسلم کے پاس حاضر ہونا شروع کیا الغرض لوک آتے تہے اور نئے سر سے بیعت کرتے ہے اور عہد و پیمان کو ساتہ قول و قسم کے مستحکم اور مضبوط بناتے تہے یہان تک کہ زیادہ بیس ہزار سے آدمی کساتہہ بیعت شاہزادہ کے سرافراز ہوئے القصہ ابن زیاد ہر چند جست و جو کرتا تہا لیکن حضرت مسلم کا پتا ہی نہ پاتا تہا آخر کو اوس مردود نے ایک ہوشیار سے غلام اپنے کو تین ہزار درم کی تہیلی دی کہ تو اہل بیت کے دوستون سے ملکر اور اخلاص کر کر کسی طرح مسلم ابن عقیل کے پاس پہنچ اور یہہ درم اوسکو گذران اور ظاہر کر کہ مین دوست اہل بیت کا ہون واسطے مدد اہل بیت کے یہہ مال لایا ہون تو مجکو ثواب جمیل حاصل ہوئے اور تو اس مکر اور حیلہ سے اوسکا سب احوال معلوم کر کر میرے پاس آکر

ظاہر کر وہ غلام بد انجام حکم ابن زیاد کا بجا لایا اور بمعرفت مسلم ابن عوسجہ کے حضرت مسلم کی خدمت مین پہنچا اور درم کذرانے اور قدم بوسی کی اور قسمین کہائین کہ مین دوستدار ہون نہ مکار و غدار ہون اور رات کو اونکی خدمت مین رہا اور سب احوال معلوم کر کر صبح کو ابن زیاد سے جا کہا دن چڑہے اوس پلید کے دربار مین اسما ابن خارجہ اور محمد اشعث جو گئے اوسنے کہا کہ ہانی کہان ہے اونہون نے کہا کہ بیمار ہے کہا کہ مین نے سنا ہے کہ ان دنون مین اچھا ہو گیا ہے اور گہر کے دروازے کے باہر نکل کر بیٹھتا ہے اور مین اوسکا مشتاق ہون تم جاؤ اور اوسے سوار کر کے لے آؤ وہ دونو حکم بجا لائے ہانی کو اگرچہ خوف ہوا لیکن اوپر تقدیر ربانی کے راضی ہو کر اون دو شخصون کے ساتھ دربار مین آئے ابن زیاد نے کہا اے ہانی تو نے مسلم ابن عقیل کو اپنے مکان مین اوتار کر ایک خلق او انبوہ کو بیچ دایرہ بیعت حسین کے لایا ہے ہانی نے فرمایا کہ مین نے اوسے نہین بلایا مگر جون کہ وہ پناہ کے واسطے آپ میرے پاس آیا مین نے دل مین کہا کہ مروت اور حیا سے بعید ہے کہ مین اوسکو منع کرون اور پناہ ندون ابن زیاد نے کہا اب تو مسلم کو میرے پاس حاضر کر ہانی نے کہا ہرگز یہہ نکرونگا کہ ایک مسلمان کو پناہ دیکر پہر دشمن کے ہات مین دون قاعدہ وفاداری کا یہہ نہین ہے

بیت
صفت عاشق صادق بحقیقت آنست ۔ کہ گرش سر برود از سر پیمان نرود

ہندی
محبت چاہئے انسان نچہوڑے ۔ کبہی محبوب کا دامان نچہوڑے
نشان عاشق صادق یہہ ہی ہے ۔ کہ سر دیوے پر سر پیمان نچہوڑے

ہر چند ابن زیاد کے مصاحبون نے

ہانی کو بہت سمجہایا لیکن اونکے خیال مین نہ آیا آخر کو ابن زیاد نے ہانی کو قید کیا پہر بہی ہانی نہ مانا اور اپنا فدا کرنا مسلم ابن عقیل پر ٹہانا شعر

ہر سوائی علم روز یکہ می افراشتیم
بر سر کوی تو اول ماتم خود داشتیم

عشق کا جبدن علم مین نے اوٹہایا جان جان
ماتم اپنا کرلیا تیری گلی مین

اوس زمان روایت ہے کہ ابن زیاد نے حکم دیا تو ہانی کو بر سر بازار لیجا کر گردن مارا اور سر مبارک اونکا ابن زیاد بد اعتقاد کے پا پہنچا عمر حضرت ہانی کی اسّی اور نو برس کی تہی اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے تہے اور علی مرتضی کے احباب سے تہے جب کہ یہہ خبر حضرت مسلم نے سنی رگ ہاشمی ایک دفعہ جوش مین آئی اور اپنے دونو فرزند ارجمند کو قاضی شریح کے گہر بہیجکر مسلح اور تیار ہوے اور ندا دی کہ ای اہل بیت کے دوستون حاضر ہو قریب بیس ہزار آدمی اونکے مسلح اور مکمل ہمراہ رکاب کرامت مآب کے ہوئے اور قصر امارت پر آئے اور ابن زیاد اپنے مصاحبون اور ملازمون کے ساتہہ قلعہ بند ہوا اور حضرت مسلم نے قلعہ کو گہیر لیا اور دونو فرقون مین جنگ عظیم اور لڑائی بڑی درپیش ائی قریب تہا کہ قلعہ کو لیلین اور اوس مردود پر فتح یاب ہوین کہ اوس ملعون پلید نایب یزید کی صلاح سے سردار کوفہ کے مانند کثیر ابن شہاب اور محمد اشعث اور شمر ذی الجوشن کی کوٹہے پر چڑہے اور حضرت مسلم کی فوج کو کہ سب کوفی تہے یزید کا خوف دلوایا اور ڈرایا اور کہا اے کوفیون افسوس ہے تمکو کہ عنقریب لشکر یزید کا شام سے آیا چاہتا ہے اور امیر نے قسم کہائی ہے کہ اگر یہہ لڑائی سے باز نرہین گے تو ہم اونکے

اونکے زن و بچہ تک قتل کرواڈالیگا بس ای لوگو تم اپنی جانون پر بخشش کرو
اور اپنے زن و فرزند پر رحم فرماو فوج کوفیون کی یہ سنتے ہی مارے خوف کے
لرزنے لگی اور متفرق ہونے لگی اور پرے کے پرے سوانے لگے کھسکنے لگے الغرض کوفیون
نے موافق عادت قدیم اپنی کے بیوفائی ظاہر کی اور شرم خدا و رسول
کی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مین سے باہر کی آخر کو تیس سوار پاس رہ گئے
پھر تھوڑی سے دیر مین وہ بھی اوڑ گئے اور حضرت مسلم تنہا رہے حیران اور
پریشان تھے اور زبان حال سے یہہ مقال کہتے تھے قطعہ

اندر اول خود نمائی میکنند ۞ و اندر آخر بیوفائی میکنند
چون چنین جلد اندر بیگانگی ۞ پس چرا آن آشنائی میکنند

قطعہ ہندی

تمنے اول تو خود نمائی کی ۞ آخرش خوب بیوفائی کی
تھی یہہ بیگانگی اگر مرکوز ۞ کسلیے پہلے آشنائی کی

القصہ حضرت مسلم ابن عقیل سرگردان رات کو محلون اور کوچون مین پھرتے
تھے اور کوچے اور ناکے ابن زیاد مایہ فساد کے حکم سے بسبب فوج
اور پاسبان اور نگہبان کے بند تھے اور گرد شہر کے اور دروازون
پر سوارون کا بندوبست تھا جو فوج کے ہمراہ رکاب حضرت مسلم کے
تھی وہ سب ابن زیاد بدنہاد کی فرمان بردار ہوئی الغرض حضرت مسلم
نے راہ کہین نہ پائی کہ شہر سے باہر نکلین یا کہین جاکر بیٹھہ رہین کہ پھرتے پھرتے
پھرتے ناگاہ ایک بڑھیا کے دروازہ پر جا پہنچے کہ نام اوسکا طوعہ ہے
اور وہان بیٹھہ گئے بڑھیا نے دیکھہ کر کہا کہ ای شخص شہر پر آشوب ہے اور

رات کا وقت ہے تو اپنے گہر کو کیون نہین جاتا حضرت مسلم نے کہا مین مرد مسافر خاندان نبوت سے ہون اور گہر بار نہین رکہتا ہون اگر تو مجکو اپنے گہر مین مقام دے حق تعالے تجکو اسکی جزاء خیر دنیا وعقبی مین عطا فرماے اوس عورت ضعیف نے حضرت کا نام ونسب پوچہا اور بہت مبالغہ اور تکرار کی آپ نے فرمایا کہ مسلم ابن عقیل امام حسین کا بہائی ہون عورت مردانہ سرشت نے کہا مبارک اور مرحبا قدم رنجہ فرمایئے میرے مکان مین چل الغرض اندر لیجا کر ایک حجرہ مین اونکو بٹہایا اور وہ اونکا حال دریافت کرکر رونے لگی کہ اتنے مین اوس عورت کا بیٹا آیا اور اوس کو حجرہ مین آتے جاتے اوس نے دیکہا پوچہا کیا سبب ہے کہا ایک شرط سے کہتی ہون کہ تو یہہ بہید ظاہر نہ کرے اوس نے بقول وقسم شرط کی عورت نیکبخت نے کہا مسلم ابن عقیل نے مجہسے پناہ چاہی اور مین نے پناہ دی اور رسم خدمت کی بجالاتی ہون اور اللہ تعالے سے امید ثواب کی رکہتی ہون الغرض بیٹا اوس پیرزن کا صبح کو ابن زیاد کے دربار مین گیا کہ ابن زیاد نے حکم دیا تہا کہ شہر مین منادی ہوجاوے کہ جو شخص خبر مسلم کی لاویگا دس ہزار درم سرکار سے پاویگا اور وہ شخص جس مراد اور حاجت کے واسطے مجہ سے عرض کریگا مین قبول کرونگا اور جو شخص اپنے گہر اوسے چہپاویگا قتل کیا جاویگا اور گہر اوسکا لوٹ لیا جاویگا اوس بڑہیا کے بیٹے نے جاکر محمد اشعث سے کہا کہ مسلم ابن عقیل میرے گہر مین ہے اور میری مان نے اوسے پناہ دی ہے محمد اشعث نے ابن زیاد سے کہا ابن زیاد نامراد

نامراد خوشدل ہوا اور اپنے نایب کو کہ نام اوسکا عمر ابن حریث مخزومی
ہے کہا کہ تین سو آدمی جنگی محمد اشعث کے ساتھہ کردیے اور محمد
اشعث سے کہا کہ طوعہ کے گہر پر جاکر مسلم ابن عقیل کو گرفتار کر لا محمد اشعث
سپاہ کو ساتھہ لیکر سوار ہوا اور طوعہ کے گہر پر جا پہنچا اور طوعہ کے
در و دیوار بام کا بندوبست کیا کہ کہیں مسلم نکل نجاوین حضرت مسلم
صبح کی نماز پڑہ کر جا نماز پر یاد الہی مین بیٹھے تھے کہ آواز گہوڑون کے
سمون کی کان مین آئی آپ نے جانا کہ وقت شہادت کا عنقریب آیا
اوٹھے اور سلاح بدن مبارک پر آراستہ کیے اور شمشیر میان مین
سے نکالی اور گہر سے باہر نکلے کہ فوج نے آپ پر حملہ کیا حضرت مسلم نے
مانند شیر ژیان کی حملہ کیا اور کتنے مردودون کو جہنم واصل کیا یہہ خبر ابن زیاد
کو پہنچی اوس بدنہاد نے محمد اشعث کو کہلا بھیجا کہ مین نے تجکو ساتھہ
تین سو مردان جنگی کے پکڑنے کو ایک شخص کے بھیجا ہے اگرچہ وہ مرد دلیر
ہے لیکن پہر ایک ہے عجب ضعف اور سستی کی ہے کہ باوجود اتنی فوج
کے ایک شخص ہات نہین آتا محمد اشعث نے اوسکے جواب مین
کہلا بھیجا کہ تجکو شاید خیال یہہ ہے کہ کسو بقال یا جلاہہ کہ اوپر ہمکو بھیجا
ہی واللہ مسلم ابن عقیل وہ دلاور ہی کہ شمشیر انتقام سے خون دلاورون
کا اوپر خاک ہلاک کے ڈالتا ہے اور وہ صفدر ہے کہ ساتھہ ضرب
خنجر کے خاک معرکہ کو ساتھہ مغز دلیرون کے ملاتا ہے بیت

جو بر جوشد از خشم آن تند میغ   ز آب آتش انگیزد از برق تیغ

اگر وہ جوش مین اوسے دلا   ڈرتے غصہ سے اوسکے فوج لشکر

لگا دے اگ پانی مین غضب سے　　　　کرے شمشیر سے بجلی کو مشتعل
ابن زیاد نے کہلا بھیجا کہ اوسکو امان دیکر میرے پاس لیے آو محمد ابن اشعث
نے کہا ای مسلم ہات تیغ زنی سے باز رکھہ اور میرے پاس آکہ امیر نے
تجکو امان دی ہے حضرت مسلم نے فرمایا کہ میرے تئین تمہارے
امان کی کچھہ احتیاج نہین ہے اور تم کوفیون کے قول پر اعتماد نہین
ہے بیت　　ندیدم من از ہیچ کوفی وفا　　ز کوفی نیاید بغیر از جفا
بیت ہندی　　کسی نے نہ کوفی سے دیکھی وفا　　عجب قوم سے
بادغا پر جفا　　یہہ فرماکر پہر حملہ کیا اور بہتون کو قتل اور اکثر کو زخمی کیا کہ
سپاہ سب عاجز آئی اور سوار پیادہ ہوے اور اکثر کوٹھون پر چڑہ گئے اور
تیر اور پتھر آپ پر مارے کہ آپ کا بدن مبارک کوفتہ اور زخمی بہت ہو گیا
لکھا ہے کہ ایک پتھر آپ کی پیشانی مبارک پر لگا اور چہرہ منور تمام لہو سے
سرخ ہو گیا　　شعر　چون شہیدان تر اور ہر دو عالم سرخ رو است
خوش دمی باشد کہ ما را کشتہ زین بر بند　　شعر ہندی　　دو جہان
مین سرخرو ہین ای میان تیرے شہید　　کشتہ ہونا عشق سے کے میدان
مین ہمکو ہے عید　　پس مکہ کی طرف رخ کیا اور کہا ای بہائی حسین ابن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھہ آپ کو خبر ہے کہ تمہارے چچا کے فرزند
پر کیا گذر رہی ہے لیکن مجکو خدا کی راہ مین کچھہ اندیشہ نہین ہے　قطعہ
ہر نشان کز خون دل بر دامن چاک من است　　نیش اہل دل دلیل دامن
پاک من است　　شد تنم فرسودہ زیر سنگ جور کوفیان　　کشتہ
عشقم من واین سنگہا خاک من است　　قطعہ　　عزیز دیدہ خون دامن

دامن چاک کا نشان ہے سر سے دامن پاک کا ۔ ہوا دفن تن زیر
سنگ ستم ۔ کیا کام تہر نے یہان خاک کا ۔ پہر حضرت مسلم کہ زخمون سے
چور ہو رہے تہے ایک دیوار سے لگ کر بیٹھ گیے کہ ایک بدبخت نے
تروار ماری کہ ہونٹ اوپر کا آپ کا کٹ گیا آپ نے اوسی حالت
مین کمال چالاکی سے اوتہہ کر ایک ضرب تیغ کی ایسی دی کہ اوسکا
سر کٹ کر دس قدم جا پڑا اور پہر دیوار سے لگ کر بیٹھے اور یہہ
کہتے تہے کہ خدایا ایک شربت آب کی آرزو رکہتا ہون اور کسو کو مارا
نہ تہا دہشت سے کہ پانی پاس لیکر آوے آخر کو محمد اشعث سے کہا کہ بجز
عار اور ننگ کی بات ہے کہ ایک شخص اتنی فوج سے مارا نہین جاتا
پس سب ملکر دفعۃً اس پر حملہ کرو سپاہ نے ویسا ہی کیا اور ایک مردود
نے پیچہے اکر نیزہ مارا کہ آپ غش کہا کر گر پڑے رمق جان کی باقی ہی
تہی کہ اوتہا کر ابن زیاد کے پاس لے گئے اوس نے سر مبارک کاٹ
کر یزید کے پاس دمشق کو روانہ کیا اور ہانی کا سر بہی یزید کے پاس بہیجا
اوس مردود نے دونو سر دمشق کے دروازے پر لٹکوا دیے اور یزید
پلید ابن زیاد سے بہت راضی اور خوش ہوا اور اوسکو شکریہ لکہا اور
انعام و احسان کثیر کا متوقع کیا اور لکہا کہ تیرے برابر کوئی عزیز اور معزز
اور مصاحب بڑا نہین ہے بعضی روایتون سے ثابت ہوتا ہے کہ جب
حضرت مسلم کو اوتہا کر لیگئے مین اتنی طاقت باقی رہی تہی کہ عمر سعد
سے آپ نے یہ کہین اور فرمایا کہ ایک تو مین اس شہر مین سات
سو درم کا قرضدار ہون میرا گہوڑا اور زرہ بیچکر ادا کیجو اور دوسرے یہ

جب میرا سر کاٹ لیوین تو میری لاش کو کسی مقام مناسب مین دفن
کریو اور تیسرے میرے بہائی سعید کو ین امام حسین کو میری طرف سے
لکہیو کہ زنہار زنہار اوپر قول اور قسم کوفیون کے اعتماد نہ کرنا اور عراق
کی طرف متوجہ نہونا ایسا نہو آپ پر وہ گذرے کہ جو مجہپر گذرا اور مین
تو آپ پر فدا ہوا جو کہ کام میرا تہا وہ مجہسے ادا ہوا **فائدہ** جاننا چاہئے
کہ حقیقت آپ کے دونو فرزند کے قتل ہونے کی روضۃ الاحباب مین
اور روضۃ الصفا مین نہین لکہی ہے لیکن مین نے اور کتابون معتبر مین
ساتہہ روایات معتبر کے دیکہی ہے کہ وہ دونو مظلوم و یتیم یعنی محمد اور
ابراہیم کہ دونو کمال خورد سال تہے اور گلستان ابو طالب کے نونہال
تہے زمین حیات سے ساتہہ باد صرصر ممات کے فنا پذیر ہوئے
او جڑ سے اوکہاڑے گئے یعنی کوفیون نے اونکو بہی قتل کیا ابیات

دریغ و درد کہ آن ہر دو نوجوان نشند | بصد علامت و حسرت ازین جہان رفتند
چو عندلیب سزد گر کنیم نالہ و آہ | کنون کہ یاسمن و گل ز بوستان رفتند
ز غم غریبی و غربت نبود گشان چو تو | بجانب پدر خویشتن دوان رفتند

ابیات ہندی

دریغ و درد کہ معصوم وہ بہائی گئے | مراد کو بہی نہ پہنچے کہ اس جہان سے گئے
نہ کیون کہ نالہ کرون عندلیب کے مانند | جو گل تہے رونق گلذار بوستان سے گئے
غم غریبی و غربت سے تنگ وہ ہوکر | پدر بزرگ کے نزدیک اس مکان سے گئے

مگر جس تفصیل سے کہ حقیقت ان کی قتل ہونے کی روضۃ الشہدا مین لکہی ہے
اس تفصیل سے کسی کتاب معتبر مین دیکہنے کا اتفاق نہین ہوا مخزن

مخزن ساتوان

بیچ ذکر روانگی حضرت امام حسین کے مکہ معظمہ سے طرف کوفہ کی اور پہنچنے کے بیچ کربلا کے اور درپیش آنے جنگ اور لڑائی کے روایت کرنے والے روایت پر درد و غم کے اور نقل کرنے والے نقل تاریخ عالم کے اسطرح روایت اور نقل کرتے ہین کہ جس روز کوفہ مین حضرت مسلم نے شہادت پائی اوسی دن حسب اتفاق کے حضرت امام حسین نے مکہ معظمہ سے کوفہ کو کوچ کی ٹھہرائی اور شہر سے برآمد ہوے گویا خانۂ شہادت مین درآمد ہوے روایت ہے جب کہ ارادہ امام شہید اکبر حسین ابن علی صفدر کا کوفہ کیطرف مصمم ہوا یارون اور دوستدارون اور عزیزون اور رشتہ دارون کو کمال فکر اور غم ہوا چنانچہ عبد اللہ ابن عمر آپ کی خدمت مین آئے اور شرط منع کرنے کی اس ارادہ سے طرح طرح بجالائے جب کہ دیکھا کہ عرض اور التماس اس امر مین پذیرا نہین ہے بہت روئے اور پیشانی حضرت کی چومی اور کہا مین نے تجکو خدا کو سونپا ای شہید سعید اور منع کیا عبد اللہ ابن زبیر نے بہی اور عبد اللہ ابن عباس نے کہا یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوفہ کا قصد مت کر کہ کوفی مکار غدار بے وفا پر جفا ہین تیرے باپ اور بہائی کے ساتھ کیا کیا برائیان اور بیوفائیان کین ہین کہ سب تجپر روشن ہین حضرت امام حسین نے فرمایا ای فرزند عم کمال شفقت فرمائی تو نے اور حق نصیحت کا بجالایا تو نے اور جو کہ محبت اور خلوص تیرا میرے ساتھ ہے خوب مجہے معلوم ہے حق تعالے تجکو جزاے خیر دیوے لیکن چونکہ قریب ڈیڑہ سو دلکھو

خطے میرے پاس آچکے ہین اور وہ لوگ بظاہر رشد و ہدایت کے طالب
ہین اور مین نے اونسے وعدہ آنیکا کرلیا ہے پس جانا ہی وہان بن آتا ہے
ایک روایت یہہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ عزیمت میری کوفہ کو جانے کی
مصمم ہوئی کہ یہہ کسی طرح موقوف نہین ہوسکتی اور اس سفر مین اسرار
الہی کو پیش آنے والے ہین کہ مین ہی جانتا ہون عبداللہ ابن عباس نے
کہا کہ خیر زن و فرزند کو ساتھہ مت لیجا آپ نے فرمایا کہ ان کو کہان
چھوڑدن اور کسکو سوپون بہتر یہہ ہے کہ میرے پاس یہہ بہی ہو دین
عبداللہ ابن عباس نے کہا کہ بالفعل مجہ کو کچہہ ضرورت درپیش ہے کہ مین
مدینہ کو جاتا ہون اگر تو نے کوفہ مین قرار پکڑا تو مین بہی تیری خدمت
مین اونگا یہہ کہکر ابن عباس بے اختیار ہوگئے بہت روئے اور کہا دریغ
حسین سے اور ہزار دریغ توقع ہمین کچہہ نرہی دیکہا چاہیے کہ حال اوسکا
عراق مین کیا ہو گا روایت ہے عبداللہ ابن عمر نے بہی بہت فہمایش
کی اور کہا ای حسین عداوت اور دشمنی لوگون کی کہ تیرے ساتھہ
ہے اور بیوفائی کوفیون کی سب تجہپر روشن ہے اور خلقت نے یزید
کے ساتھہ بیعت کرلی ہے ہمین اندیشہ ہے کہ ساتھہ طمع مال دنیا کے
مکہ کے لوگ بہی تجہسے مخالف ہوجاوینگے اور کوئی نصرت اور مدد
تیری نکریگا اور مین نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ
فرماتے تھے حسین قتل کیا جاویگا اور جو کوئی اوسکے مدد نکریگا روز
قیامت کے حق تعالے اوسے ذلیل اور خوار کریگا پس مصلحت
یہہ ہے کہ یزید کی بیعت قبول کر اور صبر فرما اور ہماری عزیمت اب

اب مدینہ کی طرف ہے تو بہی مدینہ کو تشریف لے چل اگر اوس پلید
سے بیعت کی مرضی نہ ہو تو اپنے گہر مین بیٹہ رہنا اور کسی سے کچہہ غرض نہ رکہنا
کہ بلاؤن سے محفوظ رہے گا تو حضرت امام حسین نے فرمایا ہیہات ہیہات
ای ابن عمر دشمن مجکو کب گہر مین بیٹہ رہنے دیتے ہین جہان مین ہون گا
مجکو یزید کی تکلیف دین گے اور مین انشا اللہ تعالے ہرگز ہرگز نہ مانون گا
اور وہ مجہسے درپیش آوین گے جیسے کہ درپیش آوین گے ابن عمر یہہ جواب
سنکر بہت روئے اور کہا اے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے
واسطے پاکی اور طہارت ہے اور دنیا مین سراپا رنج اور اذیت
ہے اور عقبے سراسر نعمت اور راحت ہے اور ابن عباس نے کہا کہ قسم
خدا کی اگر تیرے سامنے اے حسین ابن علی تلوارین مارون مین اور
تیرے دشمنون سے لڑون مین یہان تک کہ میرے دونو ہات قلم
ہو جاوین تو بہی تیرے باپ کے ایک حق سے ادا نہ ہون مین علی کے
اور انکے حقوق مجہپر بہت ہین اور اب کہ تو کوفہ کو تشریف لیے جاتا ہے اور
مجکو عزیمت مدینہ کی درپیش ہے دیکہا چاہیے کہ یہہ دیدار فرحت آثار
کب نصیب ہوتا ہے   قطعہ   تو میروی و من خستہ بازمی مانم
درانکہ بے تو بمانم عجب ہمی مانم   تو بادپا ہے عزیمت چو باد میرانی
من آب دیدہ گلگون بہ آب میرانم   ابیات ہندی
مجہسے ہوتا ہی کیون جدا افسوس   تو چلا مین رہا یہان افسوس
تو روان مثل باد اور دریا   چشم میرے سے بہہ گیا افسوس
اور عبد اللہ ابن زبیر نے حضرت امام حسین سے عرض کی کہ تو مکہ مین

اقامت کر اور قاصد اپنے طرف بہیج کر اپنے دوستون کو اپنے پاس
جمع کر اور قوت پکڑ پہر یزید کے عامل کو مکہ سے نکال دیوے اور خلافت
اور حکومت کر پس یہین بیٹہے ہوے کہ مقام حرم ہے اور مرجع ہی
تمام عالم کا اپنے مطلوب اور مقصود کو پہنچیگا تو اور مین تیرا مددگار ہے
اور معاون رہونگا حضرت امام حسین نے فرمایا کہ مین نے اپنے باپ
یہہ حدیث سنی ہے کہ مکہ مین ایک دنبہ ہوگا کہ اوسکے سبب حرمت
کعبہ کی نرہیگی یعنی ایک شخص ہوگا کہ اوسسے جنگ و قتال کعبہ کے
متصل ہوگی اور حالانکہ واسطے حرمت کعبۃ اللہ کے لڑائی اور خون ریزی
مکہ مین منع ہے پس دوست رکہتا ہون مین اس بات کو کہ وہ دنبہ مین ہون

فایدہ جاننا چاہیے کہ یہہ حدیث ساتہہ حال عبد اللہ ابن زبیر کے
مطابق ہوئی کہ بعد شہادت حضرت امام حسین کے یزید کی فوج
سے اور ابن زبیر سے عین مکہ مین لڑائی ہوئی اور حجر اسود ٹوٹا اور
کعبہ معظمہ کے پردے جلے روایت ہے کہ جب خبر حضرت امام حسین
کی روانگی کی مدینہ منورہ مین محمد ابن حنیفہ کو پہنچی اور وہ وضو کرتے
تہے اور لگن آگے رکہا ہوا تہا سنکر اتنا روے کہ تمام لگن آنسون سے
بہر گیا اور مدینہ مین اور مکہ مین تمام اصحاب اور احباب اس امر سے
غمگین اور حیران اور پریشان ہوے لیکن دوستون اور ہوا دارون
مین قدر قلیل نے آپ کا ساتہہ دیا اور ہمراہ رکاب شہادت آشنا
کے کوفہ کو روانہ ہوے اور اکثر ساتہہ نہین گئے اسواسطے کہ اگرچہ
اندیشہ حضرت امام حسین کی طرف سے سب کو تہا لیکن یہہ یقین

یقین تھا کہ جاتی ہی ایسی جلدی نعمت شہادت کی یاد دین گے
اور کوفی اول اول ہی بیوفائی اور بیحیائی اپنی ظاہر کرین گے
بلکہ یہہ بات حضرت مسلم کے خط سے کہ حضرت امام حسین کے نام لکھا
تھا سب کو معلوم ہو گئی تھی کہ اٹھارہ ہزار آدمی نے ساتھ مسلم ابن
عقیل کے امیر المومنین حسین کی بیعت کی اور اس قرینہ سے جانتے تھے
کہ روز بروز اور بھی ترقی ہو گی اور حسین ابن علی جب کہ پہنچین گے
ہزار ہا آدمی دایرۂ بیعت مین داخل ہو گین اور یزید کہ بہت دور ہے
یعنی شام کے ملک مین شہر دمشق مین ہے جب کہین سے کا تو بھی
فوج بھیجے گا اوس وقت اغلب ہے کہ جنگ درپیش آوے گی
اور کوفی جب کہ مغلوب ہون گے یا طمع مین آوین گے تو اوس وقت
موافق عادت اپنی کے بیوفائی کرین گے پس ان باتون مین ابھی
عرصہ ہے اور اس مدت مین جسکو شامل حال حسین ابن علی کے ہونا ہے
ہو رہے گا یہہ وجہ اس بندہ گنہگار امیدوار مغفرت پروردگار کے
خیال مین گذری ہے واللہ اعلم

فصل

جاننا چاہیے کہ حضرت
امام علی النبی وعلیہ السلام نے بقضا و رضاے ربانی کسی کے
کسو کا کہنا نہ مانا اور قصد سفر کوفہ کا دل مین مصمم ٹھانا اور اپنے غلامون
اور یارون کو جمع کیا اور موافق قدر ہر ایک کے مال و اسباب دیا
اور بی بیون اور بچون کے واسطے محمل اور کجاوے تیار کیے الغرض
سب اہل و عیال اپنے ساتھ لیے اور منگل کے دن ذی الحجہ کی
تیسری تاریخ یا آٹھوین تاریخ یا نوین تاریخ بحسب اختلاف روایات

یکے کہ وہ دن شہادت مسلم ابن عقیل کا تہا مکہ سے بہ قصد سفر کوفہ کے
برآمد ہوئے سب یار اور وفادار اور مخلص اور دوستدار روتے تہے
زار زار اور یہہ کہتے تہے پکار پکار کہ اے شاہزادہ نامدار ابن سیدالابرار
صلی اللہ علیہ وسلم کوفیون کے پاس جانا مصلحت نہین اور اسمین سوا
رنج کے راحت نہین کوفیون کے قول کو وفا کہان ہے اور اون کی
وفا کو بقا کہان ہے براے خداے پاک یہہ قصد اندیشناک موقوف
کرا ور آپ فرماتے تہے اے عزیز دوستو امبالغہ نکرو اور بہت
منع نہ فرماو کہ اس سفر مین مین بے اختیار ہون اور تابع امر پروردگا
ہون پردۂ غیب سے ایک کمند محبت ڈالی ہے کہ مین اوس مین گرفتار
ہون اور صید مطلب اپنے کا جویا اور طلب کار ہون بیت
رشتۂ در گردنم افگندہ دوست میبرد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست
القصہ امام کونین حضرت امام حسین منزل بمنزل اور کوچ بکوچ راہ طے
کرتے ہیے اور تشریف لیجاتے تہے جب کہ منزل صفاح مین پہنچے
فرزدق شاعر کو دیکہا کہ عراق سے آتا ہے اور مکہ کو جاتا ہے آپ
نے پوچہا اے فرزدق عراق کے لوگون کا کیا حال ہے اوسنے کہا
یا ابن رسول اللہ علیہ وسلم آدمیون کے دل آپ سے ساتہہ ہیں ان
مین اور بنی امیہ کے اوپر اونکے تیغہا سے بران ہین اور قضا آسمان
سے نازل ہوتی ہے اور جو بات کہ خدا نے چاہی ہے وہ ہی حاصل
ہوتی ہے آپ نے فرمایا کہ سچ کہتا ہے تو اور آپ نے فرزدق کو
رخصت کیا کہ وہ روانہ مکہ کو ہوا اور آپ مقام بطن الرمہ مین پہنچے وہان

وہان سے خط اپنی روانگی کے احوال کا قیس ابن مسہر کے ہات کوفہ کو
بہیجا حصین ابن نمیر نے کہ فوج لیکر ابن زیاد کی طرف سے آیا ہوا تہا
اور قادسیہ کے میدان مین مقام رکہتا تہا قیس کو پکڑکر کوفہ کو ابن زیاد
کے پاس بہیجدیا اوس بدنہاد نے اوسکو قلعہ کے اوپر سے خندق
مین گروادیا کہ اوسنے درجہ شہادت کا پایا الغرض ابن زیاد بدنہاد
نے خبر روانگی حضرت امام حسین کی سنکر سپاہ جابجا راہ مین پہیلا رکہی
تہی کہ راہ کے سرون کا بندوبست قرار واقعی رہے اور حضرت
امام حسین کسی اور طرف نہ چلے جاوین القصہ جب کہ آپ منزل
زرود مین پہنچے وہان ایک خیمہ نظر پڑا پوچہا کہ یہ خیمہ کسکا ہے
کہا زہیر ابن القین کا ہے کہ مکہ سے آیا ہے اور کوفہ کو جاتا ہے آپ
نے زہیر کو بلایا اوسنے آنے مین تامل کیا زہیر کی بی بی نے کہا سبحان
اللہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرزند تجہے یاد کرے اور تو تامل
کرتا ہے اس کہنے نے دل مین اوسکے اثر کیا اور آپ کی خدمت مین
حاضر ہوا بعد ایک لحظہ کے حضرت امام حسین کے خیمہ سے نکل کر
اپنے ڈیرے مین آکر کہا کہ میرا خیمہ حضرت امام حسین کے خیمہ کے پاس
استادہ کردو اور اپنی بی بی سے کہا کہ مین تجہکو طلاق دیتا ہون
کہ تو اپنے بہائی کے ساتہہ وطن کو جا اور اپنے بہائی سے اور
سب سات والون سے کہا کہ جسکو شوق شہادت کا ہو میرے
پاس رہے اور جسکو خوشی وطن کی ہو مجہسے جدائی اختیار کرے
سب ساتہہ والے اپنے وطن کو بعضی کوفہ کو چلے گئے ایک روایت

یہہ بہي ہیے کہ زہیر کي عورت نیے کہا کہ اي مرد مردانہ اور اي صاحب ہمت و فرزانہ تو بیچ خدمت فرزند مرتضي کیے رہنا اور مین بیچ خدمت بیٹیون فاطمہ زہرا کي رہون گي پس طلاق مجہے کیون دیتا ہیے اور مجکو اپنے ساتہہ کیون نہین لیتا ہیے جب آپ مقام زرود سیے روان ہوے ایک شخص کوفہ سیے آنیے والا راہ مین ملا آپ سیے خبر کوفہ کي پوچہي اوس نیے کہا مین کوفہ ہي مین تہا کہ مسلم ابن عقیل اور ہاني بن عروہ کو قتل کیا آپ نیے سنکر کہا انا للہ وانا الیہ راجعون جسوقت کہ آپ کیے ساتہہ والون نیے یہہ سنا بعضون نیے عرض کي کہ برائے خدا اپنے اوپر اور اپنے بال بچون پر رحم کر اور اب وطن کو پہر چلیے اور کوفہ مین کوئي تیري مدد نہ کرے گا اسمین حضرت مسلم کیے بہائي اور بیٹے کہ حضرت امام حسین کیے ساتہہ تہے اونہون نیے کہا کہ بعد مسلم کیے ہمکو زندگاني کي احتیاج نہین اور ہم پہر جانیے والے نہین جب تک کہ اپنا کینہ اور بدلہ نہ لین یا کہ مار ڈالے جاوین اور شہید ہوین حضرت امام حسین نیے فرمایا کہ نہین نیکي اور بہلائي تمہارے بعد جینے اپنے مین کبہي

بیت

زندگي بہر دیدن یار است   یار چون نیست زندگي عار است

رباعي

مزہ زندگي کا ہیے دلدار سیے   ملاقات سیے صحبت یار سیے
نہ ہو باغ دنیا مین گر اوسکي بو   گل زندگي ہیے بتر خار سیے

پہر وہان سیے کوچ کر کر منزل ذبالہ مین پہنچے کہ خط عمر سعد کا پہنچا اوس مین سب حال حضرت مسلم کي شہادت کا لکہا تہا جب یہہ خبر تحقیق

بتحقیق تب سب کو معلوم ہوئی اکثر لوگ حضرت امام حسین کے پاس سے اوٹھ
گئے اور متفرق ہو گئے سواے اہل بیت کے اور مخلص یاروں کے
آپ کی خدمت مین کوئی نہین رہا جب کہ آپ منزل قصر بنی مقاتل مین
پہنچے دیکھا کہ سراپردہ استادہ ہے اور نیزہ زمین مین گڑا ہوا ہے اور گھوڑا
بندھا ہوا ہے آپ نے پوچھا کہ یہان کون اوترا ہوا ہے لوگون نے
کہا عبید اللہ ابن حر جعفی ہے سردارون اور بہادرون کوفہ سے آپ
نے اوس سے ملاقات کی اور مدد اور نصرت چاہی اور امیدوار
بہشت کی نعمت اور درجون کا کیا اوس نے کہا مین اسی واسطے
کوفہ سے باہر نکل آیا ہون کہ مین نے دیکھا کہ کوفیون کا اعتقاد خاندان
نبوت کی طرف سے فاسد ہو گیا ہے اور عبید اللہ ابن زیاد سے
سب ملگئے ہین واسطے طمع دنیا کے مین نے کہا ایسا نہو کہ یہہ قوم حسین
ابن علی کو شہید کرین اور مین اس قوم مین ہون اور انمین گنا جاؤن
اور اے حسین ابن علی یہان کوئی تیرا مددگار نہین ہے ظن غالب یہہ
ہے کہ تو قتل کیا جاوے گا اور یہہ بھی مین جانتا ہون کہ جو تیری
متابعت کرے گا خوبی آخرت کی پاوے گا لیکن قسم ہے اوس خدا
کی کہ جیسے تیرے دیدار سعادت آثار سے مجکو شرف اور بزرگی کہ میرا
نفس موت کو اختیار نہین کرتا مگر متوقع یہہ ہے کہ گھوڑے میری ہے
اسکو تو قبول فرما کہ نام اسکا ملحقہ ہے اور قسم خدا کی یہہ ایسی ہے
کہ جسکے پیچھے مین نے اسکو دوڑایا ہے اوسکو مین جالیا ہے اور جسکے
پیچھے کیا ہی تیز رو گھوڑا دوڑایا ہے اسکو اوس نے نہین پایا ہے اور

یہہ شمشیر میری بہت تحفہ ہے اسکو بہی قبول فرما آپ نے فرمایا مجہکو کسی کی طمع نہین ہے مین نے تیرے بہلے کے واسطے کہا تہا لکہا ہے کہ بعد واقعہ کربلا کے یہہ شخص تمام عمر پچہتا رہا اور روتا رہا اور غم کہاتا رہا کہ ہائے مین نے کیون نہ مدد حسین کی کی اور نعمت شہادت کی ہاتہ سے دی جب کہ آپ منزل عقیق مین پہنچے ایک شخص نے قوم بنی بکر سے آپ کی خدمت مین آکر عرض کی کہ یا حسین یزید مرید نے آپ کی خبر روانگی کوفہ کی سنکر ابن زیاد بد نہاد کو لکہا ہے کہ فوجین راہ مین پہیلا دے اور رستے طرفون سے بند کر دا دے کہ حسین اور کسی طرف کو چلا نجاوے چنانچہ اوس بد نہاد نے حصین ابن نمیر کو ساتہہ لشکر عظیم کے قادسیہ کو بہیجا ہے کہ سپاہ جابجا جنگلون مین راہین گہیرے ہوئے پڑی ہے اور حر ابن یزید ریاحی کو ساتہہ ہزار سوار سے روانہ کیا ہے کہ وہ حسین کو کوفہ کی طرف آنے دے اور کسی طرف جانے نہ دے پس مناسب یہہ ہے کہ آپ مکہ کی طرف پہر جائے اور کوفیون کے قول و فعل پر کچہہ اعتماد نہ کیجئے کہ وہ سب یزید سے ملگئے ہین اور آپکے قتل کے واسطے مستعد ہین آپ نے فرمایا جزاک اللہ تو شرط نصیحت کی بجا لایا پہر وہان سے آپ آگے کو روانہ ہوئے جب کہ منزل سراۃ مین پہنچے رات کو وہان مقام فرمایا صبح کو پہر کوچ کیا دوپہر کے وقت حر بن یزید ریاحی ساتہہ ہزار سوار سے نمود ہوا کہ صحرا مین اوترا ہے اور ہوا کہ پہیلے ہوئے کہوڑون کے پاس بیٹہے ہوئے ہین آپ نے بہی متصل حر کے ڈیرے سے کے اپنا ڈیرا کیا ظہر کی نماز حر نے اور اوسکی فوج نے حضرت

حضرت امام برحق کے ساتھہ ادا کی پہر عصر کی بہی نماز سب نے آپ کے
ساتھہ پڑہی بعد نماز عصر کے آپ نے خطبہ پڑہا بعد حمد و صلوۃ کے کہا
اے کوفیون مین تمہارا بلایا ہوا یہان آیا ہون آپ سے کچہہ نہین آیا
جب کہ تمہارے خط اور ایلچی حد سے زیادہ میرے پاس آ لیے ہین
اور تمہارا کمال اشتیاق اور خلوص مجکو ظاہر ہو لیا ہے از روے نامہ
اور پیغام کے تب مین ادہر کو آیا ہون پس اگر تمنی عہد شکنی اور بیوفائی
پر کمر باندہی ہے تو مین مکہ کو پہر جاتا ہون اور آپ نے خرجی مین سے
بہت سے خط نکال کر دکہائے اور اوس فوج مین اکثر وہ لوگ تہے کہ
جنون نے حضرت امام حسین کو خط لکہے تہے سب لوگ سنکر اور دیکہہ کر
سرنگون اور شرمندہ تہے اور حقیقت مین شرمندہ نہ تہے بلکہ سیاہی بیحیائی
اور بیوفائی کی اون تیرہ دلون کے دل پر چہا رہی تہی حر بن یزید ریاحی
نے قسم کہائی کہ مجکو یہہ خبر نہین اور مین اوس زمرہ مین سے نہین ہون
کہ جنون نے تجکو یہہ خط لکہے ہین لیکن مجکو امیر ابن زیاد کا یہہ حکم ہے کہ تجسے
مین جدا نہون کا یہان تک کہ تو کوفہ مین چلکر ابن زیاد سے ملاقات کریگا
آپ نے فرمایا کہ مجکو موت قبول ہے اور ملاقات ابن زیاد کی قبول نہین
یہہ فرما کر آپ نے تیاری کوچ کی کر کر مکہ کی طرف کوچ کیا کہ اسمین حر اور
لشکر اوسکا راہ مین حایل ہوے اور مکہ کی طرف جانے کے روادار
نہ ہوے حضرت امام حسین نے کہا کہ اب بغیر جنگ کے چارہ نہین ہے
اور ہات قبضہ شمشیر پر رکہا اور چاہا کہ میان سے کہینچین کہ حر نے کہا
مجکو لڑائی کی بہی رخصت نہین ہے اور دو نو طرف سے کلام درشت

اور سخت صادر ہوے آخر کو حر نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بہتر یہ ہے کہ لڑائی اور قصہ موقوف کرو اور زمین اور تو ایسی
طرف کو کوچ کرتے ہوے چلین کہ نہ وہ راہ مکہ کی ہو اور نہ کوفہ کی اور اس
عرصہ مین معلوم ہو جاوے گا کہ اب مرضی ابن زیاد کی کیا ہے اور
مین بھی اوسکے غصہ اور غضب سے بچا رہون گا آپ نے فرمایا بہتر ہے
پس دونو گروہ برابر برابر کوچ کرتے ہوے اور منزلین طے کرتے ہوے
ایک مقام پر پہنچے کہ وہان شتر سوار ابن زیاد کا نمودار ہوا اور اوس نے
خط ابن زیاد کا حر کو دیا حر نے خط پڑھا لکھا تھا کہ اے حر جس مقام پر کہ یہہ
خط میرا تیرے پاس پہنچے اوسی مقام پر حسین کو ٹھہرانا اور آگے پیچھے کہین
جانے نہ دینا اور چاہیے کہ ایسی جگہ اوسکا ڈیرا ہو کہ پانی اور گھاس
وہان سے بہت دور ہو اور مین نے شتر سوار سے کہہ دیا ہے کہ جو
عمل حر سے اس مقدمہ مین صادر ہو مجھسے بعینہ بلا تفاوت آن کر کہہ دے
حر نے وہ خط پڑھ کر حضرت امام حسین کو دکھلا دیا اور کہا کہ اے حسین اب
یہین مقام کیا چاہیے کہ مین امیر کے حکم سے لاچار ہون اور نہین تو مین
اوسکا تقصیر وار ٹھہرونگا آپ نے فرمایا کہ اس مقام کا اور اس زمین
کا کیا نام ہے لوگون نے کہا اس زمین کا نام کربلا ہے آپ نے فرمایا عجب
حالت ہے کہ مین اپنے باپ علی مرتضی کے ساتھ تھا سفر مین کہ جب وہ
صفین کو گئے تھے اور اس زمین پر پہنچے تو فرمایا کہ اس زمین کا کیا نام
ہے لوگون نے اسی طرح سے کہا تھا کہ اسکا نام کربلا ہے اور آپ نے یہہ نام
سنکر فرمایا کہ یہہ وہ جگہ ہے کہ ان کے اونٹ اور بار برداریان یہان

یہان کہلین کي اور یہان خون انکي گراے جاوین کے کسوکي سمجہ مین نہ آیا
کہ آپ کس کے حق مین فرماتے ہین اور کیا کہتے ہین جب آپ سے پوچہا تب
آپ نے کہا کہ ارادہ ازلي حق تعالے کا یون ہے کہ اس زمین مین ایک
گروہ آل محمد کے صلے اللہ علیہ وسلم اوترین اور مقام کرین پہر گذرے اون
پر جو کہ گذرے اور ایک یہہ روایت ہے کہ حضرت شاہ ایسا کچہ کہ کر اتنا
روے کہ ڈاڑہي آپ کي سب آنسون سے تر ہوگئي اور انکہون سے مونہہ
تک ایک لڑي آنسوون کي بندہ گئي حضرت امام نے یہہ نقل اپنے قبلہ گاہ
کي کہہ کر فرمایا کہ یہین اونٹون کو اوتارو اور یہین خیمہ استادہ کرو ابیات

بار بکشائید کاینجا خون ما خواہند ریخت — آبروے ما بخاک کربلا خواہند ریخت
کودکان جعفر طیار را خواہند کشت — گرد بر رخسار آل مصطفے خواہند ریخت

ابیات ہندیہ

کہا شبیر نے یہ کربلا ہے — یہان کا حال سارا برملا ہے
یہہ ہي آل محمد کا ہے مقتل — بجہي گي یہان علي کے گہر کي مشعل
ہمارا حال یہان ہوگا پریشان — بدن یہہ ہوین گے خاک و خون مین
یہہ بیٹے جعفر طیار کے سب — یہان ہوین قتل ہي یہہ مرضي رب
پڑے رخسار آل مصطفے پر — غبار و گرد خاک راہ یکسر
پس اب اونٹون کو اس جاگہہ بٹہاؤ — یہین ٹہرو کہین آگے نجاؤ
کہ ہے یہ کربلا جاے شہادت — سعادت اوسکي جو پاوے شہادت

الغرض امام مغموم شہید مظلوم فاطمہ کے دل کے چین حضرت امام حسین
تن دے کر ساتہہ قضاے رباني کے اور راضي ہوکر ساتہہ رضاے

سبحانی کے اوس مقام مین اوترے اور فرمایا کہ یہہ مقام کربلا ہے یعنے جگہ کرب کی اور
بے چینی کی اور بلا کی ہے اور دوسرے دن عمر ابن سعد ساتھہ جمعیت
چار ہزار آدمی جنگی کے کربلا مین واسطے جنگ حضرت امام حسین کے آیا
اور مقابل آپ کے اوترا اور حقیقت عمر سعد کی یہہ ہے کہ ابن زیاد نے
رے کے پرگنہ کا فرمان اوسکو دیا تھا اور رے کا والی کیا تھا جب کہ
اوسکو حکم دیا کہ تو واسطے جنگ امام حسین کے تیار ہو اور سبقت کر عمر سعد
نے کہا کہ تو مجکو اسکام سے معذور اور معاف رکھہ ابن زیاد نے کہا
اچھا مگر تو فرمان رے کا پھیر دے اور رے کی حکومت سے دست
بردار ہو عمر نے کہا مین اپنے دوستون سے مشورہ کر کر اسکا جواب دونگا
اوسنے کہا بہتر ہے عمر نے اپنے گھر آکر اپنے عزیزون سے مشورت کی اوسکے
بہانجے نے کہا کہ قسم خدا کی حسین سے لڑنا گناہ عظیم ہے اور پاس رشتہ داری کا
نکرنا ہے کہ یہہ دوسرا گناہ ہے اسیطرح اوسکے عزیزون مین کسی نے کچھہ
کہا اور کسونے کچھہ کہا آخر کو حب جاہ نے اوسکو دوزخ کے چاہ
مین ڈوبویا اور رے کی محبت نے اوسکا دین وایمان کھویا اور ساتھہ
چار ہزار سوار کے واسطے قتال سر درستوده خصال کے تیار ہو کر مقابل
آیا اور حضرت امام حسین کی خدمت مین کہلا بھیجا کہ اے حسین تو
کس ارادہ سے یہان آیا ہے آپ نے مفصل احوال اپنے آنے کا
کہلا بھیجا اور یہہ بھی کہلا بھیجا کہ اب جو کوفیون کی بیوفائی اور جفا کاری مجھکو
معلوم ہوئی میرا ارادہ یہہ ہے کہ وطن کو چلا جاؤن حر نے مجھے جانے
ندیا اب تو کہ میرا قرابتی ہے قرابت کا ملاحظہ کر کر مجکو اجازت دے

دیوے کہ مین اپنے وطن کو جاؤن عمر سعد نے یہ جواب سنکر کہا الحمد للہ امید ہے کہ مجہ مین اور
حسین مین جنگ نہ ہوگی اور عمر سعد نے ابن زیاد کو یہہ احوال لکہا اوسنے جواب
مین لکہا کہ تو حسین سے کہہ کہ بیعت یزید کی قبول کرے پس اگر حسین نے اور اوسکے
ساتہہ والون نے بیعت یزید کی قبول کی تو مجکو لکہیو اور منتظر میرے حکم کا
رہیو کہ پہر میرا حکم کیا صادر ہوتا ہے عمر سعد نے وہ خط پڑہکر کہا کہ مین نے جانا
کہ ابن زیاد خیر و عافیت نہین چاہتا یعنی فتنہ اور فساد کو چاہتا ہے اور خط
حضرت امام حسین کی خدمت مین بہیجا آپ نے فرمایا کہ مجکو بیعت یزید
کی ہرگز قبول نہین ہے یہہ خبر ابن زیاد کو پہنچی اوس بدنہاد نے غصہ مین
آکر حصین ابن نمیر اور حجار ابن الحر اور شبث ابن ربعی اور شمر ذی الجوشن کو
ساتہہ فوج سوار و پیادہ کے واسطے مدد عمر سعد کے بہیجا ہرچند کہ ابن زیاد
جماعت کثیر کو حضرت کے مقابلہ مین بہیجتا تہا لیکن اکثر لوگ اسبات کو
برا اور مکروہ جانکر پہر آتے تہے آخر کو ابن زیاد نے اون مین سے ایک
شخص کو پکڑکر گردن مارا پہر یہہ بے رحمی اوسکی دیکہہ کر مارے خوف
کے کوئی نہ پہرتا تہا اور کربلا کو لوگ جوق جوق واسطے مقابلہ اور مقاتلہ حسین
ابن علی کے چلے جاتے تہے بعضی کتابون مین لکہا ہے کہ حضرت امام حسین نے
اپنے ہمراہیون کو جمع کرکر فرمایا کہ اے عزیزو مین نے تمکو برضا و خوشی اجازت
اور رخصت دی جہان تمہارا جی چاہے چلے جاؤ اور اپنے جان و مال کو
بچاؤ اور مجکو یہہ امر درپیش آیا ہے مین ہون اور یہہ امر ہے سب یارون
نے اور وفادارون نے زبان اخلاص کی کہولی اور ساتہہ صدق نیت
کے اور حسن طبیعت کے عرض کی یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہزار جان

ہماری تیری خاک قدم پر فدا ہو جیو کہ تو سپہر ولایت کا ماہ ہے اور مسند امامت کا شاہ ہے آج کے دن جو تجہ سے مونہہ پہیرے وہ کل کو حشر کے دن کسطرح اور کس انکہون سے تیرا دیدار دیکہے قطعہ

اے قبلہ ہر کہ مقبل آمد رویت ؛ رویے ہمہ مقبلان عالم سویت
امروز کسے کہ از تو گرداند روے ؛ فردا بکدام دیدہ بیند رویت

قطعہ ہندی

ترا رخ صاحب ایمان کا قبلہ ؛ بلا شک مقبلون کی جان کا قبلہ
سبہون کے رخ تیرے رخ کی طرف ہے ؛ تجہی سے قبلہ عالم شرف ہے
یہان تجسے جو کوئی مونہہ کو پہیرے ؛ وہان کس آنکہہ سے دیدار دیکہے

اے گلستان روضہ رسالت و اے یاسمن گلشن جلالت ہمکو بوستان وصال سے ساتہہ خارستان فراق کے حوالہ مت کر اگرچہ تمام عالم گل و گلزار ہے لیکن ہمارے نزدیک تیرے خار عشق کے رو برو سب خار ہے قطعہ

با خار غم عشقت آویختہ در دامن ؛ کوتہہ نظری باشد رفتن بگلستانہا
گر در طلبت ما را رنجی برسد غم نیست ؛ چون عشق حرم باشد سہلست بیابانہا

قطعہ ہندی

خار غم آپ کا جس روز کہ دامن سے لگا ؛ پہر نہ اوس روز سے دل اپنا کسی گل سے لگا
گل عشق آپ کا جس روز سے ہے کہ طرب ؛ تب سے جی خار مغیلان بیابان سے لگا

فرد
گر تو صد بار دامن افشانی ؛ نگذاریم دامن تو ز دست

فرد
جو تو چاہے کہ دامن کو چہوڑا دے ؛ نہ چہوڑین گے رہے جان یا کہ جاوے

فرد
دامن دولت جاوید گریبان امید ؛ حیف باشد کہ بگیرند و دگر بگذارند

تیرا دامن پکڑ کر چھوڑ دینا فرد کمنہ یہہ سن نہین ہے سر بہ لینا
دوست وفادار یہہ کہتے ہین اور روتے تہے اور آپ بھی رو دیتے
تہے اور اونکے حق مین دعا رخیر کرتے تہے **فایده** نقل ہے کہ کربلا
کے قریب قبیلہ بنی اسد کا تہا کہ اون کے پاس ایک شخص حضرت امام حسین
کے لشکر سے گیا اور کہا حسین ابن فاطمہ زہرا اسطرح سے کربلا مین کہرا ہوا ہے
اوس قبیلہ کے لوگون نے موجب اپنی سعادت کا اور باعث نجات کا اون کا
سمجھکر حضرت امام ہمام کی مدد کا ارادہ کیا چنانچہ نو دہ مرد مسلح اور مکمل ہو کے
سے کربلا کو متوجہ ہوے عمر سعد نے یہہ خبر سنکر چار ہزار سوار اون کے
مقابلہ مین بہیجے اور راہ مین لڑائی ہوئی چونکہ وہ لوگ بہت قلیل تہے اکثر
مارے گئے اور باقی پراگندہ ہو کر شکست کہا گئے حضرت امام حسین نے
یہہ حال سنکر بہت حسرت اور افسوس کیا **فایده** جاننا چاہیے کہ اون
دنون مین ایک رات کو حضرت امام حسین نے عمر سعد سے ملاقات
کی اور طرح طرح سے فہمایش کی اور عذاب دوزخ سے ڈرایا اور نعمت
بہشت کا امیدوار کیا اوسنے کہا کہ مین نقد کو کہ ملک رے کا ہے عوض
قرض کے کہ نعمت بہشت کی ہے ہات سے نہین کہوتا الغرض ابن زیاد نے
سنا کہ عمر سعد سے اور حسین ابن علی سے راتون کو مشورت ہوتی ہے
اور حسین کہین کہین اپنے لوگون کو بہیج کر مدد بلاتا ہے یہہ سنکر بہت غضب
مین اور غصہ مین آیا روایت ہے کہ ابن زیاد نے عمر سعد کو لکہا کہ آب
فرات کا بندوبست قرار واقعی کر تو حسین اور ہمراہی اوسکے بالکل پانی
نہ پاوین عمر ابن سعد نے پانسو سوار فرات پر تعینات کئے کہ حسین کے

لشکر مین پانی جانے نہ پاوے لکھتے ہین کہ تین دن پانی پسر ساقی کوثر کو اور
اوسکے مستورات اور بچون کو نہین ملا روز شہادت سے پہلے روایت
ہے کہ جب تشنگی کا غلبہ ہوا پسر ساقی کوثر پر اور سب بال بچون پر عباس
ابن علی ساتھہ تیس سوار اور بیس پیادون کے دریاے فرات پر پہنچے
اور درمیان عباس علی کے اور فوج عمر سعد کے لڑائی ہوئی حضرت عباس
علی غالب آئے اور تیس سوار پانچ سو سوار سے لڑتے رہے اور پیادہ مشکین
بہر کر حضرت امام ہمام کے لشکر مین لے پہنچے کہ چلو چلو پانی لوگون کو پہنچا اور
لب خشک ذرا تر ہوے روایت ہے کہ حضرت امام حسین نے عمر سعد سے
کہلا بہیجا کہ تو تین باتون مین سے ایک بات اختیار کر اول یہہ کہ مجھکو وطن کو جانے
دے اور جو یہہ نہین مانتا تو مجھکو کسی اور طرف جانے دے کہ ملک خدا
کا وسیع ہے کسی طرف کو مین چلا جاؤن اور جو یہہ بہی نہین مانتا تو مجھے یزید
کے پاس جانے دے کہ جو میرا اور اوسکا معاملہ ہونا ہے ہو رہے گا عمر سعد
نے یہ باتین سنکر پسند کین اور ابن زیاد کو لکھہ بہیجا کہ حسین ابن علی یون کہتا ہے
اور یہہ تین باتین نامناسب نہین ہین اور انمین امت کی خیر اور صلاح ہے
ابن زیاد نامراد نے عمر سعد کو لکھا کہ مین نے تجھکو مقابل حسین کے اسواسطے
نہین بہیجا ہے کہ تو اوس سے مصلحت کرے اور دارمدار کرے اور مجھسے
اوسکی سفارش کرے اگر حسین میرا حکم مانے اور یزید کی بیعت قبول کرے تجھے
تو تو کوفہ مین اوسکو لے آ اور نہین تو اوسکو قتل کر اور اوسکے پیٹ اور
سینہ کو گھوڑون کے سمون سے مضمحل کر اگر تو یہہ قبول کرتا ہے تو فبہا والا
مین پرگنہ رے کا شمر کو دون گا اور تیرا منصب موقوف کردون گا بس تجھے

چاہیے کہ جلد اوسکا کام تمام کرا اور اِس مقدمہ مین نہ صبح و شام کر عمر سعد
نے ریے کی طمع مین قتل کرنا حضرت امام حسین کا دلمین ٹھان لیا اگرچہ اپنا
دوزخی ہونا جان لیا اور جلد جلد اسباب قتال و جدال کا تیار اور مہیا کر
نوین تاریخ محرم کی چاہا کہ قتال اور جنگ کر کر فیصلہ کر دیے حضرت امام حسین نے
فرمایا کہ آج جمعہ کی اور عاشورے کی رات ہے مین چاہتا ہون کہ اس رات
مین بیچ طاعت اور عبادت حق تعالے کے مشغول رہون اور میرے
ورد او وظایف اس رات سے موقوف نہووین پس صبح کو جنگ
اور قتال کی ٹہراؤ اور آجکی رات اس حرکت سے باز آؤ اگرچہ شمر ذی الجوشن
وغیرہ نے انکار کیا اور کہا کہ تمکو امان اور مہلت ایک لحظہ کی نہین لیکن
عمر سعد نے ساتھہ مشورہ ہمراہیون کے مہلت دی اور جنگ و جدال
کو نوین تاریخ موقوف رکھا ایک شاعر نے شمر وغیرہ کے حق مین خوب
کہا ہے قطعہ

شما بس سخت رو و سست دین اید
چو شیطان لعین با کبر و کینید
زمردم نیز از رسمے ندارید
ز حق سبحانہ شرمی ندارید
نہ اینہا اہل بیت مصطفے اند
بعید کرب و بلا در کربلا اند

ابیات

بہت تم سخت رو اور سست دین ہو
نہ آدم بلکہ شیطان لعین ہو
نہ خلقت سے تمہین شرم و حیا ہے
تمہارے دلمین نہ خوف خدا ہے
نہین تم جانتے آل عبا کو
نہین پہچانتے تم مصطفے کو
ار یہے یہ آل فخر دو سرا ہین
مصیبت مین بصد کرب و بلا مین

روایت ہے کہ نوین تاریخ بعد دوپہر کے حضرت امام حسین نے ایک خواب

دیکھا اور اپنی بہن زینب سے کہ سراہنے بیٹھی تھین کہا کہ اے ہمشیرہ مین نے پیغمبر خدا کو صلی اللہ علیہ وسلم دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ اے حسین تو اب ہمارے پاس آنے والا ہے حضرت زینب سنکر رونے لگین اور بے اختیاری کے عالم مین اپنا برا حال کرنے لگین کہ آپ نے اونکی بہت تسلی اور تسکین فرمائی اور اوسدن حضرت امیر المومنین امام المسلمین عاشق زار ذات کبریا حسین ابن علی مرتضی نے اپنے یارون اور بہائیون اور بہتیجون اور بہانجون کو جمع کر کر فرمایا کہ حمد وشکر خدا تعالے کا ہے حالت فرحت مین اور حالت مصیبت اور محنت مین اے عزیزو مین نے جان لیا کہ میرے یارون سے وفادار کوئی دنیا مین نہین اور میرے رشتہ دارون سے مہربان اور نیکوکار دنیا مین نہین پس حق تعالے تمکو جزاے خیر دیوے کہ تمنے میرا ساتھ خوب نبہایا لیکن اب مین رشتہ بیعت کا تمہاری گردنون مین سے نکالتا ہون اور تمکو آزاد کرتا ہون اور ساتھ رضا و رغبت کے کہتا ہون کہ تم اپنی اپنی اولادون اور بیبیون کے ہات پکڑ کر چلے جاؤ تو محنت سے رہائی پاؤ اور شدت سے فرح اور خوشی حاصل کرو اور مخالف مجکو جو حاضر پاوینگے تمسے مزاحمت اور تمہاری جست وجو نہ کرینگے

فرد

من شدم غرق گرداب غم آن به که شما
کشتی خود بسلامت سوی ساحل رانید

فرد

مین ہوا گرداب غم مین غرق یہان آوے تم
اپنی کشتی کو کنارے پر کہین لیجاؤ تم

سب یارون اور بہائیون اور فرزندون نے عرض کی کہ ہم اپنا جینا بعد آپکے مرنے کے نہین چاہتے اور آپکو چھوڑکر ہم کہان جاتے ہین یہہ ہرگز ہرگز نہوگا مسلم ابن عوسجہ اسدی نے کہا جب تک کہ جان بدن مین ہے اور رمق تن مین

بن ہاے اور شمشیر و نیزہ ہات مین ہے اور طاقت و قدرت ذات مین بہی بقیا
واعداے دین سے اور دشمنان قرۃ العین رسول رب العالمین سے مقابلہ
اور جنگ کرونگا اور بعض نہ ہونگا یہانتک کہ زمانہ اجل کا پہنچے **فرد**
بقیامت برم آن عہد کہ بستم باتو   تا نگوئی کہ دران روز وفا ئی بنود
تا قیامت یہ آپکا عہد و پیمان استوار ہے تا نہ مجکو بیوفا کہیے لیکے اوس روز یار
جب دیکہا حضرت امام حسین نے کہ سب فرزند سعادت مند اور سب برادر
غمخوار اور سب یار وفادار بیچ راہ وفاداری کے ثابت قدم اور راسخ دم
ہین تب فرمایا آپنے کہ خیمہ پاس پاس کہڑے کرو اور تین طرف لشکر کا ہ کے
خندق کہود و اور خندق کو لکڑی اور کوڑے سے بہردو اور ایک طرف
واسطے لڑائی کے صاف رکہو کہ اودہر سے جانے آنے کی میدان مین راہ
رہے بموجب حکم عالی کے سب بہوگون نے پیاسون نے ملکر خیمے متصل کیے اور
خندق تیار کی اور یہہ تجویز ٹہرائی کہ بوقت جنگ کے اس خندق مین اگ
لگادین تو یہ قوم ستمگار نابکار خیمون کے جانب اور مستورات کی طرف
آنے نپاوین گے **فایدہ** جاننا چاہیے کہ کہتے ہین دوسری تاریخ محرم کی
حضرت امام حسین مقام کربلا مین پہنچے اور ساتوین تاریخ سے مخالفون نے
پانی بند کیا تین دن پانی بند رکہا اور دسوین تاریخ شہادت ہوی اور
بعضے لکہتے ہین کہ اٹہوین تاریخ محرم کی مقام کربلا مین پہنچے اور اوسی دن پانی بند کیا
اور فوج مخالفون کی بیس یا بائیس ہزار پیادہ اور سوار تہے اور حضرت
امام حسین کے ساتہ کل بہتر ادمی لڑنے والے تہے اور صواعق محرقہ
مین لکہا ہے کہ اسّی اور کئی ادمی تہے حسین ابن علی کے ساتہ

فصل چاہیے جاناکہ نویں تاریخ جب کہ دن گذرا اور مہر غریب نے بیچ ماتم خانۂ غروب کے مقام پکڑا اور شب مشکفام نے لباس سیہ بیچ ماتم خاندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہنا اور شفق نے خون دیدہ اوپر دامن سپہر کے گرایا اور عرصہ زمین نے گرد و غبار کو اپنے سر پر اوڑہایا فرد

مہ روے خویش بخراشش تباہ کرد　　دود ظلام روے زمین را سیاہ کرد

فرد

رخ اپنا ماہ نے مل خاک بس تباہ کیا　　غبار و گرد نے روے زمین سیاہ کیا

یعنی کہ آفتاب غروب ہوا اور رات ہوی حسین ابن علی اور سب اہل بیت نبی اور سب یار اور دوستدار تمام شب از روے نیاز کے بیچ درگاہ خداے کارساز کے ہوے اور پیاسے ساتھ ذکر الہی کے اور درود رسالت پناہی کے اور بیچ طاعت اور عبادت کے اور استغفار اور انابت کے مشغول رہے اور سلاح جنگ و جدال کے اور ہتیار لڑائی کے اور قتال کے بنا تے سوار نے رہے اور شوق و ذوق سے اور رنج درد فوق ما فوق سے روتے دہوتے رہے فرد اشک چشم تا بماہی رفت و آہم تا بہ ماہ

ماہ و ماہی را باشک و آہ بیگیرم گواہ　　فرد ہندی

اشک تا ہفتم زمین اور چرخ تک پہنچی ہے آہ　　ماہی و مہ اشک و آہ اپنے کے رکھتا ہوں گواہ　روایت ہے کہ بریر ابن حضیر ہمدانی حضرت امام حسین کے یاروں میں سے کہ بڑا عابد و زاہد اور متقی تہا بصلاح حضرت امام ہمام کے رات کو عمر سعد کے پاس گیے اور اوسکو سلام نہ کیا اور بیٹہ گیے عمر نے کہا غصہ ہو کر تو نے مجکو جو سلام نہ کیا میں کیا مسلمان نہیں ہوں اور خدا اور رسول کو صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں نہیں پہچانتا ہوں بریر نے کہا قتال کرنا ساتھ فرزند

فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور منع کرنا پانی کا اوسکے اہل بیت سے
یہہ خاک ایمان ہے تیرے لشکر کے جانور اور کتے فرات پر جاکر پانی پیوین
اور حسین اور اوسکے بال بچے ایک قطرہ کو ترسین پس تجکو ہرگز بہرہ اسلام
اور مسلمانی سے نہین ہے اور تجھسا سیاہ دل اور بے رحم کوئی مین نے نہین دیکھا
عمر سعد نے سنکر سر نیچے ڈالا اور ایک لحظہ خاموش رہا ... پھر سر اوٹھا
کر کہا کہ اے بریر جو تو کہتا ہی حق اور راست ہے مجکو بھی یقین ہے کہ جو حسین سے
لڑیگا مقام اوسکا دوزخ مین ہوگا لیکن ملک رے کے چھوڑنے کو دل
نہین چاہتا اور طمع ملک و جاہ نے اور شوکت فوج و سپاہ نے اوس شخص کا
دل سیاہ کر دیا ہے بعضے راویون نے لکھا ہے کہ عاشورے کی رات کو قریب
صبح کے آسمان سے آواز آئی کہ اے لشکر خدا کے تیار ہو کہ وقت کارزار
کا آیا اور اوٹھو اور خبردار ہو کہ وقت رحلت کا ساتھہ دار القرار ... پہنچا
ہمشیرہ امام حسین کی کہ کلثوم نام ہے جوشان اور خروشان مانند بیہوشون
کی بیچ خدمت امام ہمام کے آئین اور کہا اے بھائی تمنے بھی یہہ آواز سنی
آپ نے فرمایا کہ سنی ابھی مجھے ذرا غنودگی سی آگئی تھی کہ مین نے یہہ خواب
دیکھا کہ کئی سگ ہین کہ مجھپر حملہ کرتے ہین اور اونمین ایک کتا خارشتی ہے کہ
وہ بہت بھونکتا ہے اور میرے نزدیک آتا ہے مجکو گمان یہہ ہی کہ قتل
کرنے والا میرا ابرص ہے یعنی اوسکو بدن کی سفیدی کا مرض ہے اور بعد
اس خواب کے مین نے آپنے نانا پیغمبر خدا کو صلے اللہ علیہ وسلم دیکھا کہ فرماتے
ہین کہ اے فرزند تیرے روح پاک کے استقبال کے واسطے ساکن عالم بالا کے
اور مقرب ملاء اعلی کے آئے ہین اور ساتھہ مرتبہ اور درجہ تیرے ملکے

اشارت اور بشارت کرتے ہین تو بھی سعی اور کوشش کرکر آجکی رات روزہ
میرے پاس اکر افطار کرا اور توقف روا مت رکھہ ام کلثوم یہہ سنکر زار زار بیتے اختیار
رونے لگین آپ نے فرمایا کہ اے ہمشیرہ صبر کر او اہل بیت میرے کو بلا ہے تا سبکو
وداع کرون مین اور رخصت ہون مین ابیات
الوداع اے دوستان کین دم سفر خواہیم کرد مسکن اصلی خود جاے دگر
خواہیم کرد ما با کراہیم چون یوسف درین زندان اسیر مصر عزت
را عزیزا آسا سفر خواہیم کرد حاصل دنیا متاعی نیست کانرا قیمتی است
زو چو صاحب ہمتان قطع نظر خواہیم کرد ما ازین جا شاد و خورم میروم
از بہر آنکہ منزل اندر بقعہ زین خوب تر خواہیم کرد ہر کرا عزم تماشاے
ریاضی خلد ہست گو مہیا شو کہ ما زینجا سفر خواہیم کرد ابیات
رخصت اے دوست کہ ہم یہان سے سفر کرتے ہین اپنے رہنے کی جگہہ
جاے دگر کرتے ہین مثل یوسف تھے جو ہم قید مین دنیا کے اسیر
چھوڑ کے مصر فراغت مین گذر کرتے ہین رخت دنیا کو جو دیکھا تو ہے
وہ بے قیمت اسکے اسباب سے اب قطع نظر کرتے ہین اسلئے
خوش ہین کہ وہ گہر ہے یہان سے بہتر کوچ اب جلد ہم اس جاسے ادہر
کرتے ہین چاہیئے ساتھہ ہو وہ جو کہ ہے جویاے وصال لوگ
وہ رہو دین جو مرنے سے حذر کرتے ہین پس بی بی آپ کی شہربانو
اور اولاد امجاد او دونو بہنین زینب اور کلثوم او اہل بیت سب
جمع ہوے اور آپنی نصیحتین اور وصیتین فرمائین اور سب کو گلے لگا یاد
روبے اور شہربانو سے کہا اے یار وفادار اور اے دوست غمخوار

ایے رفیق دیرینہ اور ایے سرور سینہ صبر کیجو اور اس واقعہ مین نہ کہولیو
اور نوحہ نہ کیجو اور مہہ اور سینہ نہ پیٹیو خروش اور فغان اہل بیت سے اوٹہے
اور قیامت خیمون مین برپا ہووے کشتی صبر و سکون کی بیچ گرداب اضطرا
کے پڑے اور سیل غم و الم کی دروازۂ دل پر اڑی ہے دریای اشک
کا دیدۂ تر سے جاری تہا اور اوس مین شور آہ و زاری تہا
قطعہ موج زن بیخیم از ہر دیدہ طوفان غمے میرسد در
گوشم از ہر لب صدا ایے ماتمے اہل عالم را نمیدانم چہ کار افتادہ ست
اینقدر دانم کہ در ہم رفت کار عالمی قطعہ اشک کا دریا
ہر ایک کی چشم سے جاری ہوا کربلا مین آہ شور نالہ و زاری ہوا
اہل عالم کا عجب عالم ہوا پیر خرد کہ رہا تہا کار برہم سب میری باری ہوا
بی بیان کہتی تہین کہ ایے یادگار خاندان نبوت اور ایے گل گلزار دود مان
رسالت تیرے بعد ہمارا کون محرم ہوگا اور ہمارے زخم غم پر کون رحمت
کا مرہم رکہیے گا فرد فریاد از ان روز کہ ما بی تو بماہیم
در آرزوئے عمر بحسرت گذرانیم فرد
دریغ تیری جدائی مین صبح و شام کردن تمام عمر آرزوے وصل
مین تمام کردن الغرض وداع اور رخصت آپسمین ہو رہے تہے کہ
صبح سر برہنہ نے پردہ سپہر کبود پوش سے مہہ اپنا نکالا اور خورشید خنجر
گذار ہیبت اوس واقعہ عظمی سے لرزان او بر بام نیلی حصار سے نمودار
ہوا یعنی صبح ہوئی اور آفتاب نکلا اور حضرت امام زمان فخر زمین و
آسمان قبلہ ارباب ہدی کعبۂ اصحاب تقی افتخر کونین حضرت امام حسین

ساتھ اپنے یاروں اور دوستداروں کے صبح کی نماز تیمم سے پڑھ کر بیچ یاد معشوق حقیقی اور محبوب تحقیقی کے قبلہ رخ بیٹھے تھے کہ آواز نقارہ حربی کی اور نالہ نائے رزمی کی لشکر مخالف سے آئی اور جوق جوق سوار و پیادہ مکمل اور مسلح میدان کارزار میں نمودار ہوئے اور نشان میدان میں کھڑے کر دیئے اور آواز ھل من مبارز کی بلند ہوئی یعنی ہے کوئی جنگ کرنے والا کہ میدان میں آوے حضرت شاہزادہ حسین خیمہ کے اندر تشریف لائے اور عمامہ پیغمبر خدا عز و علا کا صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک پر رکھا اور زرہ تن میں پہنی اور شمشیر یمانی حمایل کی اور خیمہ سے برآمد ہو کر اسپ بادپا پر سوار ہوئے اور طرف میدان کے رونق افزا ہوئے سپاہ امام ہمام نے فوج عمر سعد بد انجام کے دیکھی کہ پرے کے پرے ساتھ برق و زراکے اور زرق و برق کے چلے آتے ہیں پس یہ بھی دریائے عشق حسین میں موجیں مارتے ہوئے کمر جان شیریں کو ساتھ پٹکوں خدمتگاری کے یقین کے ہاتھ سے باندھ کر میدان میں آئے عمر سعد نے تعبیہ اپنے لشکر کا اس طرح سے کیا کہ میمنہ یا میمون کو یعنی داہنی طرف کو بیچ عہدہ عمر ابن حجاج کے اور میسرہ یا ناسرہ کو یعنی بائیں طرف کو بیچ عہدہ شمر ذی الجوشن کے سپرد کیا اور علم اپنے غلام کو دیا کہ نام اوسکا زید ہے اور حکم دیا کہ سوار عروہ ابن قیس کے فرمان بردار رہیں اور پیادے شیث بن ربعی کے تابع حکم کے رہیں اور حضرت امام حسین نے اپنی فوج میں کہ موافق ایک روایت کے بتیس ۳۲ سوار اور چالیس ۴۰ پیادے تھے سوا اسکے حضرت امام نے اس طرح انتظام کیا کہ داہنے طرف لشکر کی زہیر ابن القین کے سپرد کی اور

اور بائیں طرف حبیب ابن مظہر کو دی اور علم اپنے بھائی عباس ابن علی کو عنایت فرمایا جب کہ صفین دونو طرف کی آراستہ ہوئیں اور حضرت امام حسین کے دلاوروں اور بہادروں نے نقد جان کو کف کفایت اور دست عنایت پر رکھلیا گویا کہ ہاتف غیبی سے اور عالم لاریبی سے اونکے کوش ہوش میں یہہ ندا پہنچی

ابیات

روز جنگ است جنگ باید کرد
کوشش نام و ننگ باید کرد
تا شود مرد عرصہ در میدان
تنگ بر اسپ تنگ باید کرد
شکم ماہ و پشت ماہی را
ز آشنگ شمشیر رنگ باید کرد
اندرین بحر غوطہ باید خورد
جا بکام نہنگ باید کرد
رزم با این سگان روبہ باز
ہمچو شیر و پلنگ باید کرد

ابیات ہندی

آج ہی روز جنگ کرو ہا | پاس ناموس پاس ننگ کرو
صفحۂ دشت کربلا پر تم | ہاں شجاعوں کے خون سے رنگ کرو
چست و چالاک اور دلیر رہو | اپنے گھوڑوں کے تنگ تنگ کرو
ہیں عدو سے شمار تم تھوڑے | پر شجاعت سے بس یہ ننگ کرو
اب شہادت کے بحر میں غوطہ | کہا و با شوق ست درنگ کرو
ہیں یہہ بے سگان روبہ مزاج | جنگ تم ان سے جوں پلنگ کرو
جان کا شیشہ گرچہ ہی نازک | پر نہ اس رہ میں خوف سنگ کرو
عشق پروردگار سے تمکو | اوسکے ملنے میں بس آہنگ کرو
جان دو شوق سے جو یاد و صال | دل میں فرحت خوشی ترنگ کرو

بس اتنا میں حضرت امام حسین مخالفوں کے فوج کے آگے تشریف لائے اور بہ آواز بلند فرمایا کہ اہل عراق تمکو قسم خدا کی کہ تم یہہ جانتے ہو کہ

مین نواسا محمد مصطفی کا صلی اللہ علیہ وسلم اور جگر گوشہ فاطمہ زہرا کا اور قرۃ العین
علی مرتضی کا اور برادر حسن مجتبی کا ہون اور چچا میرا جعفر طیار طایر جناب العلیٰ
ہے اور میرے باپ کا چچا حمزہ سید الشہدا ہے کہا اوس قوم نے اے حسین
جو کہتا ہے تو صدق اور راست ہی آپ نے فرمایا جو تم مجکو سچا اور ایسا
جانتے ہو پس کسطرح سے قتل کرنا میرا دوست سمجھتے ہو اور وہ پانی کہ یہود اور
نصارا اور جانور اور سگ اور خنزیر پیتی ہین مجھ سے بند کرتے ہو کہ جان
میری اور اہل بیت میرے کی مارے تشنگی سے ہلاکت کو پہنچی ہے اور
مین تمہارا بلایا ہوا آیا ہون اور پھر پکار کر کہا آپ نے کہ اے عمر سعد اور
اے عمر ابن حجاج اور اے شبث بن ربعی اور اے فلان فلان تمنے مجکو
خط اور ایلچی بھیجکر بلوایا اور آج مرے مقابل قتال کے واسطے آئے
ہو یہہ کیا حرکت ہے اونہون نے خطون کے بھیجنے سے انکار کیا کہ ہم کو
خبر بھی نہین آپ نے اون کے خط منگا کر دکھا دیئے وہ بیحیا سراپا احمقا
کہنے لگی کہ ہم نے بیوقوفی او بے عقلی سے لکھے تھے آپ نے فرمایا کہ تم خدا
اور رسول خدا سے شرم کرو اور روز قیامت سے اور ظلمات جہنم
سے ڈرو فرد فریاد از ان زمان کہ بلرزد ستون عرش
از ہول وای شہیدان کربلا فرد ہندی
لرزیگا عرش روز قیامت کو جبکہ کہوینگے واے شہیدان کربلا
بعد اس کے آپ نے فرمایا کہ الحمد للہ حجت میری تم پر تمام ہوئے اور اب
تمکو مجہپر حجت کچھہ نہین ہے اور جو کہ حق ارشاد اور نصیحت کا تھا مین
بجا لایا عمر سعد نے کہا اے حسین یہ باتین اب کام نہین آتی ہین مانو یزید

یزید کی بیعت قبول کریا ہی لا کمتہ اوس مردود نے یہہ کہہ کر تیر کمان مین
رکہہ کر حضرت امام حسین کی طرف پہینکا اور کہا کہ اہل کوفہ گواہ رہنا کہ پہلے
سب سے مین نے لشکر حسین پر تیر مارا ہے اور یہہ گواہی امیر جیش کے آگے
یعنی ابن زیاد کے حضور مین دینا سبحان اللہ عجب شان الہی ہے کہ حضرت
سعد وقاص کا تیر حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پہلے پہل کافرون
کی فوج پر چلا تہا اور اونکے فرزند ناپسند کا تیر پہلی پہل حضرت حسین کی
فوج پر پڑا بعد اس کے حضرت امام حسین پاک گہوڑے کی اودہر سے پہر کر
اپنے لشکر مین تشریف لائے اور خلعت صبر و رضا کا کہ واصبروا انما صبرک
الا باللہ وان اللہ مع الصابرین اوپر قامت پر استقامت کے راست
کیا اور دل جلالت منزل کو اوپر محاربہ اور جنگ مخالفون کے رکہا اور
اپنے ملازمون سے فرمایا کہ خندق مین آگ لگا دو تو کوئی بدذات اور
بدصفات خیمون کی طرف اور مستورات کی طرف نہ جانے پاوے بموجب
حکم عالی کے خندق مین آگ دے دی اودہر آتش خندق شعلہ زن تہی
اور اودہر نایرہ قتال کا اشتعال تہا کہ اتنے مین مالک بن عروہ گہوڑا دوڑا
کر حضرت امام حسین کی فوج کے روبرو آیا اور اوسنے پکار کر کہا لیکن اوس
مردود ملعون نے وہ کہا کہ اوسکے لکہنے کو جی نہین چاہتا مگر چونکہ نقل کفر
کفر نہین ہوتی لکہا جاتا ہے کہ اوس نے یون جہک مارا کہ اے حسین آخرت
کی آگ سے پہلے تو نے اپنے مین یہ آگ لگائی حضرت امام نے فرمایا جہوٹا
ہے تو اے دشمن خدا کے تجہے یہہ گمان ہے کہ مین دوزخ مین جاؤن گا اور
تو بہشت مین مسلم ابن عوسجہ نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اگر فرمائی تو ایک تیر اس مردود کے مہنہ پر ماروں آپ نے فرمایا اے مسلم میں نہیں چاہتا کہ پیش دستی اور پہل ہماری طرف سے ہو بے لڑائی میں اور تو قدرت خدا کی دیکھ کہ کیا ہوتا ہی یہ فرماکر آپ نے اور رو بقبلہ ہوکر کہا الہی کھینچ تو اسکو طرف آگ کے اور آتش دوزخ سے پہلے اسکو چاشنی دنیا کی آگ کی چکہا دے کہ اسمیں پاؤں اوس مردود دوزخی کا رکاب میں سے نکل گیا اور باگ ہاتہ سے چھوٹ گئی اور کہوڑے نے ادہر اودہر دوڑ کر اوس ناری کو خندق کی آگ میں ڈالدیا اور وہ مردود جلکر مرگیا خروش و فغان لوگوں سے اوٹہی حضرت امام حسین نے سجدہ شکر کا کیا اور پکار کر کہا کہ الہی ہم ذریت اور اہل بیت تیرے رسول کے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم داد ہماری ان ظالموں سے لیجو کہ یہہ سنکر ابن اشعث نے کہا کہ اسے حسین تجکو سا تہہ پیغمبر خدا کے صلی اللہ علیہ وسلم کیا قرابت اور خویشی ہے کہ دم بدم لاف اور شیخی مارتا ہے تو پس حضرت امام حسین کو یہ بات سنکر غیرت آئی اور سر نیاز سے بیچ درگاہ کریم کارساز کے دعا کی کہ الہی ابن اشعث کا میری نسب قطع کرتا ہے اور مجہ کو تیرے پیغمبر کا صلے اللہ علیہ وسلم فرزند نہیں سمجہتا تو آج ہی اسکی خواری مجکو دکھا اور رگ جان کی قطع کر ہنوز تیر دعا کا ہدف آسمان پر نہ پہنچا تہا کہ شہباز قضا کا فضائے عالم دیر سے دہر جھپٹا اور فی الفور اوس موذی کے پیٹ میں درد اوٹہا اور قضائے حاجت کے واسطے کہوڑے سے نیچے اوتر بیٹہا تہا کہ ایک سیاہ بچہو نے اوسکے ستر میں ڈنک مارا کہ وہ نجاست میں لوٹتا لوٹتا مر گیا اور جعدہ مزنی نے آگے آنکر کہا اے حسین یہہ پانی فرات کا کہ

کہ دیکھتا ہے تو موج مار رہا ہے قسم خدا کی کہ تو ایک قطرہ بھی نہ چکھیگا اور تشنگی سے ہلاک ہوگا حضرت امام حسین نے دعا کی کہ الٰہی مار اسکو تشنہ فی الحال گھوڑا اوس مردود کا کودا اور بھاگا اور اوسکو اپنے اوپر سے ڈال دیا کہ وہ مردود گھوڑے کے پیچھے دوڑا یہان تک کہ تشنگی اور پیاس نے اوسپر غلبہ کیا اور العطش کہتا تھا اور بیتاب تھا لوگ اوسکو لب آب پر لیگئے مگر اوسکو مارے اضطرابی اور بیقراری کے قدرت پانی پینیکی نہوئی اور اوسی حال مین اوسنے جان دی الغرض اہل عراق اور اہل شام اسقدر تھے سیاہ باطن اور بد انجام کہ ایسی کرامات دیکھتے تھے لیکن ویسی ہی جہالت اور عناد پر استقامت رکھتے تھے

قطعہ

اشقیا منکر کرامات اند ۞ بر بساط مناکرت مانند
اولیا را چو خویش بیند ارند ۞ سر بہ اہل صفا فرو نارند

قطعہ ہندیہ

شقی جو ہین منکر کرامات کے ۞ وہ قایل نہین حق کی آیات کے
نہون معتقد اولیا کے سبھی ۞ گرفتار ہین اپنی ہی بات کے

اور یہہ بات ظاہر ہے کہ اگر اوسوقت حضرت مستجاب الدعوات بندۂ خاص قاضی الحاجات شاہزادۂ کونین قرۃ العین نبی الثقلین جناب امام حسین اوس قوم بیوفا پر جفا پیشہ کے واسطے جیسی دعا کرتے امید قبولیت کی تھی کیا تاب وطاقت تھی اوس قوم بیحیا کی کہ آپ کی جناب مین بےادبی اور گستاخی او بے اعتنائی کرتے لیکن چونکہ تقدیر ازلی ساتھ معاملہ اہل نبوی کے بانیطور متعلق تھی اور جناب شہادت ماب کو درجہ

شہادت عظمی حاصل کرنا تہا پس ہر حال مین راضي برضا رہے اور تابع
تقدیر و قضا رہی اور صبر و سکونت اختیار کي اور نقد جان راہ عشق دوست
مین نثار کي القصہ حضرت امام حسین نے بعد نصیحت اور فہمایش بکرر کے
جب دیکہا کہ یہ قوم قاسي القلب ہرگز جہل اور عناد سے باز نہین آتے
اور کجروي چہوڑ کر سیدہي راہ کي طرف نہین جاتے اور یہہ ہي کہتے
ہین کہ یا یزید کي بیعت قبول کرو یا ہم سے لڑو تب آپنے لاچار ہو کر فرمایا
بہتر جنگ ہمنے قبول کي لیکن چاہیئے کہ ایک ایک سے ایک لڑتا جاوے تا معلوم
ہووے کہ مرد کون ہے اور نامرد کون ہے اور ہنرمند کون ہے اور بے ہنر
کون ہے مخالفون نے کہا بہتر ہے ہم اسي طرح سے لڑینگے اور عرب کي
لڑائي کا یہہ ہي طور ہے کہ ایک ایک کے مقابل ایک لڑنے کو آتا ہے اور معرکہ جنگ
و قتال مین نام اور لقب اپنا اور فخر اپني قوم اور قبیلہ کا اور اپني دلاوري و
بہادري کا ظاہر کرتا ہي اور اسي مضمون کے شعر پڑہتا ہے کہ اوسکو رجز
کہتے مین الغرض حضرت امام حسین اپنے لشکر کي صف مین تشریف لائے
اور مستعد بجنگ ہوے کہ اتنے مین عمر سعد کے لشکر مین سے ایک مرد دلاور
نامدار میدان مین آیا کہ نام اوسکا سالم ہے اور بعضي کتابون مین لکہا ہے کہ
نام اوسکا سامحہ ہے اور کوفہ کے سردارون اور بہادرون مین بڑا ہي نامي
اور مشہور ہے مرکب تیز گام پر سوار اور دو دستي ملوکانہ اوسکے سلاح
اور ہتیار رکہو ڑا پہنکتا ہوا اور جولان دیتا ہوا میدان کارزار مین آشکار ہوا
اور رجز کہکر ندا ہل من مبارز کي دي اور مقابلہ اور مقاتلہ کرنے والا چاہا
حضرت امام حسین کے پاس زہیر ابن القین کہڑا تہا اوسنے عرض کي کہ

کہ یہہ مرد کہ میدان مین آیا ہے مبارز صف شکن اور دلاور مرد افگن ہے
مجکو اجازت ہو کہ تو اوس سے ہمسری کرون مین اور علم لاف وگزاف
کا کہ ساحت میدان مین اوسنے بلند کیا ہی اوسکو ساتہہ بازو قہر اور غلبہ کے
توڑون مین آپ نے زہیر کو اجازت دی زہیر کہ مبارز مردانہ اور دلاور
فرزانہ تہا مقابل سالم کے میدانمین آیا اور گہوڑے کو جولان دی فرد

درافکند مرکب بمیدان دلیر بغرید غریدن تند شیر

اپنے گہوڑے کو وہ لایا دفعتہ جولانمین فرد شیر کے مانند دی آواز ہیبت میدان مین

سالم کے بدن پر خوف زہیر سے لرزہ پڑا اور وہ مقابل آکر نصیحت کرنے
لگا کہ زہیر نے ایسا نیزہ اوسکے سینہ پر دیا کہ گردن کے پیچہے سے نکل گیا
اور سالم نے گہوڑے سے گرکر ساتہہ خواری کے جان دی اور واصل
جہنم ہوا زہیر برابر لشکر عمر سعد کے آیا اور نعرہ مارا کہ مین ہون زہیر ابن القین
کون کہ ہے کہ میرے سامنے آوے تا بیکدیگر زور آزمائی کرین ہم دیکہین
کہ بخت کسکو یاری دیتا ہے اور کسکے شوکت کو خاک خواری پر ڈلتا
ہی فرد کو عشقست درد زخم بلائے در پیچ کو حریفے
کہ قدم برسر آن کوئے نہد فرد کوچۂ عشق ہے اور
زخم بلا ہے دریش ہم بہی دیکہین کہ یہان کون قدم رکہتا ہے
اہل عراق اور شام سے کہ نام اوس یگانہ آفاق کا سنا اور پہلے
سے آوازہ اوسکی شجاعت کا اور دبدبہ اوسکی ہیبت کا اونکے
کانون مین پہنچا ہوا تہا سب نے سر نیچے ڈالا اور ارادہ اوسکے مقابلے
سے ڈر سے جب عمر سعد نے اپنی فوج پر آواز کی کہ یہہ کیا بے ہمتی ہے

کوئی تم مین سے میدان مین نہین جاتا کہ اسمین نصر ابن کعب کہ بڑا بہادر
ہے اور برابر سو سوار کے عرب مین اوسکو کہتے ہین مقابل زہیر کے
میدان مین آیا اور اوسنے چاہا کہ زہیر کو باتو مین لگا کر اور غافل دیکھہ کر
نیزہ مارون زہیر نے فریب اوسکا سمجھہ گیا تہا کمال چالاکی سے
ایک ضرب شمشیر سے سر اوسکا اوڑا دیا بعد اوسکے بہائی نصر کا کہ
صالح اوسکا نام ہے میدان مین آیا اوسنے بہی جام موت کا زہیر کے
ہاتہہ نوش کیا پہر بیٹا صالح کا کہ کعب نام ہے زہیر کے مقابل ہوا زہیر نے
نیزہ اوسکی ناف پر مارا کہ پیٹھ سے نکل گیا اور صحرا سے عدم کو روانہ
ہوا بعد اسکے زہیر نے گہوڑا پیادون کی صف پر چلایا اور کئی کو راہ
فنا کو بہجوایا اور اودہر سے پہر کر مقابل سوارون کے آکر کہا کہ آؤ کون
مقابل آتا ہے جو اوسکے مقابل آتا تہا ساتہہ نیزہ کے کہ مانند غمزہ خوبان
چین کے فتنہ انگیز تہا اور مانند مژہ عاشقان مسکین کے خون ریز تہا خون
اوسکا گراتا تہا اور خون کو ساتہہ خاک میدان کے ملاتا تہا یہان
تک کہ تہوڑی دیر مین ستائیس سردار بہادر کو شربت موت کا چکہایا

فرد غریوان بہر جانب سے شتافت بہ نیزہ دل دشمنان میشکافت

فرد ہر طرف نیزہ سے کرتا تہا مصاف دشمنون کے دلکو دیتا
تہا شکاف عمر سعد نے حجر الاحجار سے کہا کہ تو پشت و پناہ میرے
لشکر کا ہے مقابل زہیر کے ہو اور جو تیری عرض اور حاجت ہوگی
مین روا کرون گا اور بہت تجکو انعام دونگا حجر نے کہا ہیہات ہیہات
اسے عمر سعد لومڑی آگے شیر کے کیا کر سکتی ہی اور ٹہیر سکے ساتہہ بہادر کے

کب اوڑ سکتی ہے زہیر ابن القین دلاور ہے بعینہ شیر ببر ہے اور تنہا برابر ہزار سوار کے
عرب میں گنا جاتا ہے میں اپنی جان سے سیر نہیں آیا کہ اس سے مقابلہ کروں

فرد گوزنے کہ با شیر بازی کند بجون ؛ ز خود ترک و تازی کند فرد

شیر سے جو گوزن جنگ کرے ہے وہ شیشہ کہ قصد سنگ کرے

مگر ایک صلاح ہے جو تجکو پسند آوے کہ تین مقاموں میں سو سو سوار گہات کی جگہ میں استادہ رہیں اور میں اوس سے مقابلہ کرتا ہوں جس وقت کہ مجہمیں اور اوسمیں نیزہ بازی اور تیر اندازی اور صنعت اور کاریگری سپاہ گری کی ہونے لگے اور وہ مجہپر حملہ کرے گا تو میں بہاگ کر پہلے سو سوار میں آؤں گا جب وہ اوس صف کو بہی توڑے گا تو میں دوسرے سو سواروں میں آؤں گا جب وہ اوس صف کو بہی توڑے گا تو میں تیسرے سو سواروں آؤں گا پہر سب ملکر اوسے گہیر لیں گے اور ہر طرف سے اوسپر ضرب نیزہ اور شمشیر کی دیں گے شاید کہ اس حکمت سے وہ گہوڑے سے گرے عمر سعد کو یہ راے پسند آئی اور ویسا ہی کیا اور زہیر بے خبر اس مکر سے میدان میں کہڑا منتظر تہا کہ مخالفوں میں سے کون بہادر نکلتا ہے اور لب خشک ہو رہے تہے اور تشنگی کا غلبہ تہا کہ ناگاہ حجر میدان میں آیا اور دور کہڑا رہا زہیر نے کہا اے حجر نزدیک آ تو ہم اور تو آپس میں کام سپاہ گری کا بجا لاویں حجر نے کہا میں تجہسے لڑنے کے واسطے نہیں آیا ہوں بلکہ نصیحت کے واسطے حاضر ہوا ہوں کہ تو ایسا شجاع اور جری ہے اگر ابن زیاد کی خدمت میں رہے تو دولت اور مال سے کمال بہرہ مند ہووے تیری کیا عقل ہے کہ حسین کے پاس رہے تو کہ کہ وہ مال اور منال اور اختیار اور اقتدار نہیں رکہتا زہیر نے کہا اے ملعون

جو دولت کہ حسین کے پاس ہے وہ اوس مردود کے پاس کہان ہے مصرع
چہ نسبت خاک را با عالم زہیر نے یہہ کہہ کر حملہ اوسپر کیا کہ وہ بہاگا زہیر کو دریغ
آیا کہ یہہ غدار مکار ہاتہ سے چلا بہتر یہ ہے کہ اسکو بہی واصل جہنم کا کیجیے زہیر نے
گہوڑے کو بانگ دیکر اوسکے پیچہے دوڑایا کہ حجر نے بہاگ کر گہات کی جگہ اپنے
تئین گرایا اور پیادہ ہوا اور پکارا کہ جلدی پہنچو سوار کہ گہات مین لگ رہے تہے
نکلے اور زہیر کو گہیر لیا اور ہر طرف سے طعن اور ضرب نیزہ و تیغ کا سرزد ہونے
لگا زہیر نے کچہہ اندیشہ نکیا اور نیزہ و شمشیر سے سوارون پر تاخت لایا کہ سوارون
نے پیٹہ پہیر دی اور دوسری گہات کی جگہ پہنچے کہ زہیر بہی بہگاتا ہوا وہان
تک پہنچا اور وہان بہت مردون کو مارکر پہر تیسری جگہ پہنچا آخر کو سوارون نے
ہر طرف سے گہیر لیا اور زہیر نے نیزہ اپنے ہاتہ سے ڈالکر شمشیر ان میان
سے لی اور سوارون پر چپ و راست سے تاخت لایا اور بہت دشمنون
کے سرتن سے جدا کیئے فرد آفرین بر برق تیغت کو بیکدم خصم را
فرق پیدا و رمیان ترک و مغفر میکند فرد ہندی آفرین صد
آفرین ہے تیرے برق تیغ کو دم مین خاکستر کیا رخت زندگی الغرض
پچاس سوار کو زہیر نے راہ عدم کا راہی کیا اور نوہ زخم سر سے پاون
تک کہائے جب زخمون سے چور ہوا اور حضرت امام حسین نے وہ حال مشاہدہ
کیا فرمایا کہ زہیر کی مدد کرو اور لاؤ کہ سعد غلام حضرت امام نے ساتہہ دس
سوار کے اوپر فوج مخالف کے حملہ کیا اور کئی سوارون کو جان سے بیجان
کیا اور زہیر کو دشمنون کے لشکر سے باہر لایا اور حضرت امام کی فوج مین پہنچایا حضرت
امام حسین زہیر کے سرہانے آکر کہڑے ہوے اور زہیر نے آپکے جمال باکمال پر

باکمال بے نظری کی اور بمرد رگر کر اپنے سر کو آپ کے قدمون تک پہنچایا اور انکھون
کو قدم مبارک سے ملا — فرد — خاک قدم دوست شدم نیست کسے را
این عیش کہ امروز مرا در قدم تست — فرد ہندی
خاک قدم دوست ہوا کام برآیا — یہہ عیش جو ہے آج مجھے اور کسے
ہے حضرت امام برحق نے صد آفرین اور مرحبا فرمائی اور کہا اے زہیر
منہہ سے بول اور کچہہ بات کہہ عرض کی کہ اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جام آب زلال کا میرے واسطے لا رہے ہین مین پیلون تو بولون حضرت امام نے
فرمایا کہ حورین اسکے واسطے جام لائیت ہین پہر زہیر کو دیکھا کہ ہونٹ اور منہہ ہلاتا
تہا کہ جیسے کچہہ پیتا ہے پس اوسوقت طوطی روح اوسکی نے طرف شکرستان
یرزقون فرحین کے پرواز کی حضرت شاہزادہ حسین بہت روئے اور فرمایا کہ
خوشی اور خنکی ہو زہیر کو کہ بہشت مین میرا ہمسایہ ہے او خدا سے عز و علا اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوس سے راضی ہین — فائدہ — جاننا چاہیے کہ حضرت
حسین کے یارون اور دلاورون نے ایسی ہی بہادریان اور جوانمردیان کین
ہین کہ قطع نظر کرامات سے یہہ جرات اور شجاعت کسی زمانہ مین کسی پہلوان
سے اور کسی مرد میدان سے ظاہر نہین ہوئی انصاف او حق یہہ ہے کہ
اگر یہہ جرئتین رستم کرد معاینہ کرتا ساری عمر کبہی دلاوری کا نام نہ لیتا اور
روئین تن اگر یہ شجاعتین مشاہدہ کرتا عرق خجالت سے موم کی مانند پگل جاتا القصہ
بعد شہادت پانے زہیر کے غلام زیاد کا اور غلام عبد اللہ ابن زیاد کا بڑے
زرق و برق سے نکلے سلاح اور زرہ پہنے ہوئے میدان مین اسپ کو جولان
دے کر مقابل کو چاہا بریر ابن حضیر ہمدانی اور حبیب ابن مظہر نے اجازت

چاہتے ہیں آپ نے اونکو اجازت نہ دی کہ اتنے مین عبد اللہ ابن عمر کلبی نے آپ سے
سے اجازت چاہی آپ نے اوسکو اجازت دی اور فرمایا کہ یہہ دو نو اپنے
ہات سے مارے جاوینگے الغرض عبد اللہ اجازت لیکر اون دو نو کے مقابل
ہوا کہ اونمین سے ایک نے عبد اللہ پر نیزہ چلایا اور اوسکے نیزہ خالی دیکر ایک
ہات تروار کا ایسا دیا کہ وہ زخمی ہوکر گہوڑے سے گرا عبد اللہ نے چاہا کہ
کام اوسکا تمام کرے کہ دوسرا تیغ کہینچے ہوے پیچہے سے آیا اور قصد کیا کہ ایک
ہات تروار کا مارے اور حضرت امام حسین کے لشکر مین سے لوگ پکارے
کہ اے عبد اللہ خبردار ہو اور عبد اللہ نے کچہہ خیال نہ کیا اور وہ جو گہوڑے
سے گرا تہا اوسکے سینہ پر پہلا تروار کا رکہہ کر جوزور کیا تروار پیٹ سے اودہر
نکل گئی کہ دوسرے غلام نے تروار عبد اللہ پر ماری اور اوسنے ہات پر لی
اونگلیاں عبد اللہ کی قلم ہوگئین عبد اللہ نے تروار اوس پہلے غلام کے سینہ
سے کہینچ کر سر پر غلام دوسرے کے ماری اور کام اوسکا تمام کیا اور دونو
کو مار کر میدان مین اپکارا کہ اب کون میرے مقابل آتا ہے وہ ظالم لعین سکن چار
طرف سے اوسپر گرے اور عبد اللہ کہڑا ہوا تہا اور چپ و راست تاخت
کرتا تہا اور داد دلاوری کی دیتا تہا اور بہت مردودون کو دوزخ کی
طرف روانہ کرتا تہا آخر کو زخمون سے چور ہوکر شربت شہادت کا پیا
اور بہشت کی طرف راہی ہوا بعد شہادت عبد اللہ کے بریر ابن حصیر ہمدانی
ساتہہ اجازت حضرت امام کے میدان مین آیا اور قتال اور جدال مخالفون
سے کی اور ایسی بہادری اور دلاوری کی کہ فلک دوار اوس جنگ اور
چالاکی کو دیکہہ کر حیران تہا اور مریخ خنجر گذار انگشت تحیر بدندان تہا بیت

بیت گران جنگ رستم بدیدے بخواب شد بسے از نہیب وی زہرہ آب

قطعہ ہندیے

چو رستم دیکھتا وہ خواب مین جنگ
تو اوسکا زرد ہوتا خوف سے رنگ
کہان رستم کہان مرد اسلام
تہورا سا عقدہ اون کا ہے بس کام
وہ روئین تن اگر صد ہو تو ٹوٹے
پر اون سے روبرو سے منہ کو موڑے

آخر الامر بعد کمال قتال کے شربت شہادت کا نوش فرمایا لکھتے ہین کہ بریر زاہد بزرگوار اور عابد پاکیزہ رو تہا اور جملہ مقربان درگاہ الہ سے اور زمرہ خواصان اہل اللہ سے تہا بعد وقوع بریر کے قمر والدہ وہب بن عبداللہ کلبی کی وہب کے پاس گئی اور کہا اے فرزند دلبند اوٹہہ اور مدد فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کر اور قصور اس کام مین روا مت رکہہ اوسنے کہا اے مادر جاتا ہون اور قصور نکرون کا انشاء اللہ تعالے اور وہب نوعروس تہا کہ تہوڑے دن ہوئے تہے اوسکو نکاح اور شادی کیے ہوئے اور دولہن بہی ہمراہ تہی اور نوجوان خوب صورت اور نیک سیرت تہا الغرض تیار ہوکر میدان مین آیا اور اہل شقاق اور نفاق کے ساتہ خوب لڑا اور کئی شخص کو مارا اور پہرا اپنی والدہ کے پاس آیا اور کہا اے اما راضی ہوئی تو یا ابہی راضی نہین ہوئی مان نے کہا اے بیٹا جب تک کہ حسین پر تو اپنے تئین نثار نہ کریگا اور شہید نہوگا مین راضی نہ ہون گی اور وہب کی دلہن کہتی تہی اے وہب تجہ کو قسم خدا کی کہ مجہ کو جدائی آگ مین مت جلا اور اپنے آتش فراق کا داغ میرے دل کو نہ دلا بیت

جدائی آتش تیز ست میسوزد دل و جان را الہی در نصیب کس نسازد

داغ ہجران را بیت ہندی جدائی تیر آتش سے ہے جلاتی ہے
دل و جان کو کسی کے دل پہ مت رکھیو الہی داغ ہجران کو اور ماں
اوسکی کہتی تہی کہ اے فرزند عورت کا کہنا نہ کیجو اور کینہ حسینؑ کا اونکے
دشمنوں سے لیجو تو روز جزا کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت
کرین اور ہم گنہگاروں پر عنایت کرین قطعہ سر گوش ہوا
داری ہوا ر پشت پا بے زن درین اندیشہ یک سو باش و عالم را
قفاے زن طریق عشق میجوئی خرد را الوداعے کو بساط قرب
میخواہی بلا را مرحبا بے زن ابیات ہندی جو ہے یار
کی تیرے دلین ہوا سر خواہش نفس پر مار پا بہت رہ تو اس رہ
مین ثابت قدم جو نازل بلا ہو تو کہہ مرحبا طریقہ ہے یہہ عشق کا
میری جان نہین کام یہان عقل کا مطلقا وہب حکم مادر مہربان کا
بجا لایا اور میدان مین موجود ہوا اور جو کہ اوسکے مقابل آتا تہا کسی کو تو
نیزہ سے پشت اسپ سے اوٹہا کر زمین پر پہنکتا تہا اور کسیکو ساتہہ تیغ
بیدریغ کے خاک ہلاکت پر ڈالتا تہا یہان تک کہ کشتون سے پشتے لگا دیئے
اور دشمن بہ تنگ آگئے آخر کو بقضاے الہی راضی ہو کر روضہ رضوان
کو سدہارا بعد اوسکے عمر ابن خالد میدان مین آیا بعد اظہار کمال مردانگی
کے شہادت پائی پہر سعید ابن حنظلہ تمیمی کہ سردار اور بڑا بہادر تہا
میدان مین آیا اور خوب مقابلہ اور مقاتلہ کیا اور بہت دوزخیون کو دوزخ
کی طرف روانہ کر کر آپ خود صدر نشین بہشت کا ہوا پہر مسلم ابن عوسجہ آیا
داد مردانگی کی دیکر حضرت امام حسینؑ کی خدمت مین آیا کہ نافع بن ہلال

ہلال حملی نے مقاتلہ کر کر بہت ظالمون کو قتل کیا اور اسقدر دلاوری کی کہ
بیان سے خارج ہے تب عمر سعد کے سردارون نے یہہ صلاح کی کہ اسطرح
ہم حسینؑ کے بہادرون سے سربراہ ہو سکین کے بہتر یہ ہے کہ سب ملکر یکدفعہ
حملہ کرین الغرض بہت سے سوارون نے ملکر حضرت امام برحق کے لوگون
پر حملہ کیا اور ہاشمی بہادرون نے اور آپ کے ملازمون نے سعی بلیغ کر
اونکو دفع کیا لیکن مسلم بن عوسجہ چور زخمون سے ہو کر گھوڑے سے گرا اور
حبیب ابن مظہر کو وصیت کی کہ بعیر شہید ہونے کے تو بھی ان ملعونوں سے
جنگ کئے جائیو تاکہ حسینؑ کے روبرو شہادت پائیو حبیب نے کہا قسم
ہے رب کعبہ کی ایسا ہی کرونگا بعد شہادت مسلم اور نافع کے عبدالرحمن
ابن عبداللہ یزنی نے عرصۂ کارزار مین آکر یہہ رجز پڑھا فنظم

انا عبد الرحمن من آل یزن | دینی علی دین حسین و حسن
مین ہون عبدالرحمن آل یزن | میرا دین دین حسین و حسن ہے

اور یہانتک لڑا کہ شہید ہوا بعد اوسکے یحیی بن سلیم مازنی شہید ہوا
اور بعد اوسکے قرہ بن قرہ غفاری نے شہادت پائی بعد اوسکے مالک
بن انس الماکی نے بعد کوشش بسیار کے رخت زندگانی کا طرف سرا سے
آخرت کے کھینچا بعد اوسکے عمر ابن متاع الجعفی ساتھہ عز شہادت سے
فایز ہوا بعد اسکے حبیب مظہر اسدی عرصہ قتال مین آشکار ہوا اور خوب
لڑا آخر کو خلعت شہادت کا پہنا بعد اوسکے غلام ابی ذر غفاری کا جون
نام دلاوری کر کر شہید ہوا بعد اوسکے مہاجر جعفی نے شہادت پائی
بعد اوسکے مسروق بن حجاج کہ حضرت امام حسین کا موذن تھا شہید ہو

بعد اوسکی جنادہ بن حارث انصاری محاربہ کرکر طرف فردوس کے
گیا بعد اوسکے عمر بن جنادہ مبادرت ساتھہ محاربہ کے کرکر جنت مین اپنے
باپ کے نزدیک پہنچا بعد اوسکے ایک نوجوان میدان مین آیا کہ اوسکا باپ
پہلے شہید ہو لیا تھا اور اوسکی مانی اوسکو میدان جنگ مین بھیجا تھا کہ حسین ابن
علی پر اپنے تئین فدا کریے اور حق امت ہونے کا ادا کرے جب کہ حضرت
امام حسین عم نے دیکھا کہ وہ لڑکا داعیہ قتال رکھتا ہے آپ نے فرمایا کہ اسکا
باپ ابہی شہید ہوا ہے پس اسکی مادر اسکے قتال سے کا ہے کو راضی ہوگی
لڑکے نے سنکر کہا مین اپنی ما سے رخصت لیکر آیا ہون اور اوسی نے
مجکو میدان کارزار مین بھیجا ہے پہر اوسنے میدان مین مقابل صف اعدا
کے یہہ رجز پڑہا قطعہ امیری حسین ونعم الامیر ؎ سرور فواد
بشیر ونذیر ؎ علی ولی فاطمہ والدہ ؎ فہل تعلمون لہ من نظیر ؎
لہ طلعۃ مثل شمس الضحی ؎ لہ غرۃ مثل بدر منیر ؎ ابیات ہندی

حسین ابن حیدر ہے میرا امیر ؎ مبارک امیر و بشیر و نذیر ؎
میری جان و دل اور جی کا ہے چین ؎ علی فاطمہ کا ہے وہ نور عین ؎
جہان مین نہین آج اوسکا نظیر ؎ وہ ہے چرخ عزت کا بدر منیر ؎
وہ طلعت مین ہے مثل شمس الضحی ؎ وہ خلعت مین بیشک ہے نور الہدی ؎

اور قلع اور قمع دشمنون کا قرار واقعی کرکر مقام شہادت کو پہنچ گئے
ہین کہ مخالفون نے از روے شیطنت اور بیرحمی کے سر اوسکا
کاٹ کر طرف سپاہ حضرت امام حسین کے پہنک دیا کہ ما اوسکی لڑکے
کی دوڑی اور سر اپنے فرزند کا اوٹہا کر اپنی آنکہون سے اور موتہہ سے

نہہ سے ملا اور کہا خوب کام کیا تو نے اے فرزند میرے اور اے فرحت دہ جان
وا سے میرے دل کے اور اے ٹھنڈک آنکھوں میری کی بعد اوسکے وہ سر اوپر
ایک سے مخالفوں میں سے کہینچ کر مارا اور وہ مخالف اوس صدمہ سے اوسی
وقت جہنم کو پہنچا پہر اوس بی بی مردانہ دل نے چوب خیمہ کی لیکر مخالفون
پر حملہ کیا اور دو شخص کو مارا اور دوزخ کو بہیجا تب حضرت امام حسین نے اوسکو
منع فرمایا اور مستورات میں پہنچوایا بعد اوسکے عمر بن قرظہ انصاری نے جام
شہادت کا پیا اور بعد اوسکے عبد الرحمن بن عروہ نے شربت شہادت کا
نوش کیا اور ان دونوں نے کمال دلاوری اور بہادری کی پہر عابس ابن شبیب
شاکری نے قصد قتال کا کیا اور اپنے غلام سے کہ شوذب اوسکا نام ہے
پوچہا کہ تو آج میرے ساتہہ کیا معاملہ کریگا اوس غلام نے کہا کہ اے آقا
تا مدار ہمراہ رکاب تیری کے حسین کے دشمنوں پر تلوار ماروں گا تا کہ
شہید ہوں عابس نے کہا میرا بہی یہی گمان تہا کہ تو ایسا ہی کریگا اب
قدم آگے رکہہ آج کا وہ دن ہے کہ ہم خدا سے اجر طلب کرینگے مین جسقدر کہ ہمارے
واسطے آج مقدر ہے اور پہر یہہ دن کب ہات آتا ہے بعد اسکے عابس بیچ
خدمت حضرت امام حسین کے آیا اور سلام کیا اور عرض کی کہ یا ابا عبد اللہ
تیرے سوا کوئی میرا عزیز اور دوست زیادہ نہیں ہے اگر کوئی چیز نفس جان
سے ہوتی مین وہ تجہپر فدا کرتا مگر جان سے زیادہ اور چیز کوئی نہیں ہے
پس وہ تجہپر نثار کرتا ہوں یہہ کہکر اور شمشیر کہینچکر صف اعدا پر حملہ کیا اور
ہیبت اور دہشت اوسکی مخالفوں کے دل میں زیادہ تر شیر ژیان
اور پیل دمان سے پڑی اور ہنر سیاہ گری کے اسقدر اوس سے ظاہر ہوئے

که طایر ہوش وحواس دیکھنے والون کا اشیانۂ دماغ سے صحراے
تحیر کو پرواز کر گیا اور مخالفون مین سے کسیکو قدرت نہ تھی کہ مقابل اوس
شہسوار نامدار کے آوے عمر سعد نے کہا کہ سب ملکر یکبار اوسپر حملہ کرو
اور تیرون کا اور پتھرون کا مینہ اوسکے اوپر برسایا کہ عابس پیدل لاچار
ہوکر زرہ اور خود اپنا پہینک کر اور ہلکا ہوکر تاخت مخالفون پر لایا ربیع
ابن تمیم کہتا ہے کہ مین دیکھتا تھا قسم خدا ے زمین وآسمان کی کہ قریب
دو سو آدمی کے اوسنے اپنے آگے رکھہ لیے تھے اور بھگائے جاتا تھا
لگاتا تھا یہان تک کہ عابس اور غلام اوسکا تیرون اور پتھرون سے اور
نیزون اور تیغون سے نہایت زخم کہا کر دار السلام مین داخل ہوے
بعد اوسکے عبد اللہ اور عبد الرحمن کہ بنی غفار سے تھے مین حضرت امام برحق
سے اجازت لیکر اور بشارت بہشت کی پاکر میدان مین آئے اور
روضۂ رضوان مین پہنچے پہر غلام ترک حضرت امام حسین کا کہ حافظ قرآن
اور قاری تھا میدان مین آیا اور بہت مردودون کو مارا اور زخم کران
اوٹھا کر گرا آپ اوسکے سر پر جاکر کھڑے ہوئے آپکو دیکھہ کر ہنسا
اور ساتھہ رحمت حق کے واصل ہوا بعد اوسکے حنظلہ بن سعد البجلی میدان مین
آیا اور جنگ مردانہ بجالایا تا کہ شہادت پائی بعد اوسکے یزید ابن زیاد
المشعب میدان مین آیا اور اعدا کی طرف کئی تیر مارے اور کئی شخص کو
دوزخ کو روانہ کیا آخر کو آپ بہی شہید ہوا بعد اوسکے ہمراہیان دو
حضرت امام برحق کا آتا تھا اور آپ کو سلام کر کے اور رخصت ہو کر
میدان مین جاتا تھا اور داد شجاعت کی دیکے جام شہادت پیتا تھا

تھا یہان تک مقدمہ آن کر پہنچا کہ سواے اہل بیت کے یارون مین سے
کوی باقی نرہا اور حضرت امام حسین کے کئی اصحاب کا احوال مین نے نہین
لکہا اگرچہ تاریخ کی کتابون مین لکہا ہے اور ان صاحبون کا بہی احوال جو کہ اس
کتاب مین لکہا ہے بہت مختصر اور تہوڑا تہوڑا چہانٹ کر لکہا ہے تو کہ یہہ
رسالہ بڑا نہو جاوے **مخزن آٹہوان** بیچ ذکر شہادت
حضرت حُر کے اور بیان شہادت خویش واقربا حضرت امام حسین کے
اور بر خاطر سعادت مآثر محبان اہل بیت کے ظاہر اور باہر ہووے کہ صواعق
محرقہ مین لکہا ہے کہ جب پچاس سے زیادہ اصحاب حضرت امام حسین کے خلعت
شہادت کا اپنے بدنون پر راست کر چکے اور حضور باری تعالے مین پہنچ
چکے اوسوقت حضرت امام حسین پکارے کہ کوئی ایسا بہی ہے کہ حمایت
اور مدد کرے حریم رسول اللہ کی صلی اللہ علیہ وسلم حُر بن یزید بن حارث
ریاحی کہ کوفہ کے سردارون مین بڑا بہادر تہا اور برابر ہزار سوار کے گنا
جاتا تہا عمر سعد کے لشکر مین سے جدا ہو کر حضرت امام حسین کی خدمت
مین آیا لیکن اور تاریخ کی کتابون مین لکہا ہے کہ حر پہلے ہی آپ کی خدمت
مین آیا ہے کہ ہنوز لڑائی شروع ہوئی تہی بہر تقدیر پہلے حر نے عمر سعد کو
نصیحت کی کہ ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا معاملہ کرنا موجب
دوزخ مین جانے کا ہے اور سبب زوال دنیا و آخرت کا ہے جب
دیکہا کہ اوس ملعون نے اپنے دین و دنیا کی بربادی پر کمر باندہی ہے
حر نے حضرت امام بر حق کے لشکر کی طرف رخ کیا مگر لرزہ حر کے اعضا
کو شدت سے تہا اور ہات پانون اوسکے کانپ رہے تہے کہ مہاجر بن اوس

کہا تو جملہ شامیان قبضۂ شمشیر سے ہے اور جب کہین کوفہ کے شجاعون کا اور بہادرون کا ذکر آتا ہے تو پہلے زبان پر تیرا نام ہوتا ہے کیا باعث کہ تو اس جنگ مین لرزتا ہے اور کانپتا ہے حر نے کہا خدا کی قسم مین نے اپنے نفس کو اختیار دیا کہ یہہ دوزخ کو قبول کرتا ہے یا بہشت کو اختیار کرتا ہے واللہ نفس نے بہشت کو اختیار کیا حر نے یہہ کہہ کر اور کوڑا گھوڑے کو مار کر دوڑا کر حضرت امام حسین کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین وہ ہون کہ پہلے تیرے مقابل نکلا تھا یعنی راہ مین قریب کربلا کے چنانچہ ذکر اسکا پہلے گذرا اور آج مین ہی پہلا تو کھونے والا ہون اس قوم مین سے کہ تیری خدمت مین حاضر ہوا ہون یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین نے تیرے مقابلہ اور لڑائی سے توبہ کری اور تیرے دشمنون سے لڑائی کی نیت کی آیا میری توبہ قبول ہے یا نہین آپ نے فرمایا توبہ تیری قبول اور تو حر ہے یعنی آزاد ہے دنیا مین اور آخرت مین یعنی برائی سے اور دوزخ سے الغرض حر نے عرض دمحرکی کرکر توجہ میدان کی طرف کی اور مقابل مخالفون کے ہوا مصنف کہتا ہے کہ بھائی حر کا ہے دیکھا کہ حر نے دنیا پر پشت پا ماری اور آخرت کو اختیار کیا اور ہات پچ دامن آل عبا کے مارا پس تیر عشق اہل بیت کا اوسکے دل شوق منزل سے تو وہ مین لب معشوق ہو گیا اور کھوڑا دوڑا کر اپنے بھائی سے آملا اور کہا اے بھائی خدا تیرا بھلا کرے کہ تو خضر راہ کا ہوا اور مجھکو ظلمات گمرہات مین سے نکال کر اور پر سر چشمۂ آب حیات کے پہنچایا اب مین تجہسے موافق ہون اور کوفیون کا مخالف انشاءاللہ تعالی

مین اور تو دونو شفاعت حسنین سے بہرہ مند ہووینگے حر نے بہائی کو بیچ
خدمت حضرت امام برحق کے لایا آپ نے اوسکو بہی گلے سے لگایا اور بشارت
جنت کا کلام فرمایا القصہ حر مرد مردانہ اور دلاور فرزانہ اوپر اسپ باد پا
تازی نژاد کے سوار ہوکر میدان میں نمودار ہوا و مقابلہ کرنے والا جا نا
صفوان کہ کوفہ کے بہادرون مین سے مشہور اور معروف تہا مقابل حر کے آیا
اور وار نیزہ کا حر کے سینہ کی طرف کیا حر نے نیزہ سے نیزہ کا وار روک کر
کمال چابکدستی اور تیزی سے ایک نیزہ صفوان کے سینہ پر دیا کہ پار نکل گیا
اور صفوان کو صدر زین سے اوٹہا کر سر پر لا کر زمین پر ٹپک دیا کہ جان
اوسکی دارالبوار کو پہنچی خروش دونو لشکر سے اوٹہا کہ صفوان کے تین بہائی
اور تہے اون تینون نے یکبارگی حر پر حملہ کیا حر نے ایک کی کمر مین ہاتھ
ڈال کر زین پر سے اوٹہا لیا اور زمین پر دے مارا کہ گردن اوسکی ٹوٹ
گئی اور دوزخ کی طرف بہاگا اور ایک کے سر پر ضرب تیغ بے دریغ کی
دی کہ سینہ تک کہل گیا اور جہنم کو پہنچا اور تیسرا بہاگتا تہا کہ نیزہ اوسکی
پیٹ پر مارا کہ پار ہو گیا اور وہ مردود فی النار ہو گیا حر میدان سے پہر کر
بیچ خدمت امام برحق کے آیا اور زمین خدمت کی چومی اور عرض کی
یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو مجہسے راضی ہے آپ نے فرمایا مین
تجہ سے راضی اور خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تجہسے راضی
پہر حر میدان مین آیا اور ہر طرف تاخت لایا تہوڑی دیر مین کشتون کے
پشتے لگا دیئے کہ اسمین مخالفون نے حر کے گہوڑے کو پے کیا اور حر گہوڑے
سے جدا ہوکر لڑتا تہا اور نیزہ و تلوار سے وہ کام کرتا تہا کہ سب دیکہتے

اوسکو دنگ ہیے تہے اور مخالف اوسکے ہات سیے بہ تنگ تہے اور حضرت
شاہزادہ حسین نے دیکہا کہ حر پاپیادہ جنگ کرتا ہے اور صفحہ زمین پر
خون سے دلاورون کے رنگ کرتا ہے آپ نے کہوڑا تازی باساز کرانکا
کے حر کی سواری کے واسطے بہیجا حر نے رکاب کو بوسہ دیکے کہوڑے
پر سوار ہو کر اور جولان دیکر باگ مخالفون کی طرف پہیری بیت

عنان مرکب خود تاب میداد بجون نوک سنان را آب میداد

عنان مرکب تازی کو تاب دیتا تہا لہو سے نوک سنان کو آب دیتا تہا

اور جوق کے جوق اور پرے کے پرے پراگندہ کر دیئے پہر چاہا کہ حضرت
امام کی خدمت مین حاضر ہو وے مگر گویا آواز ہاتف غیبی کی گوش ہوش
مین پہنچی کہ اسے حر حورین تیری منتظر ہین کہ حر نے دہمین سے پکار کر کہا کہ اے
شاہزادہ حسین تیرے نانا کی خدمت مین جاتا ہون حضرت امام حسین نے
روکر کہا مین بہی عنقریب آتا ہون پہر حر اسقدر لڑا کہ نیزہ اوسکا ٹوٹ گیا
اور تیغ آبدار ہات مین لی اور جسکی کمر پر مارتا تہا دو نیم کرتا تہا اور جسکے سر پر
دیتا تہا سینہ تک شگاف ہوتا تہا یہانتک لڑا کہ عمر سعد کے علمدار تک
پہنچا اور چاہا کہ علم کے اور علمدار کے دو ٹکڑے کرے کہ شمر ملعون لشکر ساتہ
فوج کثیر کے حملہ کیا اور سب طرف سے حر پر تیر اور نیزہ اور تلوار پڑنے لگی
کہ قصور ابن کنانہ نے حر کے سینہ بیکینہ پر نیزہ مارا اور زخم کاری لگا تب بہی
جہپٹ کر حر نے شمشیر بے نظیر قصور کے سر پر دی کہ اوس حال مین بہی تلوار
نے قصور نہ کیا اور قصور کا سر سینہ تک کاٹا اور قصور پر قصور بلا قصور قصر

قصر جہنم مین داخل ہوا پس حضرت امام حسینؑ مرکب تیز گام دوڑا کر حر کے پاس
پہنچے اور حر کو اوٹھا کر اپنے لشکر مین لائے اور اپنے زانوئے مبارک پر حر کا
سر رکہا اور آستین مبارک سے اوسکا رخ پاک کرتے تہے کہ حر نے آنکھین کہولکر
کر حضرت امام کی طرف نظر کی اور مسکرایا اور نقد جان کو نثار کیا حضرت امام
برحق اور اصحاب اپکے بہت روئے اور حضرت امام حسینؑ نے کئی بیتین اوسکے مرثیہ
مین اوسوقت کہین ایک شاعر اوسکی مدح مین کہتا ہی ابیات خوشا حر فرزانۂ
نامدار کہ جان کرد بر آل احمد نثار ز رخش تکبر فرود آمده شده بر براق شہادت
سوار ز عشق جگر گوشۂ مصطفے بر آورد از جان دشمن دمار ابیات ہندی
واہ حر ہے خوب مرد نامدار آل احمد پر کیا جان کو نثار کبر کے مرکب سے
اوترا با خوشی پہر ہوا اسپ شہادت پر سوار دشمنان دین کو اوس دوست
نے آتش دوزخ مین ڈالا مار مار بعد اوسکے مصعب بہائی حر کا مخالفون
سے جا لڑا بعد جنگ اور کارزار کے اور کشتبت و خون بسیار کے شربت شہادت
کا نوش کیا بعد اوسکے حر کا بیٹا کہ علی نام تہا اور حر کا غلام مخالفون مین سے نکل کر
حضرت امام برحق کی خدمت مین آئے اور آپ کی طرف ہوکر مخالفون سے مثل پدر
اور عم اور آقا کی مقابلہ کیا اور کمال مرتبہ کو داد بہادری کی دیکر شرف شہادت
سے مشرف ہوئے فصل عالم تاریخ دان اور فاضل خبرت توامان لکہتے مین کہ آخر کو
سوا حضرت امام برحق کے اور سوائے امام زین العابدین کے انیس تن مردومین
سے لشکر شہادت اثر مین باقی رہے سولہ تو برادران اور فرزند اور دو یار سعادت
آثار اور ایک غلام نیک انجام قطعہ چو نوبت بہ آل پیمبر رسید جہان جا بصد
برہم درید زمین شد پر از فتنہ و ولولہ فلک گشت پر شورش و غلغلہ

جب کہ نوبت آل پیغمبر کی آئی مردمان   چاک عالم نے کیا بس جامۂ صبر اوس
زمان غلغلہ اوٹھا جہان مین فتنہ ایک برپا ہوا   پر ہوا شور و فغان سب مین
و آسمان زمین و آسمان زبان حال سے یہہ مقال پر ملال ادا کرتے تھے ابیات   رباعیات

چیست یارب کاتشی در عرصۂ عالم زدند   فتنہ انگیختند و عالم برہم زدند
ناشدہ روز قیامت اہل عالم را چہ شد   نادمیدہ صور فرزند آل آدم را چہ شد

ابیات یارب یہ آگ کسنے جہان مین لگائی ہے   عالم ہوا تباہ خدایا دہائی ہے
بے نفخ صور حشر یہ کسطرح ہو گیا   بگڑا جہان اگرچہ قیامت نہ آئی تھی

روایت ہے کہ جب حضرت امام مغموم شہید مظلوم نے دیکھا کہ جملہ یارون نے اور زمرۂ ہوا داروں سے کوئی باقی نہ رہا بھائیون اور فرزندون کی طرف سے غم و الم زیادہ تر اوپر دل مبارک کے مستولی ہوا اور اہل بیت نے جانا کہ انکو ہماری طرف سے اندیشہ و غم کمال ہے سب نے متفق ہو کر عرض کی کہ اے نور دیدۂ صدر مسند رسالت اور اے سرور سینہ شاہ عرصۂ ولایت آپ کچھ اندیشہ نفرمائیے اور غم و غصہ نہ کھائیے کہ ہم سب آپکے بعد اپنی زندگی سے راضی اور خوش نہین ہین آرزو رکھتے ہین کہ آج اپنے سرون کو تمہارے قدم مبارک پر نثار کرین تو کل کے دن حشر مین سرفرازی پاوین حضرت امام برحق رو دیئے اور سب کے حق مین دعاء خیر کی اول سب سے حضرت عبداللہ فرزند حضرت مسلم کے اجازت لیکر اور حضرت امام برحق سے رخصت ہو کر میدان مین آئے کبھی ساتھ شمشیر آبدار کے مانند مریخ تیغ زن کے کام فرماتے تھے اور کبھی ساتھ نیزہ آتش بار کے مانند شہاب ثاقب کے حملہ کرتے تھے اور بیچ انتقام اور عوض پدر بزرگوار کے ابدان مبارزون کو

کو زیروزبر کرتے تھے کہ قدامہ ابن اسد فرازی مخالفون مین سے نکل کر
مقابل ہوا اور وہ بڑا مشہور پہلوان ہی اور سلاح بدن پر آراستہ
کئے ہوئے اوپر مرکب تیز کام کے نمودار ہوا بعد ظاہر ہونے صنعت
سپاہگری کے طرفین سے حضرت عبداللہ نے اوسپر حملہ کیا اور وہ
بھاگ نکلا عبداللہ نے گھوڑا اوسکے پیچھے دوڑایا ازبسکہ کئی دن
سے گھوڑے نے پانی نہ پیا تھا رہ گیا حضرت عبداللہ نے گھوڑا بھی
چھوڑا اور نیزہ بھی ہات سے ڈال دیا اور شمشیر میان سے لی اور
پیادہ پا دوڑے اور قدامہ نے پھر کر نیزہ آپکے سینہ پر مارا کہ آپ نے
زخم کھا کر نیزہ اوسکا خالی دیا اور پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے قدامہ
نے اپنا گھوڑا پھیر کر چاہا کہ حملہ دوسرا کرے کہ عبداللہ نے تلوار اوسکے
کلہ پر دی کہ آدھا کلہ اوڑ گیا پھر عبداللہ نے اوسکے کمر بند مین ہات ڈالکر
خانہ زین سے اوٹھا کر زمین پر پھینکا کہ قدامہ تحت الثرا کو پہنچا اور آپ
اوسکے گھوڑے پر سوار ہوئے اور اپنا گھوڑا اپنے غلام کے حوالہ
کیا اور اپنا نیزہ جا کر لیا سلام بن قدامہ نے عمر سعد سے کہا کہ مین نے
بہت لڑائیان اور پہلوان بہادر دیکھے ہین لیکن اس ہاشمی جوان کے
برابر کوئی جوان شجاع اور جری نہین دیکھا فرد سالہا سعی
نماید فلک چوکان قدر تا چنین شاہ سوارے سوی میدان آرد فرد
چرخ چوگان قدر برسون تک اگر کوشش کرے جب کہین میدان مین
لاوے اسطرح کا شہسوار الغرض حضرت عبداللہ راست اور چپ لشکر
عمر سعد کے تاخت کرتے تھے اور بیسون مردودون کو خاک ہلاک کر

بگوش آتے تھے کہ ایک مرتبہ سوار اور پیادون نے آپ کو گھیر لیا اور بارے
تشنگی کے طاقت آپ مین نرہی اور دو پانو آپ کے گھوڑے کے قلم
ہوگئے کہ آپ گھوڑے سے جدا ہوئے اور زخم گران بار اوٹھا کر جنت
کو تشریف لے گئے بعد اونکے جعفر ابن عقیل یعنی چچا عبد اللہ کے اپنے بھتیجے
کے واسطے زار زار رو کر حضرت امام برحق سے اجازت لیکر میدان مین
آئے اور درخت حیات دشمنون کا ضرب تیغ سے بیخ سے اوکھاڑا اور
کشتون کے پشتے ڈالدئے جب اون سگان مردم خوار نے دیکھا کہ ہم
اس شیر کارزار سے درماندہ اور عاجز آگئے تب سب نے ملکر اونکو درمیان
مین لیا اور زخم نیزہ اور شمشیر کا چہار طرف سے دیا آخر کار جعفر نامدار نے
دریائے شہادت مین غوطہ لگا کر گوہر شاہوار شرف کا کف امید مین لیا اور
غریق رحمت حق ہو کر ایوان روضہ رضوان مین آرام کیا بعد اونکے عبد الرحمن
ابن عقیل بھائی جعفر کے لے مقابل مخالفون کے ہو کر اور بے نہایت
دلیری فرما کر جام شہادت سے شربت سعادت کا نوش کیا بعد اونکے
محمد ابن عبد اللہ بن جعفر طیار یعنی حضرت مرتضیٰ کے بھتیجے کے فرزند اور
حضرت امام حسین کے بھانجے یعنی بی بی زینب کے بیٹے اپنے ماموں اور
اپنی ما سے رخصت حاصل کر کر گلزار کارزار مین گلگشت کرتے ہوئے
تشریف لائے اور ساحت حربگاہ کو خون دلاورون سے رشک صد
چمن کر دیا پھر مرغ روح محمد نے طرف آشیان قدس کے پرواز کر کے
باغ بہشت مین جا آرام کیا حضرت زینب اپنے فرزند دلبند کے فراق مین روتی تھی زار
زار اور اونکی تسلی اور تشفی کرتے تھے خلیفہ حیدر کرار مصرع کہ باد ابرو

بر ورحمت کردگار بعد اوسکے عونؓ بن عبد اللہ یعنی محمد کے بہائی نے
جب اپنے بہائی کو خاک و خون پر بیجان پڑا ہی بے اختیار طرف میدان
کے دوڑے اور اپنے بہائی کے قاتل کو ساتہہ ایک ضرب شمشیر کے واصل
جہنم کا کیا اور بڑی بہادری اور دلاوری کر کر بہشت میں رونق افزا ہوئے
بعد اوسکے عبد اللہ فرزند حضرت امام حسنؑ کے کہ نوجوان ماہ طلعت سرو قامت
خوبصورت نیک سیرت تہے بیچ خدمت عمو بزرگوار ابن شیر پروردگار
کے حاضر ہوئے اور اجازت میدان کی چاہی آپنے بعد تکرار بسیار
کے رو کر اونسے گلے لگا کر رخصت دی روایت ہی کہ فرزند حسن نے میدان
میں مطلق توقف نہ کیا اور اپنے تئیں دفعۃً قتلگاہ میں بیچ میں لشکر
کے پہنچایا یہانتک کہ قریب عمر سعد کے پہنچے اور اوس مقام پر بائیس
دلاوروں کو ساتہہ باد فنا کے برباد کیا اور عمر سعد آگے سواروں میں
جا چہپا اور اپنے دلاوروں کو ساتہہ خلعت اور انعام کے امیدوار کیا کہ
اس جوان ہاشمی کو کسی طرح قتل کیا جائے اور عبد اللہ قلب میں سے
میدان میں آئے کہ اسمین بختری ابن عمر شامی روبرو عمر سعد کے آیا اور کہا
ای عمر دعوی سپہ سالاری کا رکہتا ہی تو اور اس نوجوان ہاشمی سے
اسقدر بہاگتا ہی تو عمر نے شرمندہ ہوکر کہا کہ جان عزیز ہی اگر اوسکو قوت
اوسکے آگے سے نہ بہاگتا میں تو یہہ ہرگز نہ مجکو چہوڑتا اور ای بختری
اگر تو میری بات کو سچا جانتا ہے تو یہہ نوجوان ہی اور میدان ہی اسکے
مقابل آ اور اپنے بہادری دکہا بختری نے غصہ میں آکر ساتہہ پانسو
سوار کے عبد اللہ پر حملہ کیا اور حضرت امام حسینؑ نے محمد بن انس اور

اسعد ابن ابی دخانہ کو کہ یہہ دو آپکے یارون مین سے باقی رہے تہے
اور فیروزان کو کہ غلام حضرت امام کا ہی حضرت عبداللہ کی مدد کیواسطے
بہیجا حضرت عبداللہ اور فیروزان سپاہ مین سے نکلکر بختری کے مقابل
ہوئے اور بختری مین اور فیروزان مین نیزہ بازی ہونے لگی اور عبداللہ
نے ساتہہ دو نو یار کے سوارون پر حملہ کیا فیروزان نے یہہ نقشہ دیکہہ
کر اور بختری کے آگے سے نکل کر حضرت عبداللہ کے پاس آگیا پہر چار سوار
نے پانسو سوارون کو آگے دہر لیا اور بہگاتے ہوئے قلب لشکر تک
لے گئے پہر شیث بن ربعی ساتہہ پانسو سوارون اور کے بختری کے
متفق ہوا الغرض قریب ہزار سوار نے اون چار تن کو بیچ مین لے لیا حضرت
عبداللہ نے ساتہہ اون دونون یار کے شیث کیطرف رخ کیا اور فیروزان
نے بختری کے فوج پر تاخت کی اور اوسکے لشکر کو زیر و زبر کیا
عمر سعد سے نقل ہے کہ وہ مردود کہتا تہا کہ خدا کی قسم فیروزان اوس دن
اسقدر جنگ کرتا تہا کہ اگر ایک جام پانی کا پیتا تو ہمارے لشکر مین سے
ایک بہی اوسکے ہات سے نہ جیتا ایک سو بیس نیزہ سے اور بیس
آدمی شمشیر سے اوسنے ہلاک اور قتل کئے تہے آخر کو فیروزان کثرت
حرب سے اور شدت تشنگی سے ناطاقت ہو گیا تہا کہ گہوڑے سے
ایک مردود کا نیزہ کہا کر گرا اور سپر پر رکہہ کر تیغ لعینون سے لڑتا تہا
کہ اسعد بہی اوسکے پاس آپہنچا اور چاہا کہ فیروزان کو اپنے گہوڑے پر
سوار کرے کہ انبوہ کثیر نے دونون کو گہیر لیا اور ہر طرف سے طعن و
ضرب نیزہ و شمشیر کی دی کہ اسعد نے راہ فیتہان شہادت کی لی پہر حضرت

پہر حضرت عبد اللہ نے آکر قاتل اسد کو قتل کیا اور پیروزان کو کہ چور زخمون
سے ہو رہا تہا اپنے گہوڑے پر آگے اپنے بٹہایا گہوڑا کہ کئی دن کا بہوکا
پیاسا تہا دو آدمی کے بوجہ سے کہڑا ہو رہا حضرت عبد اللہ پیادہ
ہو لئے اور فیروزان کو اپنے خیمہ مین لے چلے کہ راہ مین فیروزان نے
راہ بہشت کی لی عبد اللہ نے بہت گریہ کیا لکہا ہی کہ اوس وقت تک حضرت
شاہزادہ عبد اللہ کے بدن پر سترہ زخم آچکے تہے اور آپ نے بہت
نابکارون کو فی النار کیا تہا اور بختری کو زخمی کیا تہا کہ پہر آپ میدان
مین آئے اور مقابل اپنا چاہا کسو کو تاب و توان نہین تہی مارے خوف
و دہشت کے کہ مقابل آوے اسمین عمر سعد نے اپنے لشکر والون کو
گالیان دین کہ یوسف ابن الابجار روبرو عمر سعد کے آیا اور کہا کہ تو سپہ سالار ہی
کیون نہین اس سے مقابلہ کرتا عمر سعد نے کہا کہ مجکو ابن زیاد کا حکم لڑنے
کا ہی لڑانے کا نہین ہی پس تم سب میرے فرمان بردار ہو ای ابن الابجار
جا تو اور اس لڑکے سے جنگ کر نہین تو مین تیری شکایت ابن زیاد سے
کرونگا ابن الابجار لاچار میدان مین آیا اور عبد اللہ کے ہات سے جام
مرگ کا پیا پہر اوسکا بیٹا اور اوسکا بہتیجا میدان مین آکر آپکی ضرب تیغ سے دوزخ
کو روانہ ہوا پہر حضرت عبد اللہ نے مبارز کو چاہا کوئی نہ نکلا حضرت
عبد اللہ بتنگ ہو کر جب ور اس لشکر کی تاخت لائے اور بارہ نابکار
کو چاشنی موت کی چکہائی اور نیزہ سر مبارک پر پہراتے ہوئے
اپنے لشکر مین بیچ خدمت حضرت امام حسین کے آئے اور کہا ای
چچا صاحب العطش العطش آپ نے فرمایا ای جان چچا کے تیرے نانا اور

اور باپ بہشت مین تجھے پانی پلاوین گے حضرت عبد اللہ پہر اجازت لیکر
میدان مین آئے اور زخم گران نیزہ اور تلوار اور ناوک اور خنجر کے کہائے
اور شربت شہادت کا نوش کیا حضرت امام برحق کو اور مخدرات
عصمت کو اپنے غم و درد مین بیہوش کیا نظم دردا کہ دل از جادۂ
غمناک افتاد دردیع زسیل اشک خاشاک افتاد نوباوۂ باغ عمر از شاخ
امید بی آنکہ رسیدہ بود بر خاک افتاد نظم ہندی آہ اس درد سے
ہر یار ہی غمناک پڑا اشک کے سیل سے ہی چشم مین خاشاک پڑا پہل نیا
باغ حسن کا چمن عالم مین شاخ امید سے جہڑ کر بسر خاک پڑا روضۃ
الاحباب مین محمد بن الحسن کی شہادت نہین لکہی ظاہر یہہ ہی کہ وہ بہی حضرت
عبد اللہ کے ساتہہ شہید ہوئے بعد اونکے حضرت قاسم ابن الحسن اپنے
برادر عزیز کی شہادت کو مشاہدہ کرکر اور آہ سرد دل پر درد سے
کہینچکر اپنے عمو بزرگوار کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ای
شاہزادۂ دو جہان اگر حکم ہووے تو اپنے بہائی کا عوض ان بیدینون
سے لون مین آپ نے فرمایا ای نور عین عمو تو حسن کی یادگار ہی اور میرا انیس
دل فگار ہی کیون کر تجکو اجازت دون بعضے لکہتے ہین کہ مادر قاسم کی خیمہ سے
باہر نکل آئین اور قاسم کا ہات پکڑ لیا فرد ای بدلم گرفتہ جا لطف کن از
نظر مرو مرہم سینہ چون توئی مرہم دیدہ ہم تو شو فرد ہندی ای گل خوشنما
نہ تو میری نظر سے دور ہو مرہم سینہ ہی جو تو چشم کا توئی نور ہو لکہا ہی
کہ حضرت قاسم بے اختیار رونے لگے کہ ایک مرتبہ دونو آپس مین گلے
سے لگ کر بیہوش ہو گئے پہر جو ہوش مین آئے حضرت قاسم رخصت

رخصت چاہتے تہے اور آپ رخصت نہ دیتی تہی یہانتک کہ قاسم نے
ہات اور پانو آپکے چومے اور بہت روئے تا کہ رخصت حاصل کی بعد
میدان مین آئے اور باوجود چہوٹی عمر کے قتال عظیم کی اور تن پیش مبارک بدن
کو خاک ہلاکت پر ڈالا۔ حمید نقل کرتا ہی کہ مین عمر سعد کی سپاہ مین تہا
اور نظارہ جنگ قاسم ابن حسن کا کرتا تہا کہ عمر بن سعید ازدی نے مجہے
کہا کہ مین اس لڑکے پر حملہ کرونگا مین نے اوس سے کہا یہہ کیا اندیشہ
باطل ہی قسم خدا کی کہ اگر قاسم مجہے تلوار مارے تو اوس پر وار نہ کرون
پس امر قاسم ہی ساتہ اس گروہ کے انکے چہوڑ کر جنہون نے اوسکو بیچ مین گہیر
رکہا ہی اور تو قصد نہ کر ابن سعید نے کہا واللہ مجکو اب تحمل نہین رہا یہہ کہہ
کر متوجہ قاسم کے ہوا اور ضرب شمشیر کی اوسکے سر پر دی کہ قاسم مونہہ
کے بل گر پڑا اور پکارا کہ یا چچا امام حسین حضرت شبیر نے جب اپنے بہتیجے
کو دیکہا کہ خاک و خون مین غلطان ہوا مانند شیر کے کہ اوپر شکار گور کے
تاخت لاتا ہی طرف ابن سعید کی دوڑے اور ضرب تلوار آبدار کی دی
کہ ہات ابن سعید کا کہنی سے جدا ہو گیا اہل کوفہ ابن سعید کو اپنی سپاہ مین
لے گئے جب غبار اور گرد ہٹی تو معلوم ہوا کہ حضرت امام حسین قاسم کے
سر پر کہڑے روتے ہین اور اوسکے قتل کرنے والے کو نفرین کرتے
ہین پہر حضرت قاسم کو اوٹہا کر اہل بیت کی لاشون مین ملا دیا اور کہا ای اہل
بیت میرے صبر کرو اور خدا کا شکر کرو **فصل** جاننا چاہیے کہ روضۃ
الاحباب مین لکہا ہی کہ جب حضرت امام حسین نے اجازت میدان کی قاسم
کو نہ دی تہی تو حضرت قاسم خیمہ مین جا کر سر زانو پر رکہے ہوئے روتے

تہے کہ اونکو یاد آیا کہ میرے باپ حسن نے مجھکو ایک تعویذ دیا تہا اور یہہ فرمایا تہا
کہ تو اوسکو اپنے بازو پر رکہیو جس دن کہ تجھکو غم و ملال بے حد درپیش آوے
تو اوسکو کہول کر دیکہنا جو اوس مین لکہا ہو اوسپر عمل کرنا پس آج کہ وہ
دن ہی لازم ہی کہ مین اوسکو کہول کر دیکہون الغرض حضرت قاسم نے
یہہ دل مین سوچ کر تعویذ اپنے بازو سے کہولا اور کاغذ کو ملاحظہ کیا اوسمین
حضرت امام حسن نے اپنے دست مبارک سے لکہا تہا کہ ای قاسم
وصیت کرتا ہون مین تجھکو کہ جب میرا بہائی حسین دشت کربلا مین درمیان کوفیون
اور شامیون کے گہر جاوے البتہ سر اپنے کو اوسکے قدم پر نثار کیجیو
حضرت قاسم نے جب وہ وصیت نامہ پڑہا ایسے خوش ہوئے کہ کبھی نہ
ہوئے تہے اور وہ کاغذ لاکر حضرت امام برحق کو دکہایا اور رن مین
جانے کی رخصت چاہی حضرت امام برحق نے خط اپنے بہائی حسن کا پہچانا
اور قاسم کو گلے لگاکر روئے کہ دونو بیہوش ہوگئے بعد اوسکے
لاچار حضرت قاسم کو میدان کی رخصت دی اور یہہ بات کہ عوام مین
مشہور ہی کہ حضرت امام حسین کو اوسوقت وصیت حضرت امام حسن کی یاد
آئی بیچ مقدمہ نکاح حضرت قاسم کے اور اوسوقت حضرت قاسم کو خیمہ
مین لے جاکر اپنے ایک بیٹی کے ساتہہ نکاح کر دیا کسو معتبر کتاب مین نہین ہی
مگر ایک تو یہہ نقل منتخب التواریخ مین مین نے دیکہی ہی کہ وہ کتاب
قصبہ ڈہرسو کے سیدون کے ہان ہی اور وہ کتاب ان سیدون مین بہت سندی مشہور
ہی اور روضۃ الشہدا مین دیکہی ہی لیکن عالمون کے نزدیک اور اہل تاریخ
کے نزدیک اس روایت کا اور اس نقل کا مطلق اعتبار نہین ہی اور جس

اور جس تفصیل سے کہ روضۃ الشہدا مین یہہ احوال لکہاہی محض غلط اور سراپا
تکلف ہو اور نامناسب ہی اسواسطے کہ ایسی باتین اون جنابون کی شایان
نہین ہین القصہ بعد شہادت حضرت قاسم کے ابوبکر فرزند حضرت علی کے
بہائی حضرت امام حسین کے اجازت حضرت امام برحق سے لیکر میدان کارزار
مین اشکارا ہوئے اور عرصہ میدان کو بہت نامردون ستمگرون سے خالی
کیا تا وقتے کہ نقد حیات کو بازار شہادت مین فروخت کیا اور قصر جنت کیطرف
سبکرو ہوئے بعد اونکے حضرت عمر فرزند حضرت علی کے باجازت امام برحق
کے مخالفون سے جنگ کرکر اور داد شجاعت کی دیکر روضہ رضا پروردگار
مین تشریف لیگئے بعد اونکے حضرت عثمان فرزند حضرت علی کے سبط
نبی سے رخصت لیکر دشمنون سے جا لڑے اور جرءت بنہایت فرماکر
خلد برین کے صدرنشین ہوئے بعد اونکے حضرت عون فرزند حضرت علی
کہ جوان خوبصورت زیباسیرت صافی طینت پاکیزہ طویت تہے بیچ خدمت
امام برحق کے حاضر ہوئے اور اجازت چاہی آپ نے فرمایا کہ ای بہائی
دشمن بسیار ہین اور پیادہ اور سوار بے شمار ہین حضرت عون نے جواب دیا
یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیر کو لومڑیون کے ہجوم سے کیا ڈر ہی
اور شہباز کو جغد و بوم سے کیا حذر ہی قطعہ بکوشم درین حرب مردانہ
وار نہ اندیشم از لشکر بے شمار دل و دست و بازو بجا آورم جہان
بر عدو تنگ بار آورم قطعہ ہندی لڑونگا مین اعدا سے مردانہ وار
عدو مین اگرچہ یہہ ہین بے شمار بتائید حق قوت دست سی مخالف سے
برلاؤنگا مین دمار یہہ عرض کی اور مرکب تیز رفتار اوٹہایا اور قلب سپاہ

دشمن پر حملہ کیا اور بیچ دریا سپاہ کے ساتھہ بازو توانا کے غوطہ لگایا کہتے
ہین کہ ہزار سوار و پیادہ نے اونکو گہیر لیا حضرت عون نے شعاع
برق تیغ آبدار سے بینائی اوس فوج نابکار کی اوڑا دی اور صفون کی
صفون کو درہم برہم کر کر بیچ خدمت امام برحق کے حاضر ہوئے آپ نے
منہہ اور آنکہین اونکی چومین اور کہا ای بہائی اپنے زخمون کو خیمہ کے اندر
جا کر باندہ اور ذرا آرام کر عرض کی ای برادر بزرگوار تشنگی سے ہلاک
ہوتا ہون بہتر یہہ ہی کہ ساقی کوثر کے ہات سے آب زلال فردوس کا
نوش کرون مین یہہ جب میسر ہو کہ جام شراب شہادت کا یہان پیون مین
القصہ حضرت عون کمیت گہوڑے پر سوار ہوئے اور وہ گہوڑا تہا کہ
حضرت شاہ مردان شیر یزدان نے اپنے حالت حیات مین حضرت عون
کو بخشا تہا اور زرہ داودی اور تیغ یمانی حمائل کرے اور نیزہ ردمی ہات
مین لیا اور حضرت امام برحق سے اجازت لیکر رو میدان کیطرف کیا
شور و غلغلہ سپاہ مخالف مین پڑا اور ہر خرد و کلان دیکہہ کر کانپنے
لگا فرد چہ آفت است کہ باز این سوار پیدا شد کدام سرو زبالا بزین
برون آمد قطعہ کہتے تہے وہ پہر سوار آیا لو آفت روزگار آیا ای سرو
زمین زین پہ نکلا وہ رونق کارزار آیا الغرض دو ہزار سوار کے حضرت
عون کے گرد ہو گئے اور یہہ سوار نامدار خلف صاحب ذوالفقار جس
طرف حملہ کرتے تہے کشتون کے پشتے لگ جاتے تہے آخرکار کے
ابن حیدر کرار ساتہہ طعن نیزہ ابن خالد ابن طلح کے مرکب سے زمین
پر گرے اور پکار کر کہا یا ابن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تیری محبت کے

کے لئے معرکہ دنیا مین پیدا ہوا تہا اور تیری وفاداری مین میدان آخرت
کو جاتا ہون مین بسم اللہ و باللہ و علی ملۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرد
گر سرم خاک گشت بر در تو بامر جانا سعادت سر تو فرد ہندی یہہ سر جو
خاک در یار ہو تو بہتر ہی فدا قدم پہ جو سو بار ہو تو بہتر ہی بعد شہادت عون
ابن علی کے حضرت جعفر فرزند حضرت علی کے امام برحق سے اجازت
لیکر معرکہ قتال مین آکر اور داد مردانگی دیکر قریب اپنے بہائی کے بہشت
راحت سرشت مین رونق افزا ہوئے بعد اونکے حضرت عبداللہ فرزند
حضرت علی کے ساتہہ دیدہ گریان کے اور دل بریان کے شاہزادہ
دو جہان کے واسطے اجازت میدان کے حاضر ہوئے اور عرض کی
قطعہ ای غمت تخم شادمانیہا وصل تو اصل کامرانیہا میروم کو بہای غم
بر دل میبرم از درت گرانیہا قطعہ ہندی غم عشق اپنی شادمانی ہی
وصل دلدار کامرانی ہی کوہ غم دلپہ رکہہ کے ہم تو چلے کوئی دم کی یہہ زندگانی
ہی ای بہائی طاقت میری بہائیون کی جدائی سے طاق ہوئی اور
جان میری میدان محبت مین پایمال فراق ہوئی الغرض عبداللہ اجازت
لیکر متوجہ مصافگاہ کے ہوئے لکہتے ہین کہ ایک سو اور ستر مخالف
مارے اور پہر آپ درجات جنات مین سدہارے فرد نجات یافت
ازین دامگاہ رنج و عنا نزول کرد بدرجات جنت الماوا فرد ہندی
رنج و عنا کی قید سے پائی نجات ہی جنت ہی سیر گل ہی ہنین اور بات ہی
بعد اونکے حضرت عباس علی فرزند حضرت علی مرتضی کے حالات
برادرون کے دیکہہ کر بہت روئے اور مضمون اس بیت کا کہا فرد

فرد آیا برادران و عزیزان کجا شدند   در دشت کربلا ہمہ از ہم جدا شدند
فرد ہندی بھائی عزیز و یار ہمارے وہ کیا ہوئے   آپس سے کربلا کی زمین مین
جدا ہوئے اور علم لئے ہوئے حضرت امام برحق کی خدمت مین حاضر
ہوئے اور عرض کی ای برادر بزرگوار وای سید نامدار یار اور بھائی سب
دار القرار کو کوچ کر گئے اور احباب و اصحاب سارے گزر گئے بندہ کے حال پر بھی
عنایت کیجئے اور اجازت میدان کی دیجئے حضرت امام برحق نے گریہ و زاری
کی اور کہا ای بھائی عباس تم نے بھی تیاری کی عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اب دنیا سے بہت بہ تنگ ہون مین اسواسطے آمادہ جنگ
ہون مین چاہتا ہون مین کہ داد اپنے بھائیون کی ستمگارون بیوفا سے
لون مین اور متکبران کوفہ و شام کو بیجان کردون مین آپ نے فرمایا اگر یہہ
تیری مراد ہے تو میدان مین جا تو اور پہلے حجت دین کی اون پر اوٹھا تو کر نصیحت
اور پند اون کو سنا اگر نہ مانین تو پھر ٹھیک اونکو بنا الغرض عباس علی سبط
نبی سے صلی اللہ علیہ وسلم اجازت حاصل کر کر عرصہ حربگاہ مین نمودار
ہوئے اور وہ خلف حیدر کرار مبارز نامدار اور شجاع عالیمقدار تھے جرئت
اور قوت حضرت شاہ مردان سے میراث رکھتے تھے رایت فتح اور نصرۃ
کا ہمیشہ بلند کرتے تھے اوسوقت اوپر مرکب تیز پا آہن چار رعد صدا برق تک
کے سوار ہو کر ساتھ تیغ مصری اور سپر ملکی اور خود رومی کے مقابل
اعدای بے دین اور اشقیای بدآئین کے ہوئے   فرد   برقی گرفتہ
در کف و ابری بپشتش رو   ماہی نہادہ بر سر و چرخی بزیر ران   فرد ہندی
ابر کی مانند ڈہال اور تیغ بجلی کی نشان   خود مثل ماہ و مثل چرخ مرکب

مرکب زیر ران عرصۂ جنگ گاہ مین آکر عنان مرکب کی تنہائی اور پہلے اوس قوم کو نصیحت کی جب کہ عصیان اور نافرمانی مخالفون کی دریافت فرمائی حضرت امام حسین کی خدمت مین آکر عرض کی روضۃ الاحباب مین لکھا ہی کہ اس اثنا مین صدا العطش کی اور آواز زاری اہل بیت کی بیچ کان عباس کے پہنچی اور بی تاب اور بے طاقت ہوکر مشک کاندہے پر ڈالی اور سقاگری اپنے بہائی حسین کے ہان کمالی اور آب فرات پر پہنچے اثنا راہ مین پانسو سوار نے اونپر حملہ کیا اور وار نیزہ و تیر و ناوک کا دیا آپ نے سپر سر پر رکہہ کر نیزہ بازی سے اسی آدمیون کو مارا اور جان سے بے جان کیا اور باقی کو پراگندہ کر کر اپنے گہوڑے کو دریا مین ڈالا کہ مخالفون نے تیر اور نیزہ سے آہنگ جنگ کا ساز کیا حضرت عباس علی یہہ رجز پڑہتے ہوئے دریا سے نکلے ابیات عباس علی است شیر غازی از بیشۂ حیدر و حجازی آوردہ بزیر ران در دست آب مینی و باد پای تازی سر می بازم مگر کہ گیرم نزدیک خدا و سرفرازی ابیات عباس علی ہی شیر غازی فرزند ~~علی~~ حجازی قبضے مین رب کہے ہر آب مینی نیچ رانون کے باد تازی سر کو دیتا ہی تا کہ پاوے نزدیک خدا کے سرفرازی لوگ اونکی شمشیر اور نیزہ کے خوف سے ہٹ گئے کہ آپ نے پہر گہوڑے کو دریا مین ڈالا اور مشک کو پانی سے بہرا لکہتے ہین کہ آپ نے چاہا تہا کہ پانی پیون لیکن نہ پیا شاید کہ حضرت امام برحق کی تشنگی یاد آئی اور تنہا پانی پینا مروت نہ جانا الغرض گہوڑے پر سوار ہوکر اور مشک

داہنے ہات مین لے کر اپنے لشکر کی طرف چلے کہ سوار و پیادہ بے
شمار گرد ہوئے اور بے دربے زخم تیر اور نیزہ کے آپ کے بدن مبارک
پر آنے لگے یہان تک کہ داہنا ہات آپ کا شانہ سے جدا ہو گیا
کہتے ہین کہ مشک اپنے بائین کاندہے پر لے پہر اوسکو بہی ظالمون
نے بدن سے جدا کیا پہر مشک اپنے دانتون مین پکڑی کہ ایک تیر
آکر مشک مین لگا اور سوراخ ہو گیا آپ نے فرمایا کہ کیا حکمت الٰہی ہے
کہ پیاسون کے حلق مین قطرہ پانی کا نہین پہنچتا ہے قطعہ آب بستور
جہان ترکمن لب ہمت کہ شربت تو مہیا ہست از شراب طہور بدین مضیق
فنا دل منہ بجاے دگر براے عشرت تو بر کشیدہ اند قصور قطعہ
ہندی یہہ آب تلخ جہان کا نہ اپنے لب پر رکہہ کہ تیرے واسطے تیار ہے
شراب طہور سراے تنگ فنا مین نہ دل لگا کہ وہان براے عیش
مہیا ہوے ہین حور و قصور بعد اس حال کے عباس گہوڑے سے گرے
اور جناب فردوس مین جا کر آب کوثر سے سیراب ہوئے حضرت
امام برحق بہت روئے اور فرمایا کہ اب پیٹ میرے ٹوٹ گئی بعد شہادت
عباس علی کے حضرت امام حسین اور حضرت امام زین العابدین اور حضرت
علی اکبر باقی رہے مردون مین سے اور ایک طفل صغیر یعنی علی اصغر کہ نام
اون کا عبد اللہ ہے پس حضرت امام حسین نے سلاح اپنے بدن
مبارک پر آراستہ کئے اور خود بذات شریف کے ارادہ میدان
کا کیا حضرت علی اکبر نے جب دیکہا کہ پدر بزرگوار امام نامدار نے قصد
میدان کا فرمایا تب وہ فرزند رشید اپنے پدر سعید کی خدمت مین آئے

آئے اور عرض کی کہ ای پدر بزرگوار یہہ بات خدا نہ کرے کہ مین بے آپکے
ایک لحہ دنیا مین رہون آپ مجکو ظالمون مین نہ چھوڑئے اور اتنا توقف
فرمائے کہ مین اپنی جان کو آپ کے قدمون پر نثار کرلون شہر بانو
بی بی حضرت امام حسین کی اور بہنین اور بیٹیان حضرت امام ہمام کی سب
اوسدم حضرت علی اکبر کے ہاتون اور پانؤن پر پڑتی تہین اور رن میں
جانے کو منع کرتی تہین اور حضرت امام برحق بہی روتے تہے اور
اجازت نہ دیتے تہے جب کہ علی اکبر نے نہایت زاری کی اور
قسمین عظیم دین تب حضرت امام برحق نے سلاح اپنے دست مبارک
سے علی اکبر کے بدن پر آراستہ کیے اور زرہ اپنی پہنائی اور پٹکہ
حضرت علی مرتضیٰ کا کمر کو باندہا اور خود فولادی اونکے سر پر رکہا اور
گہوڑے پر سوار کیا ماں اور بہنین علی اکبر کی لگام اور رکاب گہوڑے
کی نہ چہوڑتی تہین اور بجاے آب کے خون آنکہون سے برساتی
تہین آپ نے فرمایا کہ ہات علی اکبر سے اوٹھاؤ کہ وہ ارادہ آخرت
کے سفر کا رکہتا ہی فرد جانم بجانب سفر آہنگ مے کند صحرا
و دشت بر دل ما تنگ مے کند فرد ہندی سفر کا جو یہان تو جان
مین آہنگ کرتا ہی بیابان کو بہی میرے دل پہ اسدم تنگ کرتا ہی پہر
علی اکبر پدر اور مادر اور خواہر کو وداع کر کر میدان مصاف گاہ مین
آشکارا ہوئے اکثر تاریخ کی کتابون مین لکہا ہی کہ حضرت علی اکبر اٹھارہ
برس کے تہے اور روے مبارک اون کا مانند آفتاب کی اور گیسو
اونکے مشکناب کے اور آرزوے خلق اور خلق کے حضرت

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ بہت شباہت تمام رکھتے تھے
جسوقت کہ میدان مین تشریف لائے فضاے حرب گاہ کی شعاع
رخسار اونکے سے نورانی ہو گئی اور تمام سپاہ عمر سعد کی خوبی اور
جمال اونکا دیکھہ کر حیران ہوئی اور عمر سعد سے پوچھنے لگے قطعہ این
کیست سوارے کربلاے دل و دین است صد خانہ بر انداختہ در خانۂ
زین است ماہیست درخشندہ کہ بر پشت سمند است سرویست
خرامندہ کہ بر روے زمین است قطعہ ہندی یہہ آفت جان کون ہی
یہان اہل زمین مین صد خانہ بر انداز زمان خانۂ زین مین ہی جلوہ گر
اس پشت فرس پر مہ تابان ہی سرو خرامندہ کوئی لشکر دین مین عمر
سعد نے کہا یہہ فرزند ارجمند حسین کا ہی اور شکل و شمائل مین حضرت
محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مشابہت تمام رکھتا ہی الغرض
حضرت علی اکبر نے میدان مین گھوڑے کو جولان کیا اور یہہ رجز
پکار کر پڑھا فرد انا علی ابن حسین ابن علی نحن بیت اللہ اولی بالنبی
فرد ہندی مین علی ابن حسین ابن علی کعبۃ اللہ اور ہم جان نبی
روایت ہی کہ حضرت علی اکبر میدان مین ہرچند مبارز اور مقاتل کو
چاہتے تھے اور پکارتے تھے لیکن اونکے مقابل کوئی نہ آتا تھا
کہ آپ نے بہ تنگ ہو کر چپ و راست لشکر مخالف کے تاخت اور دوڑ
کی اور مخالفون کو تھوڑی دیر مین زیر و زبر اور درہم برہم کر دیا اور
میدان سے پھر کر پدر بزرگوار کی خدمت مین حاضر ہوئے اور کہا یا اباہ
العطش العطش فرد تشنگی نے مجھے ہلاک کیا غم فرقت نے درد

درد ناک کیا اے پدر بزرگوار اگر ایک جام آب کا میسر ہو تو پہر مین دمار
اس قوم نابکار سے نکالتا ہون حضرت امام برحق نے رو کر
حضرت علی اکبر کو اپنے روبرو بٹہایا اور دست منور سے خاک چہرہ
منور کی پونچہی اور انگشتری اپنی علی اکبر کے دہن مین دی کہ اونکو
اونہون نے چوسا اوسکی برکت سے تشنگی کچہہ کم ہوئی اور پہر میدان
مین آئے اور یہہ رجز پڑہتے تہے کہ مضمون اوسکا یہہ ہی ابیات
ساقی کوثر آب میخواہد میر مجلس شراب میخواہد بچہ شیر در طریق خطر
راہ آب از کلاب میخواہد مومنان در بہشت منکر ما سوے دوزخ شتاب
میخواہد ابیات ہندی ساقی کوثر آب چاہئے ہی میر مجلس شراب
چاہئے ہی بچہ شیران سگون سے آہ آب کہا پیچ و تاب چاہے ہی
مومنون اہل بیت کا منکر راہ دوزخ شتاب چاہے ہی القصہ
میمنہ اور میسرہ پر تاخت کی اور طارق بن شیث اور طلحہ بن طارق
اور مصراع کو کہ نامی پہلوان اور دلاور تہے ساتہہ طرح طرح کی صفت
سپاہگری اور نیزہ بازی سے اور شمشیر اندازی سے مارا اور راہ عدم
کو راہی کیا جسوقت کہ مصراع کے سر پر اپنی ضرب شمشیر آبدار کی دی
تروار نے سر سے تا زین اسپ کا کاٹا اور وہ مردود دو ٹکڑے
ہوکر آدہا ادہر اور آدہا ادہر گر پڑا خروش اور فریاد لشکر مخالف
نے اوٹہی پہر علی اکبر کو دو ہزار سوار نابکار نے گہیرا اور آپ نے
نیزہ بازی کے کرتب سے بیشمار آدمیون کو مقتول اور مجروح کر
کر سب کو آگے رکہہ لیا اور قلب لشکر تک لڑتے ہوے چلے گئے

اور وہان سے پھر کر اپنے پدر بزرگوار کی خدمت مین حاضر ہوئے اور کہا
یا اباہ العطش العطش حضرت امام حسین بہت روئے اور فرمایا ای
جان من غم مت کہا کہ آب کوثر سے سیراب ہوگا تو حضرت علی اکبر اس
بشارت سے خوشنود ہوکر میدان مین آئے اور راست و چپ
لشکر کے تا جنت لائے اور بدن مبارک پر بیشمار زخم کہائے آخر
کو ساتھہ طعن نیزہ ابن نمیر کے گھوڑے سے زمین پر گرپڑے کہ حضرت
امام حسین گھوڑا دوڑا کر اور فوج مخالف کو بضرب نیزہ اور شمشیر ہٹا کر
میدان سے علی اکبر کو اوٹھا کر خیمہ مین لے آئے اور روح پاک آپ
کی بیچ مقام قدس کے پہنچی احوال حضرت امام برحق کی گریہ وزاری کا اور
حضرت شہربانو کی بیقراری کا اور حضرت زینب اور کلثوم کے رونے
کا اور سکینہ کے بلکنے کا خارج از رقم ہی اور اوسکی رقم سے حیران اور
عاجز قلم ہی کسو شاعر نے خوب بیتین کہین ہین ابیات ای عزیز
پدر کجا رفتی در کنار پدر چرا رفتی برنخوردی ز بوستان حیات سوے
کاشانہ بقا رفتی اگر از کلبہ فنا رفتی لب ایردہ نفا رفتی مصطفے جد تست
میدانم تو بہ نزدیک مصطفے رفتی فرع زہرا و مرتضی بودی بسوی اہل خود
فرا رفتی ابیات ہندی ای عزیز پدر یہان سے گیا میرے پہلو
سے اوٹھہ جہان سے گیا پہل نہ چکہا حیات سے تو نے ای میرے
پہول گلستان سے گیا آہ دار البقا مین جا بیٹھا چھوڑ کر مجکو اس جہان
سے گیا جا ہی پہنچا نبی کی خدمت مین جب کہ دنیا مین اپنی جان
سے گیا پاس زہرا و مرتضے کے ہی تو کہ دنیا کے درمیان سے

سے گیا ماہ نو راچہ اتفاق افتاد کہ چنین زود در محاق افتاد فرد

تا دامن آن تازہ گل از دست بدر شد چون غنچہ دلم تہ بتہ آغشتہ بخون

شد فرد ہندی گیا مہ نو کو اتفاق ہوا بے ترقی کئے محاق

ہوا وہ دامن گل ہات سے میرے جو بروں ہی یہہ غنچۂ دل تہ بتہ

آغشتہ بخون ہی **فصل** جاننا چاہیے کہ جب حضرت امام حسین

نے دیکھا کہ کوئی یار مددگار غمخوار ہوادار نہین رہا اور مخدرات

حجرات عصمت اور طہارت کے خروش و فغان کرتے ہین تب

فرمایا کہ ای پردگیان حرم نبوت اور ای پرورش یافتگان پردہ عفت

خاموش ہو تو دشمن شماتت نہ کرین اور صبر اور شکیبائی اختیار

کرو تو ثواب بیحساب پاؤ پہر آپنے اپنی بیٹی سکینہ کو کہ خورد سال

تہین پیار کیا اور گلے لگایا اور زینب و کلثوم سے اونکی دلداری

اور شفقت کے لئے وصیت کی اور بہنون کو اور بی بی کو وصیت کی

کہ اس مصیبت مین زنہار زنہار سر نہ کہولنا اور طمانچہ مُنہ پر اور سینہ

پر نہ مارنا اور کپڑے نہ پہاڑنا اور بیان نہ کرنا اور چلا چلا کر نہ رونا

کہ یہہ گناہ عظیم ہی اور کار جاہلون کا ہی پر مین فقط رونے سے منع

نہین کرتا کہ یہہ کام غریبون اور دردمندون کا ہی اس اثنا مین

علی اصغر کہ طفل شیر خوار تہے تشنگی سے اور خشک ہونے شیر مادر

سے قریب ہلاک کے پہنچے حضرت امام حسین نے یہہ حال اپنے

نونہال کا دیکہہ کر گہوڑے پر سوار ہوئے اور علی اصغر کو اپنی گود

مین رکہا اور آگے مخالفون کی صف کے تشریف لے گئے اور فرمایا

کہ ای قوم موافق تمہارے گمان کے تقصیروار ہون تو مین ہون اس
طفل نے تو کچہہ تقصیر نہین کی ہی ایک گہونٹ پانی کا اوسکو دو کہ بچہ
بغیر پانی کے ہلاک ہوتا ہی اون سنگین دل جفاکارون نے کہا کہ ہم
تمکو اور تمہارے بچون کو بغیر اجازت ابن زیاد کے ہرگز ہرگز ایک
قطرہ پانی کا نہ دینگے اور ایک ملعون نے اوس قوم بے حیا مین
سے تیر حضرت امام برحق کی طرف مارا کہ وہ علی اصغر کے حلقوم مین
لگا کہ طایر روح اوس معصوم کا آشیانہ قدس کو پرواز کر گیا پس آپ
نے لاش علی اصغر کی لا کر اوسکی والدہ کے حوالہ کی اور کہا کہ یہہ
لڑکا آب کوثر سے سیراب ہوا پہر آپ نے زمین تہوڑی سی کہود
کر پاس خیمہ کے اوس معصوم کو دفن کیا حضرت شہربانو اور بی بیان
اہل بیت کی اوس طفل بے گناہ کے غم مین فغان و زاری کرتی تہین
اور حضرت امام برحق بے اختیار روتے تہے ابیات تا جدا
گشتی از کنار پدر تیرہ شد بے تو روزگار پدر غمگسار پدر تو بودی
و گشت بے تو یادِ تو غمگسار پدر تو برفتی زپیش ما و لیس تو درد دل
ماند یادگار پدر ایضاً ای دل و دیدہ روان پدر بتو خورسند
بود جان پدر ای گل سرخ ناشگفتہ ہنوز زود رفتی ز بوستان پدر
ابیات ہندی گودی سے اپنے باپ کی بیٹا جدا ہوا آنکہون مین
اوسکی تیرہ یہہ دار الفنا ہوا آرام جان و لخت جگر جب کہ اوٹہ گیا
بیتاب و بیقرار وہ سیماب سان ہوا خورسند جس سی جان پدر تہی وہ
مرگیا درد و غم و الم مین پدر مبتلا ہوا وہ گل ابہی کہلا بہی نہ تہا باغ دہر

دہر مین باد خزان سے جہاڑ دیا آہ کیا ہوا معصوم کو بہی شوق شہادت ہوا وصال راہ خدا مین باپ سے پہلے فدا ہوا روایت ہی کہ حضرت امام زین العابدین فرزند حضرت امام حسین کے بے نہایت بیماری مین مبتلا تہے کہ طاقت نشست و برخاست کی نہ رکہتے تہے جب اونہون نے دیکہا کہ پدر بزرگوار خلف شیر پروردگار تنہا بی یار و مددگار رہگئے ہین اور آپ بذات خود قصد میدان کا کرتے ہین تب وہ بدشواری تمام اوٹہہ کر اور نیزہ ہات مین لیکر میدان کارزار کی طرف چلے کہ نظر حضرت امام برحق کی اپنے فرزند بیمار نور چشم زار پڑی کہ رن کو جاتا ہی اور ناتوانی سے پاون اوس کا لغزش کہاتا ہی بے اختیار ہوکر دوڑے اور حضرت زین العابدین کو پکڑا اور منع کیا اور فرمایا کہ ای بیٹا نسل میری بہ تجہسے دنیا مین رہے گی اور خلق تجکو بدر اہل بیت کہے گی یہہ فرماکر اونکو خیمہ مین لے گئے اور بہت وصیت فرمائی اور نعمت عرفان کی اور معرفت قرآن کی کہ سینہ بسینہ آپ کے خزانۂ باطن مین محفوظ و مصئون تہے حضرت زین العابدین کو بخشے اور سونپ دیے اور حضرت شہربانو سے کہا کہ جامدانی میرے ہتیارون کی لاؤ ابیات ایکہ آمد نوبت من الوداع الوداع ای عترت من الوداع زود دلہاے شما خواہد شدن سوزناک از فرقت من الوداع دمبدم خواہید چون ابر بہار گریہ کرد از حسرت من الوداع ابیات ہندی آئی اب نوبت ہماری الوداع چل لے ای دختر پیاری الوداع عترت حیدر خدا حافظ کہ اب بہرتے ہین ہم اپنی باری الوداع

ہم اودہر جاوینگے اور تم دردسے بس کروگے آہ وزاری الوداع ہوگی انکہون سے تمہاری رات دن بارش ابر بہاری الوداع دل ہی جویاے وصال یار اب ہجرنے حد جانماری الوداع بعد اسکے جامہ انی کے حضرت امام برحق نے قبای جامۂ مصری تن مبارک مین جیب وراست کی اور عمامہ شریف رسول خدا کا صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک پر رکہا اور سپر حضرت امیر حمزہ سید الشہدا کی پیٹ پر ڈالی اور ذوالفقار حیدر کرار کی حمائل کی اور نیزہ ہات مین لیا اور گہوڑے پر کہ دلدل جناح اوسکا نام تہا سوار ہوئے اور قصد میدان کا کیا کہ پردہ نشینان حجلہ عصمت اور طہارت کی رونے لگین اور زرد کر جان اپنی کہونے لگین کہ شاہزادہ دوجہان کے واسطے جنگ اعدا کے تو جاتا ہی اور ہمکو تنہا چہوڑتا ہی آپنے فرمایا کہ مین نے تمکو خدا کے سپرد کیا کہ وہ وکیل اور کفیل میرا اور تمہارا ہی وکفی باللہ وکیلا یہہ کہکر میدان مین دشمنون کی صف کے روبرو استادہ ہوئے اور نیزہ زمین مین گاڑ دیا اور زبان عربی مین رجز اس مضمون کا پڑہا ابیات جدمن خیر الورا فاضلترین انبیاست آفتاب اوج عزت شمع جمع اصفیاست منقبتہا بہر گر برشمارم دور نیست در درج لافتی وبہر برج ہل اتی است مادرم خیر النسا فرزند خاص مصطفے است بر کمال او کلام لصنعۃ متی گواست وز برادر گر بپرسی ہست شاہ دین حسن آنکہ سبط مصطفے و نور چشم مرتضی است عم جعفر طیار کاندر باغ خلد دائما پرواز او تا آشیان کبریاست حمزہ سر خیل شہیدان باشدم عم پدر اینچنین اصل و نسب در جملۂ عالم کراست

گذاشت ای ستمگاران سنگدل که اخلاق شما بیوفائی و نفاق و حیله و جور و
جفا است جملهٔ فرزندان و خویشان و عزیزان مرا قتل کردید این چه آئین
است و این طغیان چرا است این زمان بهر هلاک من کمر بسته اید کشتن
من در کدامی مذهب و ملت روا است تشنه لب رفتند یاران و من از پی میروم
در قیامت حضرت حق حاکم ما و شما است ابیات هندی نانا میرا بلاشک
سردار انبیا ہی خورشید اوج عزت کونین کی ضیا ہی در درج لافتی اکا میرا
پدر علی ہی سر برج ہل اتی کا ہی شاہ مرتضی ہی خیر النسا ہی مادر شاہ حسن
برادر وہ پارہ پیمبر یہہ جان مصطفی ہی میرا چچا ہی طیار نام اوسکا پرواز
اوسکی دائم تا عرش کبریا ہی بے شک چچا پدر کا میرے امیر حمزہ ہی سرور
شہیدان سردار اتقیا ہی سچا جسب نسب مین پردہ ہی اس جہان کے
ای اشقیا بتاو ہان کون دوسرا ہی ای قوم ظلم پیشہ تم مین رہا ہمیشہ حمق و
نفاق و حیلہ جور و ستم جفا ہی تمنے کئے جواب قتل فرزند و خویش میرے
پہر فکر مین ہو میرے کس دین مین روا ہی سارے گئے پیاسے اور مین
ہی تشنہ لب ہون جاونگا جبکہ تم مین حاکم وہان خدا ہی پہر آپنے فرمایا
کہ ای قوم اگر خدا جلشانہ پر اور رسول خدا پر صلے اللہ علیہ وسلم ایمان لائے
ہو تو مجھہ پر ستم اور ظلم کرنا روا مت رکھو اور پانی مجھہ سے بند نہ کرو کہ فردا
عرصات قیامت مین میرا نانا اور باپ تمکو حوض کوثر سے پانی نہ دینگے
پس تم مجکو یا کسی طرف جانے دو یا میرے اہل و عیال کو پانی دو کہ مین
قیامت کو تمسے کچھہ خصومت اور جھگڑا نہ کرونگا اور جو تم اس حرکت
سے باز نہین آتے تو خیر رضینا بقضاء اللہ شام کے اور کوفہ کے

لوگ یہہ سنکر خدا کے غضب سے ڈرنے لگے اور حضرت امام حسین کی
بیکسی پر رونے لگے بختری ابن ربیعہ اور شیث بن ربعی اور شمر ذی الجوشن
کہ سگ سیرت اور پلید طینت تہے اندیشہ مین آئے کہ ایسا نہو کہ لوگ خوف
الٰہی سے حسین کو چھوڑ دین اور کام ہات سے نکل جاوے پس بہ زمی
روبرو حضرت امام حسین کے یہہ تینون ملعون آئے اور کہا یا ابن ابی
تراب قصہ کوتہ کر اور تکبر سر سے نکال ڈال اور عبید اللہ ابن زیاد کے پاس
حاضر ہو اور یزید کی بیعت قبول کر تو اس مہلکہ سے خلاصی پاوے اور
جو تو یہہ نہ مانیگا تو ہم پانی مطلق نہ دینگے اور تو تشنگی سے ہلاک
ہووے گا حضرت امام برحق نے سنکر لی اور بے حیائی اونکی سے
تعجب کیا **فایدہ** جاننا چاہئے کہ ارباب سیر کے لکھتے ہین اور یہہ لکھنا
اون کا حق ہے کہ اسمین کچھہ شبہ اور شک نہین ہے کہ حضرت امام حسین فارس
شعلہ بار آتش حرب کے تہے کہ مبارز اور بہادر میدان کے حرارت اور
گرمی جنگ سے ان کی رنگ اونکے سے گریزان تہے اور پہلوان عظیم الشان
معرکہ کے قوت اور شجاعت اونکی سے ترسان تہے اور حضرت امام
برحق انجام کام اور مآل حال اپنے سے عالم اور واقف تہے اور
حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حضرت علی مرتضی کرم اللہ
وجہہ نے اس معرکہ سے خبرین پہلے بارہا دی تہین لیکن اوس قوم بد
انجام کو بارہا فہمایش کرنا اور اپنی تشنگی اور بے کسی کا حال زبان
مبارک پر لانا محض واسطے قایم کرنے حجت اور دلیل کے تہا اوس قوم
پر کہ حق تعالی کے روبرو کوئی بات انکی طرف عاید نہووے اور شاید

اور شاید کہ خدا تعالی کسو کسو کو اس قوم میں سے توفیق اور ہدایت دیوے
الغرض اوس حال مین بہی پرورش امت کی منظور تہی اور برائی امت
کی آپکے دل سے سو سو کوس دور تہی کسی کا خوب شعر ہی فرد وہ جو
حوصلہ تہا حسین کا نہ تو دیکہی نہ شنیدہی چلی اوسکے حلق پہ جب چہری
کہا عاشقوں کی یہہ عید ہی القصہ عمر سعد نے بانگ اپنے لشکر پر ماری
کہ ان حسین کو بات نہ کرنے دو اور جلد اسکا کام تمام کرو ساری فوج
عمر سعد کی خوف سے حضرت امام برحق کے قتل پر مستعد ہو گئے اول سب
سے تمیم بن قحطبہ کہ شام کا سردار اور مبارز نامدار تہا آپکے مقابل آیا اور
اور آپنے پہلے حملہ مین تیغ بیدریغ سے گردن اوسکے بدن سے
جدی کردی کہ وہ کئی قدم پر جا کر پڑی فوج ساری یہہ تیز دستی دیکہہ
کر ہراسان ہوئے اور کوئی مقابل نہ آیا آخر کو یزید ابطحی آپکے مقابلہ
مین نمودار ہوا اور وہ مبارز شام و عراق مین مشہور اور معروف تہا
اور جلادت اور شجاعت مین مصر اور روم تک اوسکی دہوم تہی پس
اوسنے آتی ہی حضرت پر حملہ کیا اور آپنے اوسکی تروار خالی دیکر ایک
ہات تروار آبدار کا کمر پر دیا کہ بدن اوسکا لکڑی کی مانند دو نیم ہو گیا
پہر بسبب غلبہ عطش کے آپنے دریاء فرات کا قصد کیا کہ فوج مخالف آپ میں
اور فرات مین حایل ہوئی اور آپنے مرکب اوٹہایا اور تیغ بیدریغ سے
ان مخالفوں کا مانند برگ خزان کے جہاڑا یہان تک کہ تمام فوج
کو پراگندہ کر دیا اور رستہ آب فرات کا کشادہ کیا اور دریاء فرات
پر پہنچ کر گہوڑے اپنے پانی مین ڈالے اور چلو مین پانی پینیکو اوٹہا کر

اور لب تک لاکر گرا دیا اور نہ پیا ایسا ہی بعضی کتابون مین لکھا ہی شاید
کہ نہ پینے کی وجہ یہہ ہوگی کہ آپ کو تشنگی اہل بیت اور اہل و عیال کی اوس
وقت یاد آئی ہوگی اور تنہا پانی پینا مروت سے بعید سمجھا ہوگا القصہ
آب فرات سے نکل کر آپ اپنے خیمہ کی طرف تشریف لائے لکہتے ہین کہ فرات
سے خیمہ تک چار سو آدمی آپ نے مارے پہر آپ اپنے خیمہ مین اوترے
اور حضرت زین العابدین کو گلے لگایا اور پیشانی پر اونکی بوسہ دیا اور سب
اہل بیت کو وصیت اور نصیحت اور تشفی اور تسلی فرمائی روایت ہی کہ حضرت
شہربانو نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین اس
ملک مین غریب ہون سوا تیرے کوئی میرا نہین اور تیری بہنین اور
بیٹیان اولاد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین کسی حلال زادے حرام زادے
کو ان پر دست قدرت نہ ہوگا اور سب طریقہ حرمت کا اونکے ساتھہ
نگاہ رکہین گے مگر مین کہ بیٹی یزدجرد بادشاہ کی ہون مبادا کہ دشمن
قصد میرا کرین اور حرمت حرم محترم تیری کی نہ رکہین آپ نے فرمایا ای شہربانو
تو خاطر جمع رکہہ اور غم نہ کہا کہ کسی کو تجہہ پر قدرت نہ ہوگی اور کوئی تیرا
قصد نہ کر سکے گا اور تو ہمیشہ عزت اور حرمت کے ساتھہ رہے گی انشاء
اللہ تعالی القصہ حضرت امام حسین نے ایک ایک کو اپنی اولاد سے اور
اہل بیت سے وداع کیا اور یہہ وداع آخری تہی کہ پہر میدان سے پہر کر
خیمہ کو تشریف نہین لائے اور اوس وداع کے بعد فرزند رسن کی زین
کو رونق افزا ہوئے روایت ہی کہ حضرت امام برحق خیمہ سے میدان
کارزار مین تنہا آئے اور مبارز چاہا عمر سعد نے کہا کہ ای لوگون حسین

حسین نہایت تشنہ لب ہی اور قریب ہلاک کے ہی تمکو لازم ہی کہ اب سب
ملکر یکبارگی حملہ کرو اور کام اوسکا تمام کرو کہ ایکمرتبہ سارے لشکر نے حرکت
کی اور اوس شیر کردگار کو اون روباہ طبیعتون نے بیچ مین گھیر لیا اور وہ
سرور شہدا خلف علی مرتضی مانند شیر غران کے ساتھہ تیغ بران کے
درمیان اہل طغیان کے کرتب سپاہگری اور بہادری کے اسطرح سے کرتا
تھا کہ ہر جن و انس دیکھہ کر صل علے پڑھتا تھا اور ارکان زمین کو ساتھہ
صدا انا ابن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تزلزل مین ڈالتا تھا اور شعاع
شمشیر برق نما سے مانند صاعقہ کی چشم دشمنان کو خیرہ و تیرہ کر دیا تھا
القصہ دشمنون نے ہر طرف سے حضرت امام برحق پر حملہ کیا اور تیرباران
کیا کہ تن مبارک انکا سراپا زخمی ہوگیا مگر اس حال مین بھی جنگ سے تنگ
نہوتے تھے اور کشتی حیات اعدا کی غرقاب فنا مین ڈبوتے تھے کہ اس
اثنا مین اون ملعونون نے آپکے خیمہ گاہ کا قصد کیا اور ادہر کو چلے
کہ تا خیمہ و خرگاہ کو لوٹین کہ آپ نے آواز کی کہ ای گروہ اگرچہ دین اپنا
تمنے برباد کیا لیکن عرب کی غیرت کو تو کام فرماؤ اور مستورات کی طرف
نہ جاؤ کہ وہ اہلبیت پیغمبر خدا ہین صلے اللہ علیہ وسلم اور عیال علی مرتضی ہین
اور غرض تمہاری قتل کرنا میرا ہی سو مین یہان موجود ہون مجھسے جہان
تک کہ ہوسکے لڑو آرزو میری یہہ ہی کہ اپنی جاہلون کو منع کرو کہ میرے
اہل و عیال اور عورات کی طرف قصد نہ کرین شمر ملعون نے کہا ای
فرزند فاطمہ کے یہہ بات تیری ہمکو قبول ہی اور شمر نے لوگون کو منع کیا
کہ مستورات کی طرف کوئی نہ جاوے

مخزن نوادر

ن نوان

بیچ ذکر حصول شہادت حضرت امام حسین کے اور احوال اہل بیت کے
بعد شہادت کے ای محبان علی اور ای مخلصان آل نبی دریافت کرو اور
آگاہ ہو کہ قصہ شہادت شہید کربلا قتیل تیغ جفا چشم و چراغ ثقلین حضرت
امام حسین کا اسقدر جانسوز ہی اور اس مرتبہ کو الم اندوز ہی کہ ساتھہ آلات
ناطقہ کے محل تقریر مین نہین آسکتا اور بواسطہ خامہ دو زبان کے بیچ
مقام تحریر کے نہین سما سکتا ابیات همی ترسم کہ اندر وقت تقریر زبانم
از آتش بے حد بسوزد وگر تحریر خواہم آن زمان ہم قلم انگشت فدو کاغذ بسوزد
ابیات ہندی بیان سے خوف یہہ آتا ہی مجکو ای یارو کہ یہہ بیان ہی آتش
کہین زبان نہ جلے نوشتن مین بھی یہہ خطرہ رہے ہی دلمین کبھی نہ ٹوٹ جاوے
قلم کاغذ ای میان نہ جلے نہ زبان کو طاقت بیان اس روایت کی ہی اور
نہ کان کو قوت سنتے اس حکایت کی ہی فرد فریاد کہ یارا ے سخن نیست
زبان را برلبست غم وغصہ رہ نطق و بیان را فرد ہندی طاقت نہین
کلام کی اس جا زبان کو غم غصہ راہ دیتے نہین ہی بیان کو ایضاً زدست
گریہ کتابت نمی توانم کرد کہ مے نویسم و مغسول مے شود فی الحال ز آہ و نالہ
حکایت نمی توانم کرد کہ صد گرہ بزبان مے فتد بوقت مقال ابیات
ہندی یہہ حال ہات سے رونے کے کیونکر ہو تحریر ادہر لکھون ہون
اودہر چشم دہوتی ہی فی الحال بیان کیا کرون قصہ کہ آہ و نالہ سے گرہ
زبان پہ پڑتی ہی سو بوقت مقال ہان بقدر طاقت دل نیم جان کے
اور موافق قوت جان ناتوان کے برلے خاطر عاطر محبان آل پیغمبر
آخر زمان کے صلے اللہ علیہ وسلم سلک تحریر مین لاتا ہون اور ہوا داران

ہواداران اہل بیت کو حال مختصر سناتا ہون راویان اخبار دل خراش
اور ناقلان آثار جان تراش روایت کرتے ہین کہ ریحان روضہ رسالت
یاسمن گلشن ولایت گلدستہ باغ لافتی الا کشایستہ چمن ہل اتی یادگار
خاندان نبوت گل گلزار دودمان فتوت شہباز بلند پرواز اوج جلالت
عنقا رجانفزا رقاف قناعت وقربت شہسوار مضمار شجاعت ہزبر بزار
جرات وشہامت شاہ وشاہزادہ کونین شہید اکبر حضرت امام حسین
علیہ من التسلیمات افضلہا والتحیات اکملہا جس گہڑی زخمون
سے چور ہوئے اور نشہ شراب عشق مین مخمور ہوئے پس آپ نے ایک
مقام مین توقف فرمایا اور ظالمون نامردون نے آپ کا قصد کیا لیکن قبایل
عرب کے آپ کے قتل کرنے سے جی چہپاتے تہے اور اس کام کو ایک
دوسرے کے حوالہ کرتا تہا اور وہ اوسکو اشارہ کرتا تہا اور وہ اوسکو
اشارہ کرتا تہا کہ آپ نے ایک جام پانی کا طلب کیا کسی نے آپ کو لادیا
اور وہ جام آپ نے لبون سے لگایا اور چاہا کہ پانی نوش فرماوین بیشتر
اس سے کہ ایک قطرہ بہی حلق مبارک کے جاوے کہ حصین ابن نمیر نے آپ
کے دہن مبارک پر تیر مارا کہ ایک بوند پانی کی نصیب نہ ہوئی پہر آپ دہانے
ذات کیطرف روانہ ہوئے اور مخالفون کے شیر دن کے نشانہ ہوئے اور آپ
برابر ہی حملہ فرماتے تہے کہ مخالف جان دیکر دوزخ کو جاتے تہے صواعق
محرقہ مین لکہا ہی کہ جسوقت حسین ابن علی نے حملہ کیا شمشیر برہنہ ہات
مین تہی اور یہہ رجز پڑہتے تہے ابیات عربی انا ابن علی الخیر ا
من آل ہاشمی کفانی بہذا مفخرا حین افخر وجدی رسول

اکرم من مشی ونحن سراج اللہ فی الناس یزھر وفاطمة امی سلالة
احمد وعمی یدعی ذوالجناحین جعفر وفینا کتاب اللہ انزل صادقا
وفینا الھدی والوحی یذکر بیان ہندی علی ہی افضل اولاد ہاشم
پسر اوسکا ہون لیکن جانتا ہی عالم کہ غایت فخریہ کرتا ہی مجکو کہ جد میرا ہی افضل
سب سی یارو چراغ حق ہین خلق اللہ مین ہم ہمارا جعفر طیار ہی عم میری
ما فاطمہ ہی جان احمد سراپا اوس مین ظاہر شان احمد سنو قرآن ہوا ہی
ہم ہی مین نازل ہدایت وحی سب ہم ہی مین حاصل اور وہ جو قوم حائل ہوتی
درمیان اونکے اور درمیان پانی کے یعنے اگر بر تقدیرے کہ حضرت امام برحق
کو پانی ملتا اور غلبہ تشنگی نہ ہوتا ہرگز قادر ہوتے مخالف اوپر قتل اونکے کے
اسواسطے کہ حضرت امام برحق بڑے شجاع اور بہادر تہے کہ ٹلنے والے
اور جگہ سے ہلنے والے نہ تہے اور جسوقت کہ آپ کے ہمراہیون مین ایک ایک
میدان مین لڑتا گیا اور جنت کو راہی ہوتا گیا اور پہر آپ تنہا رہ گئے تو
آپ نے ایسے حملے کئے کہ مخالفون کے شجاعون اور بہادرون مین سے
بیشمار مارے گئے یہان تک کہ حملہ کیا آپ پر جماعت کثیر نے اور قصد
کیا حریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تب آپ نے آواز کی پکار کر کہ منع کرو
جاہلون نادانون اپنون کو مستورات اور بچون کی طرف جانے سے
پہر آپ بار بار کرتے رہے حملے اور لڑتے رہے اور زخم پر زخم بدن مبارک
پر کہاتے رہے یہان تک کہ گھوڑے سے جدے ہوئے اور زمین پر گرے
یہان تک مضمون صواعق کی عبارت کا ہی القصہ جب آپ گھوڑے سے
جدا ہوئے اور زمین پر گرے ایک مردود نے تیر آپ کی پیشانی نورانی

نورانی پر مارا کہ چہرہ مبارک آپ کا خون سے تمام سرخ ہوگیا آپنے فرمایا
کہ مین اِسی صورت اپنے جد و پدر سے ملاقات کرونگا اور سب ستمگارون کی
حکایات کہونگا لکہا ہی کہ بیاسی یعنی چار بیسی اور دو زخم نیزہ اور تیر اور
تیغ کے بدن مبارک پر آئے تہے کہ اوسوقت آپ رو بقبلہ ہو بیٹھے
اور اپنے معشوق حقیقی کی مناجات مین مشغول ہوئے کہ ایک ایک
دو دو ملعون سر مبارک کے جدا کرنے کے واسطے روبرو آتے تہے لیکن
شرم کہا کر چلے جاتے تہے اور آپس مین کہتے تہے ایسا نہ ہو کہ فردا
قیامت کو خون حسینؑ کا ہمارے گردنون مین ہوئے فرد سہل کا ہے
نیست خون آل احمد ریختن خاک غم بر فرق فرزند محمد ریختن فرد ہندی خون
کرنا آل احمد کا نہین ہی سہل کام خاک غم جو اونپہ ڈالے اوسکا ہی دوزخ مقام
شمر علیہ اللعنتہ نے دیکہہ کر نعرہ مارا کہ ای لوگون اب توقف اور تاخیر کیا ہی
کیون نہین سر کلٹتے ہو تم کو اسمین جزاغہ ابن شریک نے آپکے دست
مبارک پر زخم شمشیر کا دیا اور سنان ابن انس نخعی نے نیزہ پشت مبارک
پر مارا کہ پار نکل گیا اور بدن شریف آپ کا زمین پر گر گیا کہ خولی ابن یزید
اصبحی اپنے گہوڑے پر سے اوترا چاہا کہ آپ کا سر مبارک کاٹی کہ آپ
نے تیز نظر سے اوسکی طرف دیکہا پہر وہ ملعون لرزنے لگا اور یہہ فعل
قبیح اوس سے نہ ہو سکا لیکن اوسکے بہائی نے کہ نام اوسکا شبلی ابن
یزید ہی اور دہ گہوڑی ہی سفید گہوڑہ تا کہ جب ابرص کہتے ہین سر
مبارک کو تن مبارک سے جدا کیا اور ایک روایت یہہ ہی کہ شمر نے
کہ وہ بہی ابرص ہی آپ کو ذبح کیا اور سر مبارک جدا کیا اور آپ کہ

بدن مبارک پر گہوڑون کو دوڑایا اور روح پرفتوح آپکی اعلی علیین
مین تشریف لے گئی قریب دوپہر کے جمعہ کے دن دسوین تاریخ محرم کی کرست
ہجری اکسٹ تہے اور عمر شریف آپکی چہپن یعنی چھہ اوپر پچاس برس
کی اور کئی مہینے کی تہی انا للہ وانا الیہ راجعون لکھا ہی کہ اوسوقت زمین
لرزتی تہی اور شور وفغان آسمان وزمین مین ہو رہا تہا اور جن اور انسان
اور جنگل کے سب حیوان نالہ وزاری کرتے تہے اور آفتاب سیاہ ہوگیا تہا اور
کارخانہ عالم کا تباہ ہوگیا تہا اور اہل بیت کی زاری اور بیتابی اور بیقراری
خارج از تقریر ہی ابیات اندرین غم نے ہمین ارض وسما بگریستند
کاہل عالم از ثریا تا ثری بگریستند آفتاب وماہ وعرش وکرسی ولوح وقلم
درغم شاہ شہید کربلا بگریستند در ہوای آن لب محروم از آب فرات
ماہی اندر آب ومرغ اندر ہوا بگریستند در قصور جنت الفردوس حوران سر بسر
از برای خاطر خیر النسا بگریستند اولیا گشتہ بمہر مرتضی زاری کنان
انبیا باتفاق مصطفی بگریستند ابیات ہندی آہ اوسدن نہ فقط
ارض وسما روتے تہے لے ثریا سے سبہی تابہ ثری روتے تہے عرش
وکرسی مہ وخورشید وفلک لوح وقلم بہر فرزند نبی خیر ورا روتے تہے حور
عین گریہ کنان فاطمہ کے ہمرہ تہین انبیا ساتہ محمد کے جدا روتے تہے
اولیا سب غم شبیر مین حیران ہوکر ہمرہ شاہ جہان شیر خدا روتے تہے
روح وجن وملک وآدم وانعام تمام ماہی آب سے تا مرغ ہوا روتے تہے
القصہ بعد شہادت شاہزادہ کونین کے ستمگر مردود اور کئی مطہر خیمہ
گاہ کی طرف گئے اور متاع اور اسباب جو کہ تہا لوٹ لیا لیکن بسبب حفاظت

حفاظت اور حمایت الٰہی کے مستورات کیطرف نہین گئے شمر نے چاہا
تہا کہ حضرت امام زین العابدین کو قتل کرے اور تروار کہینچ کر قصد کیا ہی
تہا کہ حمید ابن مسلم نے ہات اوس ملعونکا پکڑ لیا اور اس حرکت سے منع کیا
کہ یہہ لڑکا خود بیمار ہی اور بے حد ناتوان و زار ہی مفصل سمجھ جانا
کہ جسوقت شہید ہوئے حضرت امام برحق کربلا مین کہ عراق کی زمین
مین سے متصل کوفہ کے ہی اور اوسے طف بہی کہتے ہین عالم مین
گویا قیامت برپا ہوئی اور عجایب اور غرایب نشانیان ظاہر ہوئین
صواعق محرقہ مین لکہا ہی اون نشانیون مین سے کہ روز شہادت
حسین ابن علیؑ کے ہویدا اور آشکارا ہوئی تہین ایک یہہ ہی کہ دنیا مین
تاریکی اور اندہیرا چہا گیا تہا اور آفتاب سیاہ ہوگیا تہا کہ دن کو ستارے
دکہائی دیتے تہے اور تمام جہان مین جس جگہ سے پتہر اوٹہاتے تہے نیچے
سے خون سرخ تازہ نمودار ہوتا تہا اور آسمان سرخ ہوگیا تہا لیے
قتل امام مظلوم کے اور ایسی حالت درپیش آئی تہی کہ لوگون کو گمان
یہہ تہا کہ مقرر قیامت آگئی عثمان ابن شیبہ سے روایت ہی کہ اوسدن
سے لیکر سات دن تک بعد اوسکے آسمان کے رنگ کی یہہ حقیقت رہی کہ
اوسکے رنگ سے دیوارین مکانون کی ایسی سرخ دکہائی دیتی تہین کہ
گویا لحاف ہاے کسنبہ مین رنگے گئے اور ستارے بیشمار ٹوٹتے تہے اور
آپس مین ایک پر ایک پڑتا تہا ابن جوزی سے روایت ہی کہ تین دن
تک دنیا اندہیری رہی یعنی ظلمت اور سیاہی چہائی رہی بعد تین دن
کے ظاہر ہوئی سرخی آسمان پر اور برسا لہو آسمان سے اور کنکری

کسو کسو کے کر اوس لہو سے سرخ ہو گئے تہے مرغ اونکی دہوتے دہوتے
اور پہٹتے پہٹتے ہی نہ گئی قتل کے دوسرے دن صبح کو لوگون کو
پانی کے برتن لہو سے بہرے پائے اور ایک روایت یہہ ہی کہ مانند لہو
کی آسمان سے برسا اوپر گہرون کے اور دیوارون کے خراسان مین
اور شام مین اور کوفہ مین اور روایت کی ہی ثعلبی کہ آسمان اوس حادثہ
سے رویا ہی اور رونا اوسکا سرخ ہونا اوسکا ہی اور کنارے
آسمان کے سب طرف سے چہہ مہینے تک اوسی دن سے سرخ رہے
پہر اوسکی بعد ہمیشہ سرخی آسمان پر دکہائی دیتی ہی ابن سیرین کا قول
ہی کہ روایت پہنچی ہی ہمکو اسقدر کہ سرخی کہ شفق مین ہی پہلے قتل حسین
سے نہ تہی یعنی یہہ سرخی آسمان پر شفق مین اوسی دن سے ہی کہ جسدن
حضرت امام حسین شہید ہوئے اور ابن جوزی نے کہا ہی اسمین یہہ
حکمت ہی کہ آدمی جب غضب مین اور غصہ مین ہوتا ہی تو اوسکا چہرہ
سرخ ہو جاتا ہی اور حق تعالی جسم سے اور نقشہ اور چہرہ سے منزہ اور
پاک ہی پس حق تعالی نے اثر اپنے غضب اور غصہ کا کہ اوپر قتل حسین کے
بہی ظاہر کیا اوپر آسمان کے کنارے کے تاکہ ظاہر ہووے کہ قتل
حسین کا ایسا بڑا گناہ ہی کہ اونکے قتل پر غضب اور غصہ خدا کا ہمیشہ
ہی اور قیامت تک مدام رہے گا اور کہا ابن جوزی نے کہ عباس چچا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے جب کہ جنگ بدر مین قید ہوئے تہے تو اونکے آہ و
زاری کی آواز سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند نہ آئی تہی پسیر
کیونکر آرام اور چین ہو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتہہ

سنا تہہ سننے آہ وزاری حسین کے اور جسوقت وحشی قاتل امیر حمزہ کا اسلام
لایا اور مسلمان ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وحشی کو کہ میرے
روبرو نہ آیا کر اور منہہ اپنا مجھسے چھپایا کر کہ مین دوست نہین رکھتا اس
بات کو کہ دیکھون دوستون کے قاتل کو اور حالانکہ بسبب اسلام کے
پہلے سب گناہ جہڑ جاتے ہین اور آدمی پاک صاف ہو جاتا ہی گویا کہ اب
ماکے پیٹ سے پیدا ہوا الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحشی کی صورت
نہ دیکھتے ہتے پس کیونکر گوارا ہو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا اوس
شخص کا کہ جسنے ذبح کیا ہو حسین کو یا حکم کیا ہو اوسکے قتل کیواسطے اور
چڑہایا ہو حسین کے اہل بیت کو اور مستورات کو اونٹون کی پیٹہ پر یعنی
قیدیون کی مانند اور حضرت امام حسین کے قتل کے دن جن اور پری
نے آپ کی شان مین مرثئے کہین ہین اور پریون نے نوحہ اور زاری اور
نالہ اس غم مین کی ہی چنانچہ تہذیب التہذیب مین اور مفتاح النجاح مین
اور کتابون معتبر مین لکہا ہی کہ آسمان کیطرف سے پریون کے نوحہ کی اور
مرثیہ کی آواز آتی تہی ایک بیت مرثیہ کی یہہ ہی فرد مسح الرسول جبینہ
فلہ بریق فی الخدود ابواہ من علیا قریش جدہ خیر الجدود مضمون
اس بیت کا یہہ ہی ابیات بات یہہ تہا محمد نے محبت سے ملا
اوسکی پیشانی پہ تہا اسواسطے وہ نور تام اوسکے رخساروں کا چمکارہ
تہا رشک ماہ وحور تہا اوسکے منور تہا دل ہر خاص وعام والدین
اوسکے عرب مین افضل قوم قریش اوس سوا نانا ہی کس کا جو کہ ہو
خیر الانام لکہا ہی کہ گہوڑا حضرت امام برحق کا خون الودہ خیمہ طاہر کی

طرف آیا ہی اور اہل بیت نے اوسکو بے سوار نامدار کے دیکہکر شور و فغان
مچایا ہی اور اوس گہوڑے نے ہر طرف دوڑکر پہر اپنے سر کو زمین پر
اتنا پٹکا کہ روح ناتوان اوسکی تن نیم جان سے نکل گئی روایت کی
ترمذی نے کہ دیکہا ام سلمہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یعنی جس دن
کہ حضرت امام حسین شہید ہوئے اوسی دن شہر مدینہ مین حضرت ام
سلمہ نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکہا خواب مین کہ حضرت روتے ہین
اور گرد و غبار ریش مبارک پر اور سر مبارک پر پڑا ہوا ہی ام سلمہ کہتی
ہین کہ مین نے پوچہا حضرت سے یعنی یہہ کیا حال ہی یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم پس آپ نے فرمایا کہ قتل کیا گیا حسین ابہی اسی وقت اور
اور اسی طرح دیکہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو شہر مدینہ مین بیچ خواب
کے ابن عباس نے کہ چہرہ مبارک اور موے شریف آپ کا گرد آلود
ہی اور بال پراگندہ و پریشان ہین اور دست مبارک مین ایک شیشہ
ہی کہ اوس مین خون بہرا ہوا ہی عبد اللہ ابن عباس کہتے ہین کہ مین
نے پوچہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یعنی ما باپ میرے تجہپر فدا
ہون یہہ کیا حال ہی یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا کہ یہہ خون
حسین کا ہی اور اوسکے ساتہہ والون کا کہ آج صبح سے اسوقت تک
مین نے چنا ہی اور شیشہ مین رکہا ہی پس ابن عباس وغیرہ نے جو
دریافت کیا تو وہ ہی دن تہا قتل حسین کا کہ جس دن یہہ خواب دیکہا
تہا روایت ہی ام سلمہ سے کہا کہ جس دن شہید ہوا حسین اوسدن
رات کے وقت غیب سے مین نے آواز سنی کہ کوئی یہہ کہتا ہی ابیات

ابیات ایها القاتلون جهلاً حسینا ابشروا بالعذاب والتنکیل
قد لعنتم علی لسان داود وموسی وحامل الانجیل کا مضمون
اوسکا یہہ ہی ابیات . ای قاتلان ابن نبی جاہلان شام . خوشی ہو
عذاب وذلت ولعنت سے تم تمام ہوے سے اور عیسی وداود ہو ے
تمہین بھیجا ہی تو یہہ تحفہ لعنت بصبح وشام پس پہر ئی مین اور
کہولا مین نے شیشہ کو یعنی اوس شیشہ کو کہ جس مین مٹی اوس لشکر گربلا
کے رکہی تہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای ام سلمہ
مٹی جدن کہ لہو ہو جاوے گی وہ دن بڑا سخت اور مصیبت کا ہوگا
ام سلمہ کہتی ہین کہ جون ہی مین نے اوس شیشہ کو کہول کر دیکہا تو وہ
مٹی اور کنکر لہو ہو گئے تہے روایت ہی کہ ام سلمہ نے جنون کا نوحہ اور
آہ وزاری سنی اور روئین یہان تک کہ غش مین ہو گئین العرض
بہت کتابون مین اہل تحقیق کی لکہا ہی کہ دن عاشورے کا کہ جدن
حضرت امام حسین علیہ السلام شہید اکبر ہوی ہین عجب دن تہا کہ اسمان و زمین
اوسدن روے ہین اور پیغمبرون کی روحون نے اور زمرہ ملائکہ
مقربین نے ساتہہ روح پاک سید الاولین والآخرین صلے اللہ علیہ وسلم
کے گریہ وزاری کی ہی اور بہشت کی حورون نے اور عالم کی پریون
نے ساتہہ روح مطہر حضرت فاطمہ زہرا کے غم اور الم اور بیقراری کی ہی
اور مچہلیون نے بیچ دریا کے اور جانورون نے بیچ ہوا کے فریاد و
فغان اوٹہائی ہی اور انسان اور جن نے اور سارے جہان اور
عالم نے اوسدن اپنی تصویر عیش و عشرت کی اور خیال سرور اور

اور فرحت کی منائی ہی ابیات ؎ بیا بنگر که عاشوراست امروز
جہان تاریک و بے نور ست امروز حسینے کان نبی را نور دیده است
بدست خصم مجبور است امروز بریده حلق لب تشنه جگر خون
سر از تن کشته زر دور ست امروز رخ چون آفتاب است ای دریغا
بتیغ تیغ مستور است امروز ابیات ہندی دلا جان تو آج عاشور
ہی جہان ہی سیه روز بے نور ہی علی کا پسر نور چشم نبی بنت آج
مظلوم و مجبور ہی یہہ اعدانے احوال اوسکا کیا کہ تن سے اوسکے تن
سے سر دور ہی وہ رخ اوسکا چون آفتاب ای دریغ تہ تیغ تیغ آج
مستور ہی کیا ظلم ایسا اونہون نے وصال مسلمان وکافر سے
یہہ دور ہی ایضاً روز عاشور ست بردارید از سر تاج کبر
واندرین ماتم پلاس عجز در گردن کنید چاک سازید از غم شاه
شہیدان جیب جان قطرہ ہائے زر ز جیب دیده در دامن کنید
روز عاشورا ہی تاج کبر سر پر مت رکھو ہان پلاس عجز اس ماتم مین
تم پہنے رہو جیب جان کو چاک اس غم سے کرو ای مردمان زر سے
جیب چشم کے دامن کو اپنے پر کرو فایده جانا چاہیے کہ جب
ظالمون نے خیمہ اطہر کو اور اسباب کو غارت کیا اور لوٹ لیا ایسی
تہیلیان دینار کی کہ لوٹ کرنے گئے تہے اونکو کہولا کہ آپس مین تقسیم
کرین او بانٹ لین جو ہمین کہ کہولا گیا دیکہتے ہین کہ وہ دینار ٹہیکریان
ہوگئے ہین اور ہر ایک سکہ کے ایک طرف یہہ آیت لکہی ہوئی تہی
وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون یعنی قریب

قریب جاوینگے ظالم اور دیکہینگے کہ کسطرح اولٹ پلٹ ہوجاوینگے
اور دوسری طرف یہہ آیت لکہی ہی ولا تحسبن اللہ غافلا عما
یعمل الظالمون یعنی ای لوگون مت جانو تم یہہ کہ خدا غافل ہی ظالمون
کے عمل اور فعلون سے یعنی ظلم کی سزا اونکو دیگا اور مظلوم کی داد اونسے
لیگا اور غلہ جو لوٹ کرلے گئے تہے راکہہ ہوگیا تہا اور اونٹ جو لیکر
ذبح کئے تہے گوشت اونکا کڑوا اور زہر ہوگیا تہا فصل جاننا چاہیے
کہ عاشورے کے دن عمر سعد نے سر مبارک حضرت امام حسین کا
خولی بن یزید کے سپرد کیا کہ کوفہ مین عبید اللہ بن زیاد کے پاس
لیجاوے اور آپ اوسنے اوسدن اور اوسکے دوسری دن
کربلا مین مقام کیا اور اپنے لشکر کے لاشون کو جمع کیا اور اونپر
نماز گذاری اور دفن کیا اور تن مبارک حضرت امام حسین ع کا اور
سب شہیدون کا صحرای کربلا مین درمیان خاک و خون کے پڑا
رہا اور سب شہیدون کے سر تن سے جدا کر لیے موافق ایک
روایت کے تن شہیدونکے صفر کی بیسوین ٢٠ تک اسی طرح جنگل مین پڑے
رہے اہل بیت نبی نے دمشق سے پہرتے ہوئے دفن کئے اور اہل بیت
کی بیبیون کو اونٹون پر سوار کیا بارہوین ١٢ تاریخ محرم کے وہ مردود
یعنی عمر سعد ساتہہ اپنے جاہ و حشم قافلہ اہلبیتکو اور شہیدون کے
سرون کو برچہیون اور نیزون پر رکہہ کر کربلا سے کوفہ کو لیچلا
اور حال مستورات اہل بیت کا اس گنہگار سے رقم نہین ہوسکتا
لیکن یہہ یقینی جاننا چاہیے کہ وہ اہل بیت طہارت اور آل و عیال

رسالت بیچ کنف حمایت پروردگار کے اور بیچ سراپردۂ غیرت
حضرت جبار کے محفوظ اور مصئون تہے کہ کسو مردود اور مطرود
کے خیال فاسد کا اور نظر بد کا اوس طرف گذر نہ ہو سکتا تھا

فایده

جاننا چاہیے کہ بیچ احوال حضرت شہربانو کے تین روایتین اس بندۂ
درگاہ نصر اللہ کی نظر سے گذری ہین ایک یہہ کہ بموجب وصیت حضرت
امام حسینؑ کے شہربانو بعد قتل حضرت حسینؑ کے اسپ ذوالجناح
پر کہ آپ کی سواری کا گہوڑا تہا سوار ہوئین اور وہ گہوڑا جنگل
کو چلا گیا بعد اوسکے کسو پر یہہ حال نہین کہلا کہ وہ گہوڑا کیا ہوا اور
شہربانو کہان گئین اور روایت دوسری یہہ ہی کہ کوئی شخص
اونکے وطن کا اونکو ہمراہ اپنے اونکے وطن مین لے گیا اور ملک نوشیروان
مین اونکے گہر پہنچا دیا اور روایت تیسری یہہ ہی کہ حضرت شہربانو اہل بیت
نبوی مین سدا رہین اور اہل بیت سے کبہی جدی نہ ہوئین لکہتے ہین
یہہ روایت صحیح ہی واللہ اعلم بالصواب القصہ جب قافلہ اہل حرم کا
ساتھ اہل ستم کے کربلا سے کوفہ کو چلا اثنای راہ مین شہیدون کے
لاشون پر گذر ہوا اور مخدرات حجرات عصمت نے تن بے سر خاک
مین افتادہ دیکہے نالہ وزاری و فریاد و بے قراری اہل بیت کی کہ اوس وقت
کس قدر تہی امکان نہین کہ تقریر اور تحریر مین سما سکے اور اثنای
راہ مین بعضے لوگ مخالفون مین از کردۂ خود پشیمان ہو کر روتے
تہے حضرت امام زین العابدین نے اون کو دیکہہ کر فرمایا کہ یہہ جو روتے
ہین اونسے کوئی پوچہے کہ میرے باپ اور بہائیون اور چچاؤن کا قتل

قتل کچهون نے کیا ہی یعنی آپ ہی تو قتل کیا ہی اور آپ ہی روتے
ہین عجب قوم ستمگار ہین القصہ بعد روانگی اہل حرم اور اہل بیت
کے کربلا سے کوفہ کیطرف موافق ایک روایت کے لوگ ایک گانو کے
کہ نام اوسکا حاضریہ ہی یا غاضریہ ہی کربلا مین آئے اور لاشین شہیدون
کی اوس سرزمین مین دفن کین بارھوین یا تیرھوین تاریخ محرم کی آخر
خولی کو پہلے سب سے سر مبارک حضرت امام برحق کا کوفہ کو لے گیا تہا ابن
زیاد نے اپنے دربار عام مین وہ سر مبارک لیکر اپنے روبرو ایک
لگن مین رکہا حضرت انس نے کہا اور وہ اصحاب رسول اللہ سے ہین
اور اوسوقت ابن زیاد کے دربار مین بیٹھے تہے کہ حسین ابن علی بہت
مشابہت رکہتا تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہہ کہہ کر
انس روئے لکہتے ہین کہ ریش مبارک حضرت امام حسین کی خضاب
کی ہوئی تہی ساتہہ وسمہ کے یا حنا کے روایت ہی ترمذی سے کہ اوسوقت
ایک چہڑی ابن زیاد بیحیا کے ہاتہ مین تہی اور اوس چہڑی کو مارا
تہا حضرت امام حسین کے دندان مبارک پر اور اوس چہڑی کو لگایا
تہا بینی مبارک سے اور اندر بینی کے اور کہتا تہا نہین دیکہا مین نے
ایسا حسن اور البتہ حسین کے دانت خوب تہے روایت ہی ابن ابی الدنیا
سے کہ اوسوقت نزدیک ابن زیاد کے زید ابن ارقم تہے کہ پیر مرد تہے
اصحاب رسول اللہ سے صلے اللہ علیہ وسلم اوہنون نے فرمایا کہ اوٹہا لے
تو اپنی چہڑی کو لب و دندان حسین سے یعنی بے ادبی اس سر مبارک
کے ساتہہ مت کر نہیں قسم خدا کی بارہا دیکہا ہی مینے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ دیا کرتے تہے درمیان ان دو لبون کے یہہ
کہکر زید پہر رونے لگے پس کہا ابن زیاد نامراد نے کہ رولاوے اللہ تعالی
تیری آنکہون کو ای زید اگر تو بوڑہا اور بے عقل نہ ہوتا تو مین تجکو گردن
مارتا پس زید ابن ارقم کہڑے ہوگئے اور کہا تم غلام اور بردے ہوئے
ای آدمیون آج سے بعد کہ تمنے قتل کیا فرزند فاطمہ کو اور امیر اور حاکم
کیا تمنے مرجانہ کے بیٹے کو یعنی ابن زیاد کو قسم خدا کی کہ اپنے اچہون کو
تم نے قتل کیا اور برون کے اور بدذاتون کی تم نے فرمان برداری
قبول کی پس عقل سے دوری ہی اوس شخص کو کہ پسند کرے ذلت کو
اور عار کو پہر کہا زید ابن ارقم نے کہ ای ابن زیاد حدیث کرتا ہون مین اور
سناتا ہون تجکو وہ بات کہ بہت ناخوش ہو تو اور اس سے زیادہ
غصہ مین لاوے وہ بات تجکو وہ یہہ ہی کہ مین نے دیکہا ہی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ بٹہایا تہا اپنی داہنی ران پر حسنؑ کو اور بائین
ران پر حسینؑ کو پہر رکہا تہا ہات مبارک دونون کے سر پر اور کہا
تہا خدایا مین سپرد کرتا ہون دونون کو تیرے اور تیرے نیک بندون
کے پس کیا کیا تو نے امانت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ کہ تہی
وہ امانت تیرے پاس ای ابن زیاد روایت ہی کہ جس وقت سر مبارک
حضرت امام حسینؑ کا ابن زیاد کے مکان مین لائے ہین تو اوس
وقت اوس مکان کی دیوارون مین سے خون جاری تہا روایت
ہی کہ جسوقت رکہا گیا سر مبارک حضرت امام حسینؑ کا روبرو ابن زیاد
بدنہاد کے تو اوسوقت قاتل حسینؑ یعنی سنان بن انس نخعی اس کام

کام کا انعام مانگنے ابن زیاد بد اعتقاد کے پاس آیا اور یہہ بیتیں پڑہین

ابیات املأ رکابی فضة وذهبا فقد قتلت الملك المحجبا
ومن صلى القبلتین فی الصبا قتلت خیر الناس اما وابا وخیرهم
اذ یذکرون نسبا فی ارض نجد وحرما ویثربا ابیات ہندی

رکاب اوس شخص کی سونے سے اور چاندی سے تو بہر دے کہ قتل
اوسنے کیا ہی شاہ عالی جاہ وہ ایسا نمازین دو نو قبلہ کیطرف
پڑہتا تہا طفلی مین کہ اونمین ایک تو کعبہ ہی دیگر مسجد اقصے کیا
ہی قتل اوسنے وہ کہ جسکے باپ ماہین گے بزرگ و برتر اولاد آدم
کون ہی دیسا حرم مین نجد مین یثرب مین بلکہ سارے عالم مین
نہ اوسکا سا نسب سنے مین آیا ہی نہ ہی دیکہا پس غضب اور غصہ
مین آیا ابن زیاد یہہ بیتین سنکر اور کہا اگر تو حسین کو ایسا شریف
اور بزرگ جانتا تہا تو کیون تو نے اوسے قتل کیا ابن زیاد نے
یہہ کہہ کر کہا قسم خدا کی تو مجہہ سے خیر کو نہ پہنچیگا اور تجکو بہی اوسکے
پاس پہنچاتا ہون مین پہر ابن زیاد نے حکم دیا اوسکے گردن
مارنے کا تو وہ دوزخی درکات جہنم مین پہنچا **فصل** چاہئے
جانا کہ یہہ معاملات کوفہ مین ہو رہے تہے کہ اس اثنا مین عمر سعد
قافلہ حرم کا ساتہہ لیکر کوفہ مین آیا اور اہل بیت نبی صلے اللہ علیہ
وسلم کو رو برو ابن زیاد کے لے گیا نظر ابن زیاد کی حضرت
زین العابدین پر پڑی پوچہا یہہ کون ہی کہا کہ یہہ علی فرزند
حسین کا ہی کہ بیمار ہی اوس موذی نے کہا کہ اسکو بہی گردن

مارو کہ اسمین حضرت زینب حضرت زین العابدین کے بدن سے
چمٹ گئین اور سپر ہوگئین اور کہا کہ پہلے مجکو قتل کرلو تو پہر اس
لڑکے کو قتل کرنا اور حضرت زین العابدین نے فرمایا کہ خدا تعالے
کی راہ مین قتل ہونا اور سر دینا ہماری میراث ہی اور عادت ہی
اور کرامت شہادت کی ہمکو حاصل ہوئی یہہ اللہ کی ہم پر بڑی
عنایت ہی اور حضرت زینب نے ایسے سوال وجواب سخت اور
مردود سے کیے کہ حواس اوسکے اوڑ گئے اور کہا کہ زینب کیون نہ
ایسی لسان اور دلیر ہو کہ بیٹی مرتضی علی کی ہی کہ وہ بہادر اور شاعر
تہا اور اپنے ملازمون سے کہا کہ مجکو اس گفت وگو سے نجات دو
کر ان لوگون کو فلانے محل مین فلانے گہر مین اوتارو ملازمون
نے موافق اوسکے حکم کے عمل کیا لکہتے ہین کہ ابن زیاد نے ابو برزہ
کو بلایا کہ وہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مین سے ہین اور اونسے
پوچہا کہ میرا حال اور حسین کا حال دن قیامت کے کیا ہوگا اونہون
نے کہا خدا تعالی اجانے کہا جو تیری خاطر مین گذرتا ہی کہہ دے
اونہون نے کہا اتنا جانتا ہون مین کہ شفاعت کرنے والا حسین ع
کا اوسکا نانا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوگا اور شفاعت
تیری کرنے والا باپ تیرا ہوگا زیاد لطیفہ اس نقل مین یہہ ہی کہ زیاد
حرامی ہی اور یہہ بات مشہور اور معروف ہی ابن زیاد نے یہہ رمز
سمجہہ گیا اور غصہ مین آیا اور کہا کہ قسم خدا کی ای ابو برزہ اگر تو
میرے ساتہ حمایت مین نہ ہوتا تو مین مجکو گردن مارتا اور احوال

احوال ابن زیاد کی شیطنت اور جرم زندگی کتابون مین بہت لکہی ہین
کہ اس رسالہ مین گنجایش اونکے لکہنے کی نہین ہی الغصہ ابن زیاد
بدنہاد نے حکم دیا کہ سر مبارک حضرت امام حسین کا اور سب
شہیدون کا نیزون اور برچہیون پر رکہکر کوفہ کے شہر مین گشت
کرو لکہا ہی کہ اسلام مین اول سر کہ نیزہ پر رکہا گیا ہی وہ سر مبارک
حضرت امام حسین کا ہی کہ یہہ رسم کبہی کسی ظالم نے نہین کی تہی
فرد سر فرزند ارجمند نبی بر سر نیزہ است بو العجبی فرد
ہندی فرزند ارجمند نبی کا سر شریف نیزہ کے سر پہ ہووے نہایت
عجب ہی زید ابن ارقم نقل کرتے ہین کہ جو وقت سر مبارک
شاہزادہ کونین حضرت امام حسین کا نیزے پر رکہکر کوچون اور
گلیون مین پہراتے تہے مین اپنے کوٹہے کی کہڑکی مین بیٹہا تہا کہ
سر مبارک جب اوس کہڑکی پاس آیا تو مین نے دیکہا کہ زبان
مبارک پر آیت کلام اللہ کی جاری ہی اور آواز ترتیل کی چلی
آتی ہی اور لب مبارک ہلتے ہین اور وہ آیت یہہ ہی ان اصحاب
الکہف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا حاصل معنی آیت کا یہہ
ہی کہ حق تعالی فرماتے ہین تحقیق اصحاب کہف ہماری قدرت کی
نشانیون سے تعجب کرنے والے تہے کہ حق تعالی نے بادشاہ کافر
کے ہات سے اونہین بچایا اور ایک پہاڑ کی کہو مین چہپایا کہ
وہان کسی کا گذر نہین اور سالہا سال اونکو سولایا آخر بعد سالہا
سال کے پہر اونکو جگایا جب وہ جاگے تو اونہون نے جانا کہ

اب تهوڑی دیر کے بعد جاگے ہین پہر جو معلوم کیا اونہون نے تو کیا
دیکہتے ہین کہ زمانہ ہی اور ہی اور خلقت ہی کچہہ اور ہی اور بادشاہ
اور ہی نہ وہ بادشاہ نہ وہ زمانہ نہ وہ دین و آئین پس اصحاب
کہف نے خدا کی قدرتون کو دیکہہ کر تعجب کیا زید ابن ارقم کہتے ہین
کہ جب مین نے یہہ آواز سر مبارک مین سے سُنی تو ہیبت سے
بال میرے بدن پر کہڑے ہوگئے اور کہا مین نے کہ واللہ یا ابن
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ امر تیرا سب سے زیادہ تعجب کا مقام
ہی اور ایک روایت یہہ ہی کہ وہ اپنے کوٹہے کے کہڑکی مین بیٹہے ہوئے
کلام اللہ پڑہتے تہے اور یہہ آیت اوسوقت تلاوت کرتے تہے
کہ سر مبارک کہڑکی کے پاس پہنچا اور سر مبارک مین سے یہہ آواز
آئی کہ امری اعجب فاعجب یعنی امر میرا عجب ہی اور سب سے
زیادہ تعجب کی جگہہ ہی زید ابن ارقم نے سنکر کہا سچ فرماتا ہی تو
یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکہا ہی کہ سر مبارک
حضرت امام حسین کا سب سرون کے بیچ اسی وجہ سے تہا کہ جیسے
چاند چودوین رات کا ہوتا ہی ستارون مین اور خوشبو گیسوے
مبارک کی مشام جان مین پہنچتی تہی خوشتر عنبر اور مشک سے فرد
بوے جان می آید از باد صبا این بوچہ بو است مشک را این بو
نباشد نکہت گیسو را وست فرد ہندی بوے جان باد صبا
سے جو چلے آتی ہی اوسکی گیسو کی ہی بو مشک مین یہہ بو ہی
کہان القصہ بعد اسکے ابن زیاد نے اہل بیت کو قیدیون

قیدیون کی مانند اور سب سرون کو ہمراہ شمر ذالجوشن کے ساتھہ
پانچ ہزار سوار کے یزید پلید کے پاس بہیجا اور شام اور دمشق کی
طرف کہ وہان یزید تہا یہہ قافلہ روانہ ہوا لکہتے ہین کہ ہر منزل مین
کرامت سر مبارک سے ظاہر ہوتی تہی صواعق محرقہ مین لکہا ہی کہ
جب وہ لوگ کوفہ سے چلے تو پہلی منزل مین جب کہ مقام کیا اور
سر مبارک کو لیکر پہرنے لگے گلیون اور کوچون مین ایک دیوار
مین سے ہات نمودار ہوا اور اوس ہات مین لوہے کی قلم تہی
اور اوس ہات نے ایک سطر لکہی خون سے پس وہ لوگ سر
مبارک کو چہوڑکر مارے خوف کے بہاگے اور وہ سطر یہہ بیت
تہی فرد اترجو امة قتلت حسینا شفاعة جدہ یوم
الحساب کہ مضمون اوسکا یہہ ہی ابیات ایا کس منہ سے
رکہین گے وہ امید جنہون نے ہی کیا شبیر کو قتل کہ جد اوسکا
شفیع اپنا بہی ہوگا شفاعت کو بڑا ہی عفو مین دخل غرض ہوگی
نہ وہان اونکی شفاعت یہ ہی اوس قوم کی امید ہی اصل یہہ روایت
ہی منصور بن عمار سے اور ایک روایت یہہ ہی کہ یہہ بیت پائی
گئی لکہی ہوئی ایک پتہر پر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رسالت
سے تین سو برس پہلے کہ اوسکی تاریخ کتبہ سے معلوم ہوا
اور یہہ بیت لکہی ہوئی ہی ایک کنیسہ مین روم کی زمین مین اور
کوئی نہین جانتا کہ کس نے لکہی ہی اور ایک روایت ہی کہ اون
دنون مین کوئی شخص اپنا مکان بناتا تہا ایک جگہ جو زمین

کہودی تو وہان سے ایک لوح یعنی تختی نکلی کہ اوسپر یہہ بیت
لکہی ہوئی تہی حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ہات سے یعنی کتبہ
اوسپر حضرت ابراہیم کا تہا صواعق مین لکہتا ہی کہ وہ لوگ کہ حضرت امام حسین کا سر مبارک
لیجاتے تہے معمول اونکا یہہ تہا کہ جہان مقام کرتے تہے سر مبارک کو نیزہ پر رکہہ کر گرد اوسکے چوکی پہرہ
تعینات کرتے تہے اور بہت محافظت کرتے تہے ایک منزل مین
ایسا اتفاق ہوا کہ مقام ہوا ایک دیر کے پاس کہ وہان ایک
راہب رہتا تہا یعنی ایک عبادت گاہ نصاریٰ کی تہی جیسے کہ
جنگل مین ڈیرہ اور تکیہ فقیرون کا ہوتا ہی اور اوس مین ایک
عبادت کرنیوالا سرگروہ رہتا تہا اور اوسکے خادم اور چیلے
بہت تہے پس اوس راہب نے پوچہا یعنی یہہ کون لوگ ہین اور
کیسے یہہ سر ہین پس لوگون نے مفصل یہہ قصہ بیان کیا راہب نے
کہا یہہ حرکت کرنے والی بُری قوم ہی اگر عیسیٰ کا کوئی بیٹا ہوتا تو
ہم اوسکو اپنی آنکہون پر رکہتے پس تم بری قوم ہو دس ہزار دینار
مین تمکو دیتا ہون جو تم آج کی رات یہہ سر مجکو دو رات بہر کیواسطے
وہ لوگ کہ سر مبارک کے نگہبان تہے راضی ہوگئے اور سر مبارک
ایک رات کیواسطے اوس راہب کے حوالہ کیا اوس راہب نے
سر مبارک کو غسل دیا اور خوشبو لگائی اور اپنے گودی مین
ساری رات رکہا اور صبح تک دیکہہ دیکہہ کر سر مبارک کو اور چہرہ منور
کو روتا رہا جب صبح ہوئی وہ راہب اور اوسکے سب چیلے اسلام لائے
اور مسلمان ہوئے اسواسطے کہ دیکہا رات کے وقت ایک نور کہ سر

وقت ایک نور کہ سر مبارک سے آسمان تک پہنچا تہا کہ اوس سے زمین و
آسمان روشن تہا اور وہ راہب اور اوسکے خادم شرف اسلام کر کر
اوس دیر مین سے نکلے اور ہمیشہ خدمت اہل بیت کی اور حکایت ہے روضۃ
الاحباب مین لکہا ہی کہ ایک منزل مین یحیی یہودی نے اس قافلہ کو
دیکہا اور نظر اوسکی اوپر سر مبارک حضرت امام حسینؑ کی پڑی
دیکہا کہ لب جنبش کرتے ہین پاس آیا سنا کہ یہہ آیت پڑہتے ہین
وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ یہہ حال دیکہہ کر بہت
تعجب کیا اور پوچہا کہ یہہ سر کسکا ہی کہا کہ حسین ابن علی کا پوچہا ماں اسکی
کون ہی لوگون نے کہا فاطمہ بنت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پوچہا
یہہ قیدی کون ہین کہا کہ یہہ حسینؑ کے اہل بیت ہین وہ یہودی سنکر
کر بہت رویا اور کہا کہ اگر اسکے نانا اور باپ کا دین حق نہ ہوتا تو
یہہ کرامت اونکے سر سے ظاہر نہوتی یہہ کہہ کر کلمہ شہادت کا پڑہا
اور اوسی وقت مسلمان ہوا عمامہ اپنا ٹکڑے ٹکڑے کر اہل
بیت کی بی بیون کو بہیجا اور پیراہن خز کا کہ پہنے ہوئے تہا اوتار
کر ساتہہ ہزار درم کے نزدیک حضرت امام زین العابدین کے بہیجا
موکلون اور نگاہبانون نے اوسکو بہت سرزنش کی اور
برا بہلا کہا اور درپی اوسکی بیحرمتی کے ہوئے یحیی کہ جرعۂ شراب
عشق اہل بیت سے سرمست ہو گیا تہا مقابل اون بیدینون کے
ہو گیا آخر کو تلوار چلی پانچ مرد وکو یحیی نے فی النار کیا پہر آپ
بہی جام شہادت کا پیا اب تک مزار اوسکا مشہور اور معروف

ہی حیران ہے کے دروازے پر اور حقیقت یحیی شہید کہتے ہین اکثر
خلق کی دعا اوس مزار پر بارگاہ الٰہ مین قبول ہوتی ہی واللہ
اعلم بالصواب جاننا چاہئے کہ کربلا سے کوفہ تک اور کوفہ سے لیکر
دمشق تک اسقدر واردات قافلہ اہل حرم کی اور کرامات سر مبارک
کی اور قضایا اثنا راہ مین در پیش آئے ہین کہ بیان اون کا دفترون
مین نہین آسکتا ہی پس اس مختصر مین تو کب سما سکتا ہی القصہ بعد
طی منازل اور قطع مراحل سے کے دمشق مین پہنچے اور شمر سر مبارک
کو یزید کے آگے لیگیا اور سب قصہ مفصل کہا یزید نے دیر تک سر
اپنا نیچے رکہا بعد ایک ساعت کے سر اوٹہا کر کہا واللہ مین بدون
قتل حسینؑ کے تمہاری اطاعت سے راضی ہوتا اور جو حسینؑ میرے
پاس آتا تو مین گذر کرتا لعنت ہو جو ابن زیاد پر کہ اوسنے حسینؑ
کو قتل کروایا اگر مین اوس لڑائی مین ہوتا حسینؑ کا سب کہنا مانتا
اور اپنے فرزندون کو اگر مین اوسپر فدا کرتا تو مضایقہ نہ تہا کہ
وہ فرزند فاطمہ کا تہا اکثر کتابون مین لکہا ہی کہ یہہ باتین یزید نے
ظاہر کی ہتین تو لوگ لعنت اور نفرین نہ کرین اور باطن مین
اور دل مین یزید بے نہایت خوش ہوا اور ابن زیاد سے بہت
راضی ہوا کہ اوس کو اپنا اسقدر مصاحب اور مقرب کیا کہ اپنے
محل مین جانے کی اوسکو پروانگی دی اور اپنی عورتون کے پاس
جانے کی اجازت دی یعنی اوس سے کچہہ پردہ اور ستر بہی نہ رکہا
اور اکثر کتابون مین لکہا ہی کہ جس دن سر مبارک دمشق مین آیا

آیا ہی یزید نے اپنے شہر کے اور دربار کے محل کی زینت اور رنگینی
بہت کی ہی اور فوج کو آراستہ کیا ہی اور ڈہل اور نقارہ جا بجا بجتے
تہے گویا کہ عید کا سامان بنایا تہا اور سر مبارک کو سونے کے
لگن مین اپنے روبرو رکہا تہا اور ایک چہڑی ہات مین تہی کہ اوسکو
دندان پر حضرت امام مظلوم کے مارا اور کہا کیا خوب لب و
دندان ہے حسین کے سمرہ ابن جندب رضی اللہ عنہ بحسب اتفاق
کے اوس دن اوسکے دربار مین تہے اور وہ پیغمبر صلے اللہ علیہ
وسلم کے اصحاب مین سے ہین اونہون نے پکار کر کہا کہ اے
یزید کاٹے اللہ تعالی تیرا ہات کہ تو نے لکڑی اوس مقام پر ماری
ہی کہ جس مقام پر پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بوسہ دیا کرتے تہے
یزید پلید نے غصے مین آکر کہا کہ اگر پاس صحبت پیغمبر صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا تجکو نہ ہوتا تو مین تجکو گردن مارتا سمرہ نے
کہا سبحان اللہ تجکو صحبت کا تو پاس ہوا اور فرزند رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونے کی رعایت کو تو نے مہمل چہوڑا
حضرت سمرہ کی بات سے خلایق کو کمال رقت اور زاری ہوئی
صواعق مین لکہا ہی کہ اوسوقت اوسکے دربار مین ایلچی بادشاہ
روم کا حاضر تہا یہہ احوال سنکر اور دیکہہ کر بہت تعجب کیا
اور کہا کہ ہمارے ملک مین بعضے جزیرہ مین سم حضرت عیسی
پیغمبر کے خر کا ہی اور ہم لوگ یعنی نصاری ہر برس دور دور
سے آکر اوس سم کا حج کرتے ہین اور نذر نیاز بہت چڑہاتے

LIBRARY
Anjuman Taraqqi Urdu (Hind)

ہین اور اوس رسم کی اسقدر تعظیم کرتے ہین کہ جس قدر تم کعبہ کی
تعظیم کرتے ہو یعنی فقط لتنے واسطے کہ وہ ہمارے پیغمبر کے گدہے
کا سم ہی اور تم عجب مسلمان ہو کہ تم نے اپنے پیغمبر کے فرزند کو قتل
کیا گواہی دیتا ہون مین کہ تم ناحق پر او رباطل پر ہو اور اوسوقت
ایک یہودی بہی حاضر تہا اوسنے کہا کہ مجہہ مین اور داود پیغمبر
مین ستر واسطے ہوتے ہین یعنی ستر پیڑہی ہوتی ہی یعنی
وہ حضرت داوٗد کے اولاد مین تہا اور اوس واسطے سے
یہود میری تعظیم اور تکریم کرتے ہین تم عجب لوگ ہو کہ قتل کیا تم نے
اپنے پیغمبر کے فرزند کو القصہ اہل بیت نبوی بموجب حکم یزید کے
اوسکے محل خاص مین اوترے اور کئی دن وہان مقام کیا بعد
چندروز کے اور حویلی مین تشریف لیگئے اور کئی دن وہان مقام
کیا کہ بی بیان کوفہ کی تعزیت کے لئے اور ماتم پرسی کیواسطے
آتی تہین اور اوس اثنا مین کلام اور سوال و جواب کہ درمیان
حضرت زینب اور یزید کے اور درمیان حضرت امام زین العابدین
کے اور یزید پلید کے ہوئے اون کا بیان بہت طول رکہتا ہی
اور لوگون نے اس امر مین رسالے اور تالیف اور جمع کئے ہین
بعضی روایات سے ثابت ہوتا ہی کہ یزید نے اسباب سفر کا واسطے
اہل بیت کے تیار کیا اور سب کیواسطے پوشاک اور خرچ راہ لائق
اونکے مہیا کیا اور نعمان ابن بشیر کو کہ یار ہین پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے ساتہہ تیس سوار کمل کے ہمراہ رکاب حضرت زین العابدین کے

سے اور اہل بیت کے کر دیا اور واسطے محافظت اور نگہبانی
کے بہت سی تاکید کر دی اور سر حضرت امام حسینؑ کا اور سب
شہیدون کے حضرت امام زین العابدین کے حوالہ کئے نعمان
بشیر بہت تعظیم اور تکریم سے اہل بیت کو ساتھ لیکر مدینہ کیطرف روانہ
ہوئے اور راہ مین خدمت آل نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جیسی
چاہیئے بجا لائے اور سب کو راضی رکھا اور اہل بیت نے بہت دعائے
خیر کی ۔ لکھتے ہین کہ بیسوین تاریخ صفر کی حضرت امام زین العابدین
اور اہل بیت کربلا کے میدان مین پہنچے اور سر حضرت امام حسینؑ
کا بدن سے لگا کر پہر دفن کیا اور سر اور شہیدون کے بہی
اونکے بدنون سے ملا کر دفن کئے پہر قطع مسافت کرتے ہوئے مدینہ
منورہ مین پہنچے اہل مدینہ کی آہ وزاری اور اصحاب اور اولاد مہاجرین
وانصار کی گریہ اور بیقراری اور خورد وکلان کا شور وفغان
خارج از حد بیان ہی گویا قیامت قایم ہوئی تہی اوسدن کہ
جس دن اہل بیت مدینہ منورہ مین داخل ہوئے تہے اور ایک
روایت یہہ ہی کہ حضرت امام زین العابدین نے سر مبارک
کو مدینہ مین لا کر دفن کیا اور ایک روایت یہہ ہی کہ سر حضرت
امام حسینؑ کا یزید کے خزانہ مین تہا چنانچہ سلیمان ابن عبد الملک
نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکہا کہ ہے نہایت
مجہپر مہربانی اور عنایت فرماتے ہین اوسنے یہہ خواب حضرت
امام حسن بصری سے کہا اونہون نے فرمایا کہ شاید تو نے کوئی

نیکی کی ہی آگی پیغمبر کے ساتھہ کہا ہان پایا تہا مین نے حسینؑ کا
یزید کے خزانہ مین مین نے اوسپر ساٹت کپڑے لپیٹے اور باجماعت
اوسپر نماز پڑہی اور اوسکو دفن کرکر قبر اوسکی بنادی پس حضرت
امام حسن بصری نے فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
مہربانی کا یہ ہی سبب ہی سلیمان ابن عبد الملک نے کہ بادشاہ تہا اوسنے
تعبیر پر بہت مال و اسباب حضرت امام حسن بصری کا پیش کش کیا

فائدہ جاننا چاہیئے کہ صواعق مین لکہا ہی قتل کئے گئے حضرت
امام حسینؑ کے ساتھہ کربلا مین انیس مرد اہل بیت سے کہ وہ بیٹے
اور بہتیجے اور بہانجے آپکے تہے اور بعضی روایت مین ہی کہ اکیس
مرد تہے اہل بیت سے جو کہ آپکے ساتھہ شہید ہوئے کہا حضرت
امام حسن بصری نے کہ نہ تہا مانند اونکے اوسدن ایک آدمی بہی روی
زمین پر یعنی اونکی مثل بزرگی اور خوبی مین زمین کے پردہ پر کوئی نہ تہا

مخزن دسوان

مخزن دسوان

بیچ ذکر حال قاتلان اہل بیت کے اور بیچ
بیان نشان نوامام کے علماء تاریخ دان اور فضلای عالیشان
لکہتے ہین کہ جو جو شخص شریک تہا قتل حسین ابن علی مین دنیا مین
بہی وہ گرفتار عذاب الہی کا ہوا اور مورد عتاب عالم پناہی کا ہوا یا وہ
قتل کیا گیا برے حال سے یا اندہا ہوا یا اوسکا کالا منہہ ہوگیا یا
اوسکا مال و دولت برباد ہوگیا تہوڑی مدت مین چنانچہ ایک مرد نے
خواب مین پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکہا کہ آستین آپکی چڑہی
ہوئین ہین اور ہات مین شمشیر برہنہ ہی اور آگے آپکے نطع ہی

قطع ہی یعنی زیر انداز چمڑے کا بچھا ہوا ہی اور آپ نے حسین ابن علی کے قاتلون مین سے اوس شخص کو اپنے ہات سے ذبح کیا ہی اور اس شخص کو بہی لعنت کی اور ایک سلائی اوس خون سے بہر کر اسکی آنکہہ مین بہی دے دی پس صبح کو جو یہہ اوٹہا تو اندہا تہا اور ایک شخص نے آپ کی سر مبارک کو اپنے گہوڑے کے ہرنے سے باندہا تہا اوسکا منہہ توے سے بہی کالا زیادہ ہو گیا تہا اور ہر رات دو شخص خواب مین اوسکو اوٹہا کر ایک جگہ آگ کے قریب لے جاتے تہے اور وہ آگ بہت تیز ہوتی اور شعلہ مارتی اور اوسکو اوس آگ مین ڈالتے اور جلاتے غرض ہر رات یہہ واردات اوسپر رہتی یہان تک کہ برے حال سے وہ موا اور ایک بوڑہی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکہا کہ آپ کے روبرو ایک طشت لہو کا بہرا ہوا رکہا ہی اور حضرت امام حسینؑ کے قاتلون کو آپ کے سامنے لاتے ہین اور آپ اونکو لہو لگاتے ہین یہان تک کہ اوس شخص کو بہی لیگئے اسنے کہا مین تو اوس لڑائی مین حاضر نہین ہوا آپ نے فرمایا چاہتا تو بہی تہا اس امر کو پہر آپ نے اپنی اونگلی سے اس شخص کیطرف اشارت کی صبح کو اندہا اوٹہا اور یہہ حال یارون سے کہا اور ایک ملعون مردود نے حضرت امام برحق کے حق مین کہا کہ قتل کیا گیا فاسق فرزند فاسق کا حق تعالی نے دو ستارہ اوسکی آنکہون پر ڈالے کہ وہ نابینا ہو گیا اور ایک مرد تہا شام مین کہ منہہ اوس کا خوک کا یعنی سور کا ہو گیا تہا کہ وہ دشنام دیا کرتا

تہا اوسپر اکہا کرتا تہا حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو اور اونکی
اولاد کو ہر روز ہزار بار اور جمعہ کے دن چار ہزار بار اوسنے
دیکہا خواب مین کہ حضرت امام حسن پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
سے شکایت اوسکی کرتے ہین اور وہ شخص بہی حاضر ہی کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے لعنت کی اوسکو اور اوسکے
منہہ پر تہوک دیا پس چہرہ اوسکا خنزیر کا ہو گیا روایت ہی ابن
جوزی سے کہ کربلا کی بستی مین ایک شخص نے ضیافت کی تہی اور
لوگ اوسکے گہر جمع ہوئے تہے آپس مین یہہ ذکر کرتے تہے کہ جو کوئی
قتل حسین کا شریک ہوا وہ بہت برے حال سے موا اور بد موت
اوسنے پائی ضیافت کرنے والے نے کہا کہ وہ شخص بہی حاضر تہا
اور شریک تہا کچہہ بہی نہین ہوتا یعنی لوگون کی بات کو جہوٹ جانا
پس پچہلی پہر رات کو چراغ کی بتی کو اوکسانے لگا کہ آگ چراغ
سے اوسکے بدن کو لگ گئی اور جلکر کوئلے کی مانند ہو گیا اور
بعضون کو ان ظالمون مین سے مرض عطش کا ہو گیا کہ بہتیرا پانی پیتے
تہے اور پیاس نہ بجہتی تہی روایت ہی ایک مجلس مین لوگ بہت
بیٹہے تہے اور یہہ ذکر تہا کہ جسنے حسین کے قتل پر مدد کی اور شریک
ہوا اوسپر کچہہ بلا بڑی مرنے سے پہلے ایک شخص نے کہ اس
امر شنیع مین شریک تہا اور ہنوز صحیح سالم تہا اس بات کا انکار
کیا پس چراغ کو درست کرنے لگا کہ چراغ سے آگ اوسکو لگی اور
جلا جلا پکارتا تہا یہانتک کہ دریای فرات مین جا پڑا اور غوطے

غوطے مارے لیکن اوسی حال مین گرفتار رہا یہان تک کہ موا اور ایک
شخص نے بوقت بند ہونے پانی کے کربلا مین حضرت امام حسین ع
کے حق مین کہا کہ حسین اپنے تئین گویا جگر آسمان کا جانتا ہی لیکن
اب آسمان اس پر ایک قطرہ پانی کا بھی نہین برساتا آپ نے
سنکر کہا الہی اسکو پیاسا مار لیس اوسکو پیاس ہو گئی ہر چند
پانی پیتا تہا لیکن پیاس نہ جاتی تہی اسی حال مین دوزخ کو پہنچا
روایت ہی جس وقت حضرت امام حسین ع زخمون سے چور ہوئے اور
گہوڑے سے جدا ہوئے اوس وقت کسو نی رحم کہا کر پانی کا ایک جام
آپ کو لا کر دیا اور آپ نے لب سے لگایا کہ ایک ملعون نے تیر مارا
اور آپ کے تالو مین جا لگا اور پانی پینا نصیب نہ ہوا آپ نے اوسکے
لئے بد دعا کی لیس ہو گئی گرمی آگ کی سی اوسکے شکم مین اور
سردی برف کی سی اوسکی پشت مین اور لگے اوسکے برف
رہتی تہی اور پنکہا ہلایا جاتا تہا اور پیچھے اوسکے تنور ہوتا تھا اور
عطش عطش پکارتا تہا اور دودہ اور پانی اور ستو بقدر خورک
پانچ آدمیون کے اوسکو پلاتے تہے لیکن پانی طلب کئے جاتا تہا
وہ یہانتک کہ پیٹ پہول کر مر گیا اور پیٹ پہٹ گیا روایت ہی
اون ظالمون نے جو اسباب حضرت امام بر حق کا اور اہل بیت
کا لوٹا تہا اور غارت کیا تہا جس نے کہ آپ کا پیراہن پہنا تہا وہ
بڑی بیماری مین گرفتار رہا اور بال اوسکے سر کے اور داڑہی کے
جھڑ گئے اور جس نے پایجامہ آپ کا پہنا تہا وہ شل ہو گیا مرتے دم

تک جگہ سے ہل نہین سکا تو رجنے کہ آپ کی دستار باندہی تہی
اوسے کوڑہ ہوگئی اور جنے کہ آپکی زرہ پہنی تہی وہ دیوانہ اور
بے عقل ہوگیا **فایدہ** جاننا چاہیے کہ روایت ہی حاکم سے
طرق متعددہ سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ جبریلؑ نے کہا ہی کہ حق تعالی نے فرمایا ہی کہ قتل کئے ہین
مین نے یحییٰ پیغمبر کے خون کے عوض مین ستر ہزار آدمی اور
قتل کرونگا مین حسینؑ کے خون کے عوض مین ستر ہزار اور ستر ہزار
آدمی یعنی ایک لاکہہ چالیس ہزار آدمی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بعد
شہادت حضرت امام حسینؑ کے اہل عراق اور اہل شام
مین آپس مین نااتفاقیان اور دشمنیان ظاہر ہوئین اور زمین
عرب مین گرد مدینہ منورہ اور کعبہ معظمہ کے اور گرد کوفہ اور شام
کے فتنہ اور فساد اور جنگ سالہا رہی اور قول آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کا صادق آیا **فصل** چاہیے جاننا کہ یزید پلید نے
طرح طرح کے ظلم اور گناہ اور فسق و فجور کئے کہ اونکی حد اور انتہا
نہین ہی چنانچہ عبد اللہ ابن حنظلہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہی کہ لوگون
کو اوسکے عمل اور اوسکے مصاحبون کے فعل دیکہہ کر یہہ گمان گذرتا
تہا کہ آسمان پر سے پتہر برسینگے اور یزید نماز نہ پڑہتا تہا اور
شراب پیتا تہا اور نکاح کروا دیتا تہا ماں کا بیٹے سے اور بہائی
کا بہن سے اور باپ کا بیٹی سے اور روایات سے ظاہر ہوتا ہی
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہی یزید کی بدذاتی اور

اور برائی کی خبرین دین مین چنانچہ فرمایا ہمیشہ امر امت میری
کا قایم ساتہہ عدل اور خیر کے رہیگا یہان تک کہ اول رخنہ ڈالیگا
امر امت مین اور امر دین مین ایک مرد بنی امیہ مین سے کہ نام اوسکا
یزید ہوگا اور فرمایا اول کہ میری سنت کو اور میرے طریق کو بدلیگا
ایک شخص بنی امیہ مین سے ہوگا کہ اوسکو یزید کہتے ہونگے و علی
ہذا القیاس اور حضرت ابو ہریرہ کہ بڑے اصحابی ہین کہا کرتے تہے
کہ خدایا پناہ مانگتا ہون مین تجہسے اوس زمانہ سے کہ ساٹہوان برس
ہجرت کا شروع ہوگا اور پناہ مانگتا ہون سرداری اور حکومت
لڑکون یعنی نوجوانون نوبالغون کی سے پس قبول کی حق تعالی
نے دعا اونکی کہ وفات پائی اونہون نے اوس زمانہ مین کہ
ہجرت کے برس انسٹہہ تہے اور حکومت یزید کی ہوئی ساٹہہ
برس ہجرت کے الغرض مدینہ کے لوگ ایک تو شہادت
حضرت امام حسین کا حال دریافت کرکر یزید پلید سے بیزار ہوئے
تہے تسپر بہی ذری سنا اور معلوم کیا اونہون نے کہ یزید طرید
شراب پیتا ہی اور رات دن حرام کے کامون مین غرق رہتا
ہی اور شکاری کتون اور تازی کتون سے شکار کرتا ہی اور اونکو
اپنے پاس بٹہاتا ہی اور اونسے کہیلتا ہی اور طنبور اور مزامیر اوسکی
مجلس مین بجتے ہین اور مجمع اہل فسق اور فساد کا اوسکے پاس
رہتا ہی پس سب لوگ مدینہ کے اوسکی حرکتون سے خفا اور
بے نہایت بیزار ہوئے اور اوسکی بیعت سے پہر گئے اور عبد اللہ بن

حنظلہ سے سب نے بیعت کی پس یزید نے مدینہ منورہ کے لوگون
کا حال اور حقیقت سنکر بیچ سال ترسٹھہ کے ہجرت سے لشکر
عظیم مدینہ پر بہیجا اور مسلم بن عتبہ کو سردار لشکر کا کیا اور مدینہ کے
لوگ بہی مستعد جنگ کے ہوئے اور ایک طرف مدینہ کے خندق
درست کی جب کہ مقابلہ ہوا دونون فرقون مین مدینہ منورہ کی فوج
غالب آئی اور فوج یزید کے قریب تہا کہ فوج مدینہ کی فتح پاوے
اور فوج مردودی شکست کہاوے کہ مروان نے کہ اندر مدینہ
کے تہا اور فوج مدینہ سے ظاہر مین مل رہا تہا دغا کی اور فوج یزید کو
ایک طرف مدینہ کے اندر بلا لیا پس فوج پلید نے اندر آتے ہی قتل
عام شروع کر دیا جب کہ قوم لعین اوپر اہل دین کے غالب آئے ادب
مدینہ کا اور پاس روضہ مطہرہ کا ان مردودون نے کچہہ نہ رکہا
اور فساد عظیم برپا کیا قریب تین سو اصحاب کے شہید ہوے اور
سات سو حافظ اور قاری شہید ہوئے اور ان ناپاکون نے
ایسی ایسی بے ادبیان اور حرمزدگیان کین کہ دل کو انکے
لکہنے کا گوارا نہین اور قلم کو انکی تحریر کا یارا نہین اگرچہ معتبر
کتابون مین سب کچہہ لکہا ہی لیکن اپنے سے نہین لکہا جاتا الغرض
جو کہ یزید کی بیعت کرتا تہا اوسکو چہوڑ دیتے تہے اور جو نہ کرتا تہا
اوسکو بے تامل قتل کرتے تہے اور اس لڑائی کا نام واقعہ
حرہ ہی حرہ کہتے ہین اوس زمین کو جہان پتہر بہت ہوتے ہین
پس جس جا کہ جنگ ہوئی تہی سنگستان تہا اور مسلم بن عتبہ کو

عتبہ کو مسرف کہتے ہیں کہ اوسنے قتل میں اسراف یعنی زیادتی بہت
کی تہی فوج یزید پلید کی بموجب حکم اوس مردود کے کعبۃ اللہ
پر گئے کہ مکہ معظمہ میں عبد اللہ بن زبیر سے لوگوں نے بیعت کی تہی
اور یزید کے حاکم کو وہاں سے نکال دیا پس وہاں جنگ عظیم
ہوئی اور کعبۃ اللہ کو اوس ملعون کی فوج نے منجنیق اور گولے
مارے کہ حجر اسود ٹوٹا اور کعبۃ اللہ میں آگ لگا دی وہ فوج مردود
یہاں لڑ رہی تہی کہ یزید پلید کے مرنے کی خبر آئی اور وہ فوج شام
کے ملک کو پہر گئی اور مکہ معظمہ ناپاکوں کے دفع ہونے سے صاف
اور خالص اور منزہ ہوا لکہتے ہیں سبب موت اوس نابکار نابہنجار
سیہ کار مردم آزار راندہ درگاہ کردگار کا یہہ تہا کہ ایک رات
شراب کے نشہ میں چور تہا اور خمار بادۂ کبر سے مخمور تہا کہ حالت
مستی اور بے شعوری میں اوٹہہ کر چلا کہ پاؤں سے لغزش
کہائی اور گرا اور سر نامبارک اوسکا زمین سے ٹکر کہا کر پہٹ
گیا پس فرشتے دوزخ کے اوسکی روح ناپاک کو گہسیٹہ کر اسفل
السافلین کو لیگئے واللہ اعلم لکہا ہی کہ چوسٹہہ برس بعد ہجرت
کے جب کہ یزید موا اور دار الجزا کو گیا الغرض حضرت امام حسینؑ
کے سال شہادت سے تیسرے برس اوس مردود نے موت
پائی اور اوسپر لعنت کرتی ہی ساری خدائی دریغ صد دریغ
کہ واسطے حکومت چند روزہ کے اور بنا بر محبت دنیا پر ساز و سوز کے
آل پاک صاحب لولاک سے ایسی بدی کی کہ جسکے سبب حاصل

طعن اور لعن ابدی کی اور اولاد اور فرزند اوس مردود کے
خلافت سے محروم رہے اور خراب و پریشان و مغموم رہے نسل
اوس بدبخت کی ایسی منقطع ہوئی کہ نام و نشان اونکا نہ رہا اور وہ
پلید مصداق خسر الدنیا والآخرہ کا ہوا مثنوی ای یزید

بے حیا و پر جفا تو نے اولاد نبی سے کیا کیا آہ اتنی
زندگی کے واسطے یہہ وبال سخت کیوں سر پر لیا ہائے ای
مردود تو سمجھا نہ یہہ ہے حسین ابن علی خاص خدا راحت
جان محمد لا کلام قرۃ عین علی شیر خدا راکب
دوش نبی لا ریب فیہ جان جسم حضرت خیر النسا فخر دنیا
فخر دین فخر زمان عز و زیب و رونق ارض و سما سید
عالی نسب والا حسب شاہ عالی جاہ میر دوسرا عابد و
زاہد کریم و بردبار عارف و عالم شریف و باحیا کان فضل
و منبع جود و کرم سرور و سردار جملہ اولیا عاشق
و معشوق رحمن و رحیم صاعد درجات جنات العلی نور عرش
و کرسی و لوح و قلم باعث پیدائش ہر دوسرا بحر عرفان
و محیط معرفت رہبر زہاد و شاہ اتقیا ہائے
ایسا شخص یوں مجبور ہو درمیان قوم بیدین بیوفا تشنہ
لب خستہ جگر آشفتہ جان بے کس و بے یار و بے برگ و نوا بال
بچے پیاس سے اوسکے تمام آہ یوں تڑپیں بصد رنج و عنا قتل
ہوں آنکھوں کے اوسکے روبرو سب برادر یار و خویش و اقربا اصغر

معصوم کا حلق ضعیف اس طرح ہو زخمی تیر بلا اپنے بابا کی
تڑپ کر گود مین دم مین ہو وے راہی راہ بقا اور سکینہ بہی
بلک کر یون کہے ہاے میرا چہوٹا بہائی کیا ہوا رنج سب
یہہ دیکہہ کر وہ شاہِ دین ہون ذبیح خنجر قوم دغا ملک دنیا
سے کرین اوسدم سفر چہوڑ کر سب کو بدشت کربلا ای یزید تیرے وقت
تیرے سبب یہہ ہوا ہی حال آل مصطفےٰ تو نے دنیا کے
لئے ای بدسرشت دین اپنے کو ڈبویا مطلقا اور دنیا
نے تیرے ساتہہ تجہہ ای لعین دین نہ کی ہرگز وفا جانتا کہ
تو ہی تیری گور مین جو گذرتا ہوگا تجہہ پر ماجرا دیکہہ لے
گا حشر کے دن ہی وہان اس عمل کی خوب تجہے ہو گی سزا
دوستان آل احمد کو تمام ملک جنت عز و راحت دے خدا
ذلت اعدا سے دل اونکا ہو خوش ہے وصالِ خستہ جان کی یہہ دعا

فصل

جاننا چاہئے کہ حضرت زین العابدین مدینہ مین گوشہ نشین رہے
اور کسی لڑائی جہگڑے کیوں کے تئین ہوے اور اس اثنا مین
کسو موذی نے آپ کو اذیت اور رنج بہی نہیں دیا مگر تمام عرب
کے ضلع مین جابجا جنگ و جدال اور حرب و قتال آپس مین
رہی الغرض بعد موت یزید پلید کے اوسکے ایک فرزند کو
خلیفہ کیا کہ وہ جوان صالح اور بہت نیک بخت تہا چالیس دن
اوسنے خلافت اور حکومت کی اور بعد چالیس دن کے اوسکا

نیک سیرت نے خلافت اور سلطنت کو ترک کیا اور کہا کہ اوسیرا
شخص کے دادا سے سلطنت مین یہہ ہوا ہی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ
سے لڑائی ہوئی اور حالانکہ حق بجانب علی کے تہا اور اوس
شخص کے باپ سے سلطنت مین یہہ ہوا کہ اوسنے قتل کیا
آل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور مباح کیا شراب کو اور
اور خراب کیا کعبۃ اللہ کو اور نہ چکہی اوسنے حلاوت خلافت کی
پس مین نہین قبول کرتا ہون خلافت اور سلطنت کی تم جسکو
چاہو خلیفہ کر دیا نہ کر دیہ کہہ کر گہر مین جا بیٹھا اور پہر باہر نہ
نکلا بعد چالیس دن کے اس بات سے اوسنے اس سراے
فانی سے عالم جاودانی کی رحلت فرمائی خدا کی قدرت ہی کہ
ایسے بد کا ایسا ولد ہوا اور ایسے بد طینت سے ایسا نیک سیرت
ہوا يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ یعنی پیدا
کرتا ہی حق تعالے زندہ کو مردہ سے اور زندہ سے مردے
کو یعنی اچہے کو برے سے اور برے کو اچہے سے ابیات

عجب ہی حضرت خالق کی قدرت — جدی ہر شئی کی اوسنے کی ہی
خلقت کوئی ہی خوب اور کوئی برا ہی — کوئی غافل ہی کوئی
باخدا ہی کبہی اچہے سے بد پیدا کرے ہی — کبہی بد سے عیان اچہا
کرے ہی کیا آذر سے ابراہیم پیدا — پسر کو نوح کے بد دین
بنایا خدا کی حکمت کامل سے ای یار — سوا اوسکے نہین کوئی
خبردار الغصہ بعد وفات فرزند صالح یزید پلید کے اہل شام

اہل شام اور اہل عراق کے درمیان اختلاف آپس مین پڑا کوئی
کسیکو خلیفہ کیا اور کسی نے کسیکو اور ہر طرف مدت تک فتنہ و فساد
برپا رہا اس اثنار مین دوستدار اہل بیت کے کہ کربلا مین حضرت
امام حسین کے شامل نہ ہوے تہے اور اون سے آل نبی صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی مدد نہ بن آئی تہی اپنے دلون مین بہت شرمندہ
اور پشیمان ہوے اور سب نے چاہا کہ اس عار اور ننگ کو اپنے
سے کہووین اور حضرت امام حسین کے دشمنون سے عوض
اور بدلہ لیوین پس ہزارون آدمی کوفہ کے جمع ہوئے اور
مختار کو اپنا سردار کیا اور مختار حاکم اور مالک ہوا اور مختار
مین اور عمر سعد مین جنگ عظیم ہوئے مختار کی فتح ہوئی اور
قتل ہوئے اور مارے گئے بری صورت سے اور بد حال
سے چہہ ہزار وہ لوگ کہ جنہون نے قتل کیا تہا اہل بیت کو
کربلا مین اور عمر سعد بہی مارا گیا اور واصل جہنم ہوا اور شمر
بہی برے حال سے قتل ہوا اور مختار نے گہوڑون سے اوس
مردود نابکار کے سینہ اور پیٹ کو پامال کروایا بعد اوسکے
ابن زیاد شام کیطرف سے موصل مین آیا ساتہہ تیس ہزار
فوج کے اور مختار نے کوفہ سے فوج اوس کی مقابلہ اور مقاتلہ
کے لئے بہیجی دونون فوجون مین جنگ عظیم ہوئی مختار کی
فوج نے فتح کی اور ابن زیاد اور اوسکے یار سب مارے گئے
دریاء فرات پر دسوین تاریخ محرم کے بیچ سال اونسٹر کے

یعنی ساٹھہ اور نوکے ہجرت سے اور سال شہادت حضرت امام
حسین کے ہفت سال کے بعد یعنی ساتھہ برس کے بعد اور مختار کی
فوج کے سردار نے سر ابن زیاد کا اور اوسکے مصاحبون
اور یارون کا کوفہ مین مختار کے پاس بہیجا دار الامارۃ مین
سر اوس نابکار کا اوسی مقام مین مختار کے سامنے رکھا گیا
کہ جس مقام مین سر مبارک حضرت امام حسینؑ کا روبرو ابن زیاد
بدنہاد کے رکھا گیا تہا اور اس سے عجیب زیادہ یہہ قصہ ہی کہ
جسوقت سر نامبارک ابن زیاد کا روبرو مختار کے رکھا گیا
اور سر اوسکے یارون کے بہی رکہے کہ لوگ کہنے لگے آیا آیا
آیا کہ ناگاہ ایک سانپ آیا کہ وہ سرون پر پہرا اور ابن زیاد
کے ناک مین گہسا اور دیر تک اندر رہا کہ مغز کہا یا لیا پہر نکل
گیا اور لوگون کی نظرون سے غایب ہو گیا کہ تہوڑی دیر کے
بعد لوگ کہنے لگے آیا آیا آیا وہ سانپ پہر آیا اور ویسا ہی
عمل کیا پہر نکل کر چلا گیا اور پہر آیا الغرض تین مرتبہ یہہ نمونہ
غضب الٰہی کا ابن زیاد پر خدا تعالیٰ نے خلقت کو دکہایا اور
عجیب قصہ ایک اور ہی کہ نقل کرتا ہی عبد الملک بن عمر کہ ایک
مرتبہ قصر دار الامارۃ مین ابن زیاد کے پاس گیا مین کیا
دیکھتا ہون کہ خلق کی دو صفین اوسکے پاس ہو رہی ہین
یعنی آدمیون کا ہجوم ہی اور سر حسینؑ کا ایک سپر مین اوسکے
روبرو داہنی طرف رکہا ہوا ہی پہر بعد ایک مدت کے مختار

مختار کے پاس گیا میں دیکھا میں نے کہ سر ابن زیاد کا روبرو
مختار کے رکھا ہوا ہی اور خلقت جمع ہو رہی ہی پہر ایک مدت کے
بعد مصعب بن زبیر کے پاس گیا میں یعنی اون دنون میں مصعب
بن زبیر مسلط ہوا تہا اور کوفہ کا حاکم تہا دیکھا میں نے کہ
مصعب کے روبرو سر مختار کا رکھا ہوا ہی جس مقام میں ابن
زیاد کا سر رکھا ہوا تہا مختار کے روبرو اور خلقت جمع ہی پہر
بعد ایک مدت کے اوسی جگہ گیا میں عبد الملک بن مروان
کے پاس یعنی اون دنون میں عبد الملک بن مروان حاکم
تہا اور مالک کوفہ کا تہا دیکہا میں نے کہ سر مصعب بن زبیر
کا روبرو عبد الملک بن مروان لعین کے رکھا ہوا ہی جس جگہ سر مختار
کا روبرو مصعب کے رکھا ہوا تہا یہہ نقل کرنے والا کہتا ہی کہ میں
نے اوس سے کہا یعنی عبد الملک بن مروان سے کہ اس محل میں
چار سر ایک مقام پر میں دیکہہ چکا ہون اب پانچوان سر تیرا
ہی خدا نہ دکہاوے اوسطرح تیرے سر کو پس عبد الملک
بن مروان نے اوس محل کو توڑ واڈالا اور ڈہا دیا الغرض
بعد شہادت حضرت امام حسینؑ کے قریب تین برس کے بعد
یزید پلید درکات جہنم میں داخل ہوا اور قریب آٹہہ برس کے بعد
ابن زیاد اور عمر سعد اور شمر اور باقی قاتل اہل بیت کے
دوزخ میں پہنچے حاصل کلام کا یہہ ہی کہ آٹہہ برس کے عرصہ
میں سارے مردود عاقبت نامحمود ساتہہ کمال ذلت اور خواری

کے نابود ہوگئے کہ نام ونشان اونکا نہ رہا اور قبرون اپنی مین دیکھتے ہونگے کہ کیا اونپر گذرتی ہوگی اور قیامت کو دیکھینگے کہ کیا حال بدمآل ہوگا جسوقت حضرت خاتون قیامت پیراہن خون آلودہ حضرت امام حسین کا لیکر ہات مین پایہ عرش کو پکڑینگی اور اللہ تعالے سے داد و فریاد کرینگی اور داد خون حسین اور اہل بیت کی مالک حقیقی سے چاہینگی چنانچہ یہہ بات روایات سے ثابت ہی یقین ہی کہ اوس وقت عرش بہی لرزے گا اور قیامت پر قیامت بپا ہوگی اور حضرت امام حسین کے قاتلون کا حال جو کچہہ کہ ہوگا شاید وہ عذاب کسی سے بہی دیکہا نہ جاویگا ای الامان الامان الامان ط

نظم ای دریغا جس گہڑی خیر النسا ہات سے پکڑینگی عرش کبریا اور کہینگی یا الٰہی الغیاث داد دے عالم پناہی الغیاث ہی یہہ پیراہن میرے شبیر کا جابجا اسمین ہی خون دلگیر کا قتل بے موجب کیا میرا حسین کر میرا انصاف تا ہو مجکو چین اوس گہڑی کیا عرش کا ہوویگا حال اور کیا ہوگا قہر ذوالجلال حشر بہی بہولیگا اپنے حشر کو یہہ قیامت مین قیامت ہی سنو داد زہرا جب کہ دیویگا خدا اور کریگا عدل حاکم بے ریا ظالمون کا حال ہوویگا تباہ اونکے آنکہون مین جہان ہوگا سیاہ دوزخ اپنی طرف کہینچیگے شتاب اونپہ ہوگا طرح طرح سے عذاب دیکہہ خلقت حق سے مانگیگی پناہ

اور کہے گی الامان باری آلہ **فایدہ** جاننا چاہیے کہ اولاد حضرت امام حسینؑ کی چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہین بیٹے تو علی اکبر اور علی اوسط یعنی امام زین العابدین اور علی اصغر اور عبداللہ ہین اور بعضے کہتے ہین کہ علی اصغر امام زین العابدین کا نام ہی اور وہ لڑکا شیرخوارہ کہ جسکو تیر لگا تہا وہ عبداللہ ہی اور بعضی روایتون سے ثابت ہوتا ہی کہ چھہ بیٹے ہین چار وہ کہ ذکر اونکا ابہی ہوا اور پانچوان محمد اور چھٹا جعفر اور بعضی تواریخ مین بجانی محمد کی عمر لکہا ہی اور کربلا مین بیٹون مین سے ایک حضرت امام زین العابدین باقی رہے ہین اور بعضی تاریخون مین لکہا ہی کہ عمر بن حسین بہی باقی رہے ہین اور عمر اونکی چار برس کی تہی اور قافلہ اہل حرم کے ساتھہ شام کو یزید کے پاس بہی گئے ہین اور اوس مردود سے جیسے کہ بچے باتین پیار کی کرتے ہین بہت کین ہین اور اوس مردود نے اپنے سینہ سے لگایا ہی اور پیار کیا ہی واللہ اعلم لیکن یہہ بات بالاتفاق ہی کہ اسمین کچھہ اختلاف نہین ہی کہ نسل حضرت امام حسینؑ کی حضرت امام زین العابدین سے جاری ہی اور کسو سے نہین اور بیٹیان ایک تو حضرت فاطمہ صغریٰ کہ نکاح اونکا عبداللہ سے کہ پوتے ہین حضرت عثمان کے ہوا ہی اور فاطمہ صغریٰ بہت عابدہ زاہدہ فاضلہ عارفہ تہین اور دوسری سکینہ کہ کربلا مین

خورد سال تھین اور کربلا کی لڑائی مین حضرت مرتضی علی کے
فرزند محمد بن حنیفہ وغیرہ اور حضرت امام حسن کے فرزند
حسن مثنی کہ شامل نہ تھے سبب یہی کہ پہلے سے کسی کسی طرف
ملکون کی ان صاحبون کو سفر درپیش آیا تھا اور گئے ہوئے
تھے اور محمد بن حنیفہ کو حضرت امام حسین خود مدینہ مین چھوڑ
آئے تھے **فایدہ** جاننا چاہیے کہ حضرت علی امام زین
العابدین بہت بڑے عالم فاضل عابد زاہد عارف باللہ ولی
اللہ مین والی کشف وکرامات صاحب خوارق عادات تھے مین
ہزار رکعت نفل کی ہر روز پڑہتے تھے جسوقت پانی آپ کے
روبرو آتا تھا تو رنگ چہرۂ مبارک کا زرد ہوجاتا تھا تشنگی
اہل بیت کی اور بیکسی اپنی یاد آتی تھی اور آپ اسقدر روتے
تھے کہ آنکھون کے نیچے سے گوشت گل گیا تھا اور غار اوس
مقام مین ہوگئے تھے اور روئی غارون مین بہر دیتے تھے
مروان کے بیٹے نے یعنی عبدالملک نے مدتون تک قید رکہا
قیدخانہ مین بیچ بیڑیون اور زنجیرون کے اور آپ از روے
کرامت کے جب چاہتے تھے قیدخانہ مین سے غایب ہوجاتے
اور بیڑیان اور زنجیرین وہین اُتری پڑی رہتی تہین اور
پہر قیدخانہ مین ظاہر ہوتے تھے اور بیڑیان اور زنجیر پہن
لیا کرتے تھے اور اپنے رنج اور اذیت پر صبر فرماتے تھے
یہانتک کہ عبدالملک موا اور اوسکا بیٹا ہشام حاکم

حاکم مدینہ کا ہوا اوس مردود نے حضرت امام زین العابدین
کو زہر دلوایا اور آپ نے وفات پائی اور بقیع مین نزدیک
قبر حضرت امام حسنؓ کے دفن کئے گئے اور گیارہ فایدہ
بیٹے اور چار بیٹیان آپکے بعد باقی رہین اور سب مین کامل علم
علم مین اور زہد مین اور ولایت مین اور معرفت مین حضرت
ابو جعفر امام محمد باقر ہین مناقب اور فضایل اونکے بے حد و
نہایت ہین مشہور و زور اونکے علم و عرفان کا اظہر من الشمس
ہی اونکو بہی ظالمون نے زہر دیکر شہید کیا ہی اور قبر آپ
کی بہی بقیع مین حضرت امام حسنؓ اور حضرت عباس کے گنبد مین
ہی اور اولاد مین آپکی چہہ شخص باقی رہے سب مین افضل
اور اکمل حضرت امام جعفر صادق تہے کہ وہ خلیفہ اور وصی
اپنے باپ کے ہوئی اور تمام ملکون مین آپ کے علم اور معرفت
کی دہوم تہی اور دور دور کے ملکون سے اور شہرون سے
لوگ جوق جوق آتے تہے اور علم تحصیل کرتے تہے اور علم ظاہری
اور باطنی سے فیض یاب ہوتے حضرت ابو حنیفہ امام اعظم بہی
آپکے شاگرد ہین اور سفیان اور یحیی وغیرہ اکابر علماء مجتہدین
سب آپکے شاگرد ہین اور آپ بہی زہر سے شہید ہوئے اور
حضرت امام حسنؓ کے گنبد مین دفن ہوئے اور اولاد مین
آپ کی چہہ شخص باقی رہے سب سے عالم اور عارف زیادہ تر
حضرت امام موسی کاظم ہین اور حلم اور خلق آپ کا کمال مرتبہ

مین تہا اور مستجاب الدعوات تہی کہ عراق کے لوگ آپ کو باب
قضاء الحاجات کہتے تہے اور آپ نے ہارون رشید کی قید مین
شہر بغداد مین وفات پائی کہتے ہین کہ آپ کو بہی رشید نے
زہر دلوایا تہا اور بغداد مین جانب غربی مین دفن ہوئے اور
وہان آپ کی قبر کہ زیارت گاہ خلایق کی ہی اور آپ کی اولاد
مین سینتیس لڑکے اور لڑکیان رہین یعنی سب تیس اور سات منحصر
آپ کی بعد اولاد مین باقی رہے سب مین افضل اور اکمل حضرت
امام موسی علی رضی ہین دریاء مواج عرفان کے ہین حضرت
معروف کرخی کہ بڑے خدا کے ولی ہین اور امام اور اوستاد
ہین حضرت سری سقطی کے وہ حضرت علی رضا کے غلام
اور دربان ہین اور اوس جناب سے فیضیاب ہین مامون بہائی
ہارون رشید کا آپ کا معتقد اور بہت مخلص تہا اور اپنی بیٹی کا
نکاح آپ سے کیا تہا اور اوسکے ارادہ مین یہ تہا کہ آپ کو اپنا
ولی عہد کرون طوس کی سرزمین مین بسبب کسی مرض کے آپ
کی وفات ہوئی قتل سے اور زہر سے نہین ہوئی مزار آپ کا
ہارون رشید کے قبہ مین ہی اور اب وہ مزار شریف مشہد
مقدس کہلاتا ہی خلق اللہ دور دور سے واسطے زیارت کے
آتی ہی اور برکت حاصل کرتی ہی اولاد آپ کی پانچ بیٹا بیٹی رہے
افضل سب مین امام محمد اور لقب اونکے تقی اور جواد اور قانع
ہین اور علم اور فضل مین بے بدل اور طریقت اور معرفت مین بے

بے مثل ہین اور آپ کو بھی زہر دیا ہی اور بعد وفات کے حضرت
امام موسیٰ کاظم کے قبر کے پیچھے آپ کو دفن کیا ہی بغداد مین
اور بعد آپ کے دو بیٹے اور دو بیٹیان باقی رہی ہین اولی اور
افضل حضرت امام نقی ہین نام آپکا علی ہی اور لقب نقی اور
ہادی اور عسکری اور ناصح اور متوکل ہین صواعق محرقہ مین
لکھا ہی کہ ایک عورت نے متوکل بادشاہ کے حضور مین اکر
کہا کہ مین شریفہ ہون یعنی سیدانی ہون پس متوکل نے چاہا
کہ دریافت کرے تا بیقینی معلوم ہووے کہ یہہ سیدانی ہی پس
متوکل نے حضرت امام نقی سے پوچھا آپ نے فرمایا کہ اولاد
حسن اور حسین کا گوشت حرام ہی درندہ جانورون پر یعنی شیر
اور بھیڑیا اور تیندوا وغیرہ کہ جانور پھاڑ کھانے والے ہین
وہ سیدون اور سیدانیون کو نہین پھاڑتے اور گوشت اونکا
نہین چباتے اور نہین کھاتے متوکل نے درندہ جانورون
کو منگایا اور اوس عورت کو بلایا جب اوس عورت نے وہ
جانور دیکھے کہا کہ مین جھوٹ کہتی تھی مین سیدانی نہین ہون
لوگون نے متوکل سے عرض کی کہ اس بات کا امتحان
کیا چاہیے اور آزمایا چاہیے متوکل نے اپنے محل مین صحن کے
بیچ درندہ جانور کئی چھوڑوا دیے اور آپ ایک بلند مکان پر
بیٹھا اور لوگ سب ہٹ گئے اور حضرت امام علی نقی کو بلایا اور
حالانکہ جانور کو بیچ رہے تھے اور غل مچا رہے تھے حضرت امام

ممدوح حسب طلب متوکل کے تشریف لائے اور صحن خانہ مین رونق
افزا ہوئے اور زینہ پر چڑہنے لگے و متوکل کے پاس جاوین اور
وہ جانور خاموش ہوکر آپ کے پاس آئے اور گرد و پیش آپ کے
ہو گئے اور اپنا سر اور منہہ آپ کے بدن مبارک سے ملنے لگے اور
کہلاڑیان کرنے لگے اور آپ نے بہی اونپر ہاتہہ پہیرا اور آستین
سے اون کو مس کیا پہر آپ اوپر گئے اور متوکل کے پاس بیٹہے
اور کچہہ باتین کین پہر وہان سے رخصت ہوکر صحن مین آئے
اور اون جانورون نے پہر کہلاڑیان آپکے ساتہہ کین بعد اسکے
آپ اوس محل سے برآمد ہوے اور اپنے دولتخانہ مین تشریف
لیگئے متوکل نے تحفہ تحایف اور مال و اسباب بہت آپ کی خدمت
مین بہیجا اور آپ شہر سر من رای مین مقیم تہے اور وہین آپ کا
دولتخانہ تہا چند مدت سے پہر بسبب کسی مرض کے آپ عالم فانی سے
پر ملال سے طرف محل قدس ذوالجلال کے انتقال فرمایا اور قبر شریف
آپ کی سر من رائی مین اوسی گہر مین کہ جہان انتقال فرمایا تہا
ہوئی ہی بعد وفات کے چار بیٹا بیٹی آپکے باقی رہے ہین افضل
اور اشرف سب مین امام حسن عسکری ہین نام آپ کا حسن ہی اور لقب
عسکری اور خالص اور ذکی اور سراج ہی نقل کرتے ہین کہ ایک
دن حضرت امام حسن عسکری طفولیت کے زمانے مین یعنی چہٹپن
مین لڑکون کے درمیان مین تہے کہ بہلول دانا کا گذر ہوا بہلول
نے دیکہا کہ اور لڑکے کہیل رہے ہین اور حسن عسکری رو رہے ہین

ہین بہلول نے جانا کہ اور لڑکون کے پاس کہلونے اور کہیل کی چیزین
ہین اور حسن عسکری کے پاس کچہہ نہین شاید اسواسطے روتا ہی
بہلول نے آپ سے کہا ای لڑکے تیرے واسطے کہلونے اور کہیل کی
چیزین مین خرید لاؤن تا تو بہی کہیل مین مشغول ہووے پس فرمایا
آپ نے بہلول کو ای کم عقل ہم واسطے لہو اور لعب اور کہیل کود
کے نہین پیدا کئے گئے ہین بہلول نے کہا بتا تو کہ کس واسطے پیدا
کئے گئے ہین فرمایا علم کے واسطے اور عبادت کیواسطے بہلول نے
کہا کہان سے جانا تو نے اس بات کو فرمایا اللہ تعالی کے کلام
سے اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ یعنی
حق تعالی فرماتا ہی کہ ای لوگون پس گمان تمہارا یہ ہی کہ ہمنے تمکو
عبث اور لغو ہی پیدا کیا ہی اور تم یہ سمجہے ہو کہ تمہاری رجوع اور
بازگشت ہماری طرف نہ ہووے گی یہ بات نہین ہی بلکہ تمکو علم
اور عبادت کے لئے پیدا کیا ہی اور تم ہماری طرف رجوع کئے
جاؤگے اور جزا اور سزا پاؤگے پہر کچہہ اور باتین کر کر اور
بہلول سے باتین سنکر حسن عسکری غش کہا کر گر پڑے پس جب
کہ ہوش مین آئے بہلول نے کہا ای لڑکے کیا ہوا تجکو تو
ابہی لڑکا چہوٹا معصوم ہی کوئی گناہ تیرے ذمہ پر نہین یعنی
اسقدر خدا تعالی سے کیون خوف کرتا ہی پس فرمایا سن تو
ای بہلول ماکو دیکہتا ہون یعنی وقت پکانے طعام کے اور گرم
کرنے پانی کے بڑی بڑی لکڑیان جلانے کو ہوتی ہی اور وہ نہین

جلتی ہین مگر جب کہ چہوٹی لکڑیون کو اور چہوٹی چہٹیون کو جلاتی ہی تو پہر بڑی لکڑیان بہی جلتی ہین اور تحقیق ہین ڈرتا ہون کہ کہین ہین جہنم کی لکڑیون مین سے نہ ہون پہر آپ جوان ہوئے اور بہت عزت اور حرمت کے ساتھہ رہے اور بادشاہ بہت آپ کی خدمت کرتا رہا پہر آپ کو بہی کسی مردود نے زہر دیا اور آپ نے انتقال کیا قبر شریف آپ کی سرمن رای مین اپنے قبلہ گاہ کے پاس ہوئی اور آپ کے بعد وفات کے ایک فرزند ارجمند باقی رہے کہ نام مبارک اون کا امام محمد الحجۃ ابو القاسم ہی اور نام آپ کا موتمن بہی کہتے ہین بوقت وفات پدر بزرگوار اپنے کے پانچ برس کے تہے واہب العطایا نے اوس شگوفہ گلزار نبوت کو چہٹپن کے زمانہ مین علم اور حکمت بخشی تہی اور لڑکپن ہی مین امام و پیشوا اور ہادی ہوئے تہے صواعق مین لکہا ہی کہ آپ کا نام قایم منتظر بہی ہی اور اسکی وجہ مین کہا ہی اسواسطے کہ آپ مدینہ مین دفعۃً ایسے گم ہوئے اور غایب ہوگئے کہ کسو پر اون کے غایب ہونے کی حقیقت نہین کہلی ہی اور بعضی کتابون مین لکہا ہی کہ آپ سرمن رای مین ایک سرداب کے بیچ مین غایب ہوگئے ہین شیعہ کہتے ہین کہ حضرت مہدی امام آخر زمان ہی محمد بن عسکری ہین کہ لوگون کی نظرون سے غایب ہین سو آخر زمانہ کے قیامت کے قریب ظاہر ہونگے اور اہل سنت و جماعت کہتے ہین کہ حضرت امام مہدی اولاد فاطمہؓ سے قیامت کے قریب

قریب پیدا ہونگے اور زندہ اور ہونگے یہ محمد فرزند عسکری کے وہ ہین ہین الغرض
بالاتفاق سب کے نزدیک یہ ہی کہ حضرت امام مہدی آخر کو قیامت کے نزدیک ظہور
کرینگے اور تمام عالم کو عدل اور انصاف اور امن و امان سے پر کر دینگے اور بعد
ظاہر ہونے کے سات برس یا آٹھہ برس یا نو برس جیوینگے
بعد اوسکے گل گشت بہشت فرماوینگے **فایدہ** جاننا چاہیے
کہ مین نے اس رسالہ کو اوپر ایک نقل کے اور مناجات کے اور تاریخ کتاب
کے ختم کرتا ہون نقل یہہ ہی کہ ایک شخص نے خواب مین حضرت امام
حسین علی النبی و علیہ السلام کو دیکھا اور عرض کی یا ابن رسول اللہ
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم جسوقت کہ آپ کے پیاسے حلق پر خنجر چلا ہوگا
تو آپ کو کمال تکلیف اور رنج گذرا ہوگا آپ نے فرمایا اوسوقت
کی خوشی اور راحت کا احوال مت پوچھہ اسقدر مزا چہا رہا تھا کہ
یہ جی چاہتا تھا کہ کاشکے تمام کانٹے جنگل کے خنجر بنجاوین اور
اس حلق خشک پر بار بار چل جاوین **بیت** کشتگان خنجر
تسلیم را ہر زمان از غیب جانے دیگر ست **ابیات**

عاشقون کا نشان ہی کچھہ اور — عشق کا دودمان ہی کچھہ اور
خنجر عشق کے ہین جو کشتہ — ہر زمان اونمین جان ہی کچھہ اور
جانبجان اور ہین بہت لیکن — میرے دلبر کی آن ہی کچھہ اور
یون تو افضل ہین سب بزرگ مگر — آل احمد کی شان ہی کچھہ اور
قصہ غم ہزار ہین یارو — آہ یہہ داستان ہی کچھہ اور — رشک صد
باغ ہی تن شبیر — واہ یہہ گلستان ہی کچھہ اور — یون تو اہل سخن

بہشت مین وصال لیکن اپنا بیان ہی کچھ اور

مناجات

الٰہی بحق رسول خدا الٰہی بحق علی مرتضیٰ الٰہی بزہرا کہ ہر
وہ بتول شریف النسب بنت حضرت رسول الٰہی بحق حسین و
حسن کہ ہین اوسنے تازہ نبی کا چمن الٰہی بزین عابدین دین
پناہ الٰہی بہ باقر حبیب اِلٰہ الٰہی بجعفر ولی خدا الٰہی بکاظم شہ
اتقیا الٰہی بموسی رضا شاہ دین الٰہی بحق تقی خوش یقین
الٰہی بحق نقی نیک ذات برای شہ عسکری خوش صفات الٰہی بہ
مہدی دین دادگر برائے ہمہ آل خیر البشر الٰہی بصلحائے و علمائے دین
الٰہی بزہاد و فضلاء دین الٰہی بحق شہیدان پاک الٰہی بحق
شریفان خاک نبی کا مجھے عاشق زار کر مئے عشق حیدر مین سرشار
کر غم آل احمد سے غمگین رکھ میرا دین حسنین کا دین ہو کہ میرے دل
مین ہردم ہو یادِ رسول سدا رہوے سینہ مین حُبِ بتول تصور
رہے مرتضیٰ کا مدام شہیدون کے غم مین رہون صبح و شام دم مرگ
تک محو حُبِ نبی مجھے رکھ تمنا ہی میری یہی دکھا دے مجھے ای میرے
ذوالجلال عنایت سے دنیا مین اوسکا جمال زیارت مجھے بھی اوس
کی نصیب یہی آرزو ہی میری ای حبیب مشرف کر اوس شخص کے
دیدار سے منور کر اوس مہ کے انوار سے اگرچہ مین عاصی ہون
ناپاک ہون کہ ناچیز ہون بدتر از خاک ہون مگر تجہسے امید ہی بیشمار
مجھے ای خداوند آمرزگار توجہ سے تیری اگر وہ رسول کرے
عرض میری خدایا قبول کہ دیدار اپنا دکھاوے مجھے مزہ وصل کا

وصل کا ٹک چکھا دے مجھے نہین ہی بعید از کرم ای خدا اگرچہ مین
عاصی ہون بے ترا بیا گنہ گار ہر چند ہون لا کلام کرین ہو گیا
ہون گنہ خود تمام توقع ہی پر اوسکے دیدار کی دل و جان کو امید
ہی یار کی توقع کا میری یہی ہی سبب کہ دیکھا برا اور بھلا مین
نے سب چمن اور گلشن پہ ڈالی نظر سبھی پاک و ناپاک دیکھے
مگر یہ دیکھا کہ خورشید عالی مقام دکھاتا ہی جلوہ سبھو کو مدام
شعاع اوسکی پڑتی ہی جب خاک پر تو پڑتی ہی ہر پاک و ناپاک پر
اسی طرح وہ مہر چرخ ہدیٰ محمد نبی مصطفےٰ مجتبیٰ اگر مہربانی
سے اوسکی یہان نمودار ہو مجھہ پہ جلوہ کنان نہ میری لیاقت
پہ رکھے نظر عنایت ہی منظور ہو سر بسر تعجب نہین اوسکے اشفاق سے
صفات حسن اور اخلاق سے خدایا میری اور ہی یہ دعا کہ عزت سے
دنیا مین رکھیو سدا بحق محمدؐ بحق علی برائے نبی و برائے ولی
سلامت رہے دین و ایمان بھی رہے چین سے یہ دل و جان بھی
شریعت طریقت حقیقت کا نور میرے دل مین بھر دیجیو ای غفور
منور ہو جان نور عرفان سے مشرف ہو دل حق کے فیضان سے
الٰہی مسلمان و مومن تمام رہین دو جہان مین سدا شادکام خصوصاً
میرے دوست اور اقربا یہان اور وہان خوش رہین دائما مجھے میری
اولاد سے شاد رکھہ دل اونکی طرف سے تو آباد رکھہ بچانا سدا
شر شیطان سے یہان اور بہتان و طوفان سے سدا حفظ مین اپنے
رکھیو خدا امان اپنی ہمسے نہ کیجو جدا گذارا ترے فضل سے ہی الٰہ نہین

تو گنہ ہمکو کرتے تباہ تیرے فضل ہی نے بچایا ہمین عذاب و الم سے
چھڑایا ہمین اگر فضل تیرا نہ ہوتا رفیق تو ہم چاہ ذلت مین رہتے
غریق کرم فضل ہی ہمیشہ رکھیو مدام بحق محمد علیہ السلام
الٰہی میرا خاتمہ ہو بخیر سوا تیرے اور دم نہ ہو یاد غیر نہ ہو جان
کنی کی اذیت بہت نہ ہو موت کی یعنی شدت بہت تیرے وصل
کے شوق سے روبرو اذیت نہ معلوم ہو شل ہو بہ نرمی ہو مقبوض
یہ روح پاک رہے چین و آرام سے زیر خاک الٰہی نہ ہو قبر مین
کچھ عذاب وہان بھی ترا رحم ہو نہ عتاب پھر آخر کو دن حشر
کے ای کریم مجھے بخش دیجیو بفضل عمیم کرم سے عنایت سے اپنی
وہان مسرت سے رکھیو مجھے شادمان وہان نار دوزخ رہے
مجھے دور بسرعت گذرون پل سے یارب عبور میسر ہو پھر مجھکو
دیدار بھی فقط یہ نہ بل وصل دلدار بھی ہوون تا خوشی حوض
کوثر سے جام بدست علی شاہ عالیمقام ۔ الٰہی دعائین یہ ہو وین
قبول بحق رسول و بحق بتول گنہ پر نہ میرے نظر کر رحیم مگر اپنی
رحمت کو دیکھ ای کریم گنہ میرے یارب ہین بے انتہا ولے تیری
رحمت کے آگے ہین کیا مجھے تیری رحمت پہ ہی بس غرور گنہ ہون
گا ہرچند بی پہان و فور گنہگار ہون مو بمو رو سیاہ گنہ ہون
کے اندر خراب و تباہ مگر مین تو بندہ ہون اور تو خدا یہ رشتہ
تو ہرگز نہین ٹوٹتا تو صاحب ہی میرا مین تیرا غلام مجھے تو نے
پیدا کیا لاکلام مجھے چھوڑ کر اب کہان جاؤن مین بھلا ایسا صاحب